ان من البیان سحراً و ان من الشعر حکماً

دیوان

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الکاملین ولی الاکبر الصادق

مخدوم بندہ نواز حضرت

صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

المسمّٰی بہ

انیس العشاق

بسلسلۂ مطبوعات کتب خانۂ روضتین گلبرگہ شریف

بہ انتظام و توجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر دام اقبالہم

و بہ تصحیح و بہ اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام اے سی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در عہد آفریں برقی پریس (حیدرآباد دکن) طبع شد

شوال المکرم سنہ ۱۳۶۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد رسولہ النبی الامی الذی انزل علیہ القران ویوتی جوامع الکلم والایات والبرھان وعلی آلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الھادیین المھدیین فی کل وقت وآن۔

سلسلہ علیہ چشتیہ میں حضرت سلطان العاشقین المقربین سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز سے پہلے یعنی حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی بزرگ نے تصنیف و تالیف کی جانب توجہ نہیں کی اور کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ حضرت چراغ دہلی کے مریدوں اور خلفا نے شروع کیا جنمیں مقدم حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز ہیں جنہوں نے چھوٹی بڑی کتابیں بکثرت تصنیف و تالیف کیں۔ اولیائے کبار کوئی کام بغیر اشارت و حکم غیبی نہیں کیا کرتے حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کا کام بھی اسی قبیل کا تھا چنانچہ خود فرماتے ہیں "ہر کس کہ دراں حضرت سلوک کرد بچیزے مخصوص شد ما بسخن مخصوصیم خدائے ما را دولت بیان اسرار خویش داد ہر چند میخواہم کہ نظر من از سخن ساقط شود نشد"۔ اسما ر الاسرار کے دیباچہ میں فرماتے ہیں "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى نعت محمد رسول اللہ است

ہرکہ اتباع او کند وا ہتمامش در سنت او بود و رفتن بر طریقۂ او باشد از جوامع الکلم و لمعۂ از گفتار او کہ نور الہدیٰ است و بیان سر القرب والدنی است نصیبہ گیرد" دکن میں عام طور پہ زبان زد ہے کہ حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کی تعداد اونکی عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ ہے۔ واللہ اعلم لوگوں کا یہ خیال کس حد تک صحیح ہے انکے مرید اور سوانح نگار حضرت محمد سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں جس کو حضرت مخدوم کے حالات میں تصنیف کیا ہے انکی اکتیس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ان میں بعض اہم کتابیں مثلاً تفسیر۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تعرف شرح عربی آداب المریدین۔ شرح عربی فقہ اکبر اب بالکل مفقود ہیں اللہ ہی کو علم ہے کہ ان بے بہا کتابوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نسخہ اب دنیا میں موجود ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے اونکی تلاش میں ہوں مگر اونکا کہیں پتہ نہیں ملا اون کی تصانیف میں جو کتابیں اب موجود ہیں انکے نسخے بھی معدودے چند ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت مخدوم کی تصانیف کی اہمیت اور ان میں سے بہتوں کے بالکل مفقود ہو جانے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال ہوے مجھے خیال آیا کہ جو کتابیں دستبرد زمانہ سے اب تک بچ گئی ہیں اگر وہ فراہم کیجائیں اور بتدریج طبع کرادی جائیں تو تلف اور مفقود ہونے سے بچ جائیں گی ورنہ بہت جلد وہ بھی ناپید ہو جائیں گی ۔ اس زمانہ میں فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اور اس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے اور انکی جانب توجہ کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں اس کے علاوہ تصوف جو مکارم اخلاق سکھانے والا اور سنت نبوی اور عبادت خالصاً مخلصاً لوجہ اللہ اور محبت و عرفان الہٰی کے متعلق کلام پاک اور حدیث نبوی کی تفسیر اور شرح کرنے والا علم ہے لوگوں کو اس کی جانب سے عموماً صرف ذہول ہی نہیں

بلکہ با وجود قطعی ناواقفیت اور بے بہرہ گی کے اس سے انکار اور دشمنی پیدا ہوگئی ہے ان اسباب کے پیشِ نظریہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کی کتابوں کی (جو بیشتر فارسی زبان اور چند عربی میں ہیں) فراہمی تصحیح اور طباعت میں محنت شاقہ اور مصارفِ کثیرہ برداشت کرنے سے حاصل کیا ہوگا۔ بجائے خود اعتراض بالکل واجبی تھا مگر ہمارے پیشِ نظریہ خیال تھا کہ حضرت مخدوم کی بے بہا تصنیفوں کو جو دستبردِ زمانہ سے اب تک خال خال بچی ہوئی ہیں آئندہ مفقود ہونے سے بچانے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ طبع کرادی جائیں۔ اس کے علاوہ اگر ان میں سے کسی ایک کو ایک شخص نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے اس کے دل میں داعیۂ حق و اتباع سنت نبوی کا شوق و ولولہ پیدا ہوجائے تو ہمارا مدعا پورا ہوجائے گا۔ میں نے اپنا خیال چند ذی علم صوفی مشرب دوستوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سب بزرگوں نے تائید کی۔ چنانچہ میرے ذی علم متقی صوفی مشرب دوست مولانا معشوق حسین خان صاحب قادری المخاطب بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر کی (جو اوس وقت ضلع گلبرگہ شریف کے اول تعلقدار یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر تھے) اعانت اور تائید سے حضرت مخدوم کی نہایت بلند پایہ عظیم المرتبت اور نادر الوجود اور تصوف و معارف و حقائق کی جامع کتاب جس کے مثل فارسی زبان میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی یعنی اسمار الاسرار کو ۱۳۵۰ھ میں میں نے طبع کراکر شائع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں اونہیں کے مشورہ اور تائید سے کتاب مستطاب خاتمہ جس سے زیادہ جامع مبسوط اور مکمل اور بہتر کتاب مسائل آداب المریدین میں نہ عربی میں تصنیف ہوئی اور نہ فارسی ہی میں میں نے طبع اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اوسی زمانہ میں نواب معشوق یار جنگ بہادر ہی کے مشورہ اور تائید سے ہمارے برگزیدہ صفات عالم باعمل کرم فرما مولانا

حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دینیات گلبرگہ کالج نے حضرت مخدوم کے ملفوظات مسمی بہ جوامع الکلم کو طبع کراکر شائع کیا۔

تقریباً چار سال ہوئے ہمارے صوفی مشرب جامع فضائل علم دوست کرم فرما مولانا غلام غوث خاں صاحب المخاطب بہ نواب غوث یار جنگ بہادر کا تقرر صوبہ گلبرگہ شریف کی صوبہ داری (کمشنری) پر ہوا اور روضۂ بزرگ اور روضۂ خورد اور ان کے ملحقات اور جاگیرات کا انتظام اور نگرانی بھی حسب فرمان خسروی اونہیں کے متعلق کردی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں روضوں کی جاگیروں کا انتظام بہتر ہوگیا اور دونوں روضوں اور انکے ملحقات میں نہایت مفید اور کارآمد اور خوش منظر تعمیرات اور ترقیاں جلد جلد عمل میں لائی گئیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں ہے۔ ان مادی کاموں کے علاوہ دو نہایت مفید اور کارآمد علمی کام بھی انجام دیئے گئے ان میں ایک مفید ترین کام روضتین سے متعلق مدرسہ کا قیام ہے جس میں مجاورں اور اس آبادی کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دی جارہی ہے اور دوسرا کام روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ موسوم بہ "کتب خانہ روضتین" کا قیام ہے۔ روضۂ بزرگ اور روضہ خورد میں دستبرد زمانہ سے کچھہ کتابیں اب تک بچی ہوئی تھیں دونوں صاحبان سجادہ کی رضامندی اور اجازت سے صوبہ دار صاحب نے یہ سب کتابیں اس کتاب خانہ میں منتقل کردیں اونکے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں خصوصاً حضرت مخدوم اور اونکی فرزندوں کی تصانیف مختلف ذرائع سے

عہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مقبرہ کو روضۂ بزرگ اور ان کے نبیرہ اور خلیفہ حضرت مخدوم سید ید اللہ حسینی المشہور بہ سید قبول اللہ حسینی کے مقبرہ کو روضۂ خورد اور دونوں کو مجموعی طور پر اختصاراً "روضتین" کہتے ہیں۔

حاصل کرکے اس میں داخل کیں۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے بھی اپنی سب کتابیں اس کتب خانہ کو دیدیں۔ یہ کتب خانہ مستحکم بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس میں معتدبہ کتابیں جمع ہوچکی ہیں اور ہوتی جارہی ہیں اور شائقین علم کے لئے وہ کھول دیا گیا ہے اور ان کو مستفید کررہا ہے۔ نواب غوث یار جنگ بہادر نے حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں کی تصانیف کو بتدریج طبع کرادینے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا تاکہ وہ مفقود ہونے سے بچ جائیں اور طبع ہوکر ملک میں شائع ہوجائیں چنانچہ انکی توجہ اور حسن انتظام سے گذشتہ تین سال میں حضرت مخدوم کی تصانیف سے ترجمہ آداب المریدین اور حظائر القدس اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کا ایک مجموعہ مسمی بہ مجموعہ یازدہ رسائل طبع ہوکر شائع ہوچکی ہیں اور اب اون کا دیوان مسمی بہ انیس العشاق جو کتب خانہ روضتین کی اشاعتوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے طبع ہوکر شائع ہورہا ہے۔ مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب جن کا نام نامی پہلے آچکا ہے اور جو مدرسہ اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی مہتمم ہیں ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت میں بے حد دلچسپی لیتے آئے ہیں اور اپنے مفید مشوروں اور دوسرے طریقوں سے مجھے مسلسل مدد دیتے آرہے ہیں جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

حضرت مخدوم کی اون کتابوں کی طرح جن کے خال خال نسخے موجود ہیں اس دیوان کے نسخے بھی بہت کم باقی رہ گئے ہیں گذشتہ بارہ سال کی جستجو میں اس کے صرف تین نسخے میری نظر سے گذرے ۱۱۹۴ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ قصبہ چنچولی (ضلع گلبرگہ شریف) کے ایک مشائخ صاحب نے نواب معشوق یار جنگ بہادر کو گلبرگہ میں بہت اصرار کے ساتھ تحفۃً دیا تھا مگر تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے گئے نواب معشوق یار جنگ بہادر سے لے کر میں نے اس کی نقل

کرلی تھی اور کتب خانہ آصفیہ کے ایک جدید الخط ۱۳۲۵ھ کے لکھے ہوئے نسخہ سے مقابلہ کر لیا تھا۔ دونوں نسخے چونکہ بہت غلط لکھے ہوئے تھے اس لئے میرے نقل کردہ نسخہ میں مقابلہ اور تصحیح کے بعد بھی بہتیری غلطیاں رہ گئیں۔ دو سال ہوئے ایک نسخہ جس کی کتابت اوائل دسویں صدی کے معلوم ہوتی ہے اتفاقاً چندروز کے لئے میرے پاس آیا اوس سے مقابلہ کرکے اپنی نقل کردہ کتاب کی تصحیح شروع کی لیکن وہ کتاب بہت جلد واپس طلب کرلی گئی اور تصحیح کا کام ناتمام رہ گیا حسن اتفاق سے وہی کتاب حال میں جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں خریدی گئی اور ہمارے فاضل اور ادیب دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب پی اچ۔ڈی نے جن کو حضرت مخدوم کی کتابوں اور انکی اشاعت سے بہت دلچپی ہے مجھے اپنی نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ اور تصحیح کرنے کا موقع دیا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری کتاب کا مقابلہ کر کے جس قدر ممکن ہوسکا تصحیح کرلی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے جامعہ عثمانیہ کی کتاب میں بھی گو کتابت کی بہت غلطیاں ہیں تاہم میرے نسخہ کی بہت بڑی حد تک تصحیح ہوئی اور کتاب اس قابل ہوگئی کہ طباعت کے لئے مطبع کو دیدی جاے اور دیدی گئی طباعت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں نسخوں میں سے ایک یا دو میں کوئی لفظ بداہتہً صحیح تھا اور بقیہ دو یا ایک میں بداہتہً غلط لکھا ہوا تھا طباعت میں جو صحیح لفظ تھا وہی قائم رکھا گیا لیکن جہاں جہاں لفظوں میں اختلاف تھا لیکن وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے صحیح تصور کئے جا سکتے تھے ان میں میں نے اپنی جانب سے تصرف کرنے کی جرأت نہیں کی بلکہ متن میں نواب معشوق یار جنگ بہادر کی کتاب کے الفاظ قائم رکھے اور حاشیہ پر ن۲ ن۳ یا ن۲و۳ کی علامت دے کر کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ

یا دونوں کتابوں کے الفاظ لکھدیئے۔ چند جگہ جہاں الفاظ مشکوک رہ گئے اور تینوں منقول عنہم نسخوں میں کسی سے بھی تصحیح نہیں ہو سکی وہاں استفہام کی علامت دیدی گئی ہے۔

حضرت مخدوم کے ملفوظ مسمی بہ جوامع الکلم میں اونکی متعدد غزلیں منقول ہیں جس زمانہ میں انکے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی ان ملفوظات کو قلمبند کر رہے تھے حضرت مخدوم جب کبھی کوئی غزل کہتے اوسی روز یا ایک دو روز کے بعد اپنے فرزند کو دیدیتے اور وہ اس کو اوس روز کے ملفوظ میں شریک کر لیتے یہ سب غزلیں اس دیوان میں موجود ہیں۔ جن جن تاریخوں میں یہ غزلیں کہی گئیں یا ملفوظ میں درج کی گئیں میں نے دیوان کے صفحوں کے فٹ نوٹ میں وہ تاریخیں لکھدی ہیں۔

اس دیوان کے مرتب اور جامع حضرت مخدوم کے ایک برگزیدہ اور ممتاز مرید ہیں جنہوں نے دیباچہ بھی لکھا ہے مگر کمال ادب سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کے فرزند خورد سید اصغر حسینی قدس سرہٗ نے انہیں طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اوراق کا ایک مجموعہ جنمیں حضرت مخدوم کی غزلیں لکھی ہوئی تھیں انہیں دیا اور فرمایا اس کو ترتیب دے کر دیوان مرتب کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں اونہوں نے یہ دیوان مرتب اور مدون کیا اور اس کا نام انیس العشاق رکھا۔ مرتب علیہ الرحمہ نے ترتیب اور تکمیل کی تاریخ بھی دیباچہ میں نہیں لکھی ہے مگر اونکی تحریر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت مخدوم کے زمانۂ حیات میں انجام دیا گیا۔

حضرت مخدوم کو شعر گوئی سے چنداں دلچسپی نہیں تھی چنانچہ اسمار الاسمار کے دیباچہ میں جہاں اسکی تالیف کا باعث بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں۔ "چند

گہے بلکہ زیادت از جہے بہ بخے کہ وجع المہاپاک راگنجے باشد و عرضے کہ موت را عرضے بود مبتلا بودم تقدیر آسمانی و خواست ربانی صحتے را بنام ما ثبتے کرد دماغ لطیف و سبک شد گراں سنگی بباد ہوا رفت بخاصیت طبیعت میل بر غزلے و شعرے شد گفتم لاحول ولاقوت الا باللہ چہ کارمن است وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ نعت کارمن شود بضرورت نظر ایل بر سمر شد در خاطر افتاد اگر سمر گویم بارے اسمار اسرار۔۔۔" اس سے ظاہر ہے کہ شعر گوئی سے انکو زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور اسکی جانب زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے بلکہ جب کبھی مضامین کی آمد ہوتی یا غلبۂ حال سے مجبور ہوجاتے تو بمقتضائے "خاصیت طبیعت" غزل کہدیتے اسی لئے انہوں نے اپنی غزلوں کے جمع کئے جانے کا کبھی خیال نہیں کیا انکی بہت سی ایسی رباعیاں اور غزلوں کے اشعار انکی تصانیف میں پائے جاتے ہیں جو اس دیوان میں نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف وہی غزلیں اور رباعیاں جمع کیگئیں جو حضرت سید اصغر حسینی کے پاس محفوظ رہ گئی تھیں۔ حروف ثا۔ ج۔ خ۔ ذ۔ س ص ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ف۔ ق۔ ک۔ گ۔ اور ل کے ردیفوں کی کوئی غزل اس میں موجود نہیں ہے یہ دیوان جملہ (۳۲۷) غزلوں اور (۲۶) اشعار کی ایک مثنوی اور ۹ رباعیوں کا مجموعہ ہے۔

شعرا کے عام طریقہ کے خلاف حضرت مخدوم نے اپنا کوئی خاص تخلص بھی معین نہیں کیا القاب اور کنیت کے ساتھ انکا پورا نام صدرالدین ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز تھا۔ ان میں جو مناسب معلوم ہوا غزلوں کے مقطعوں میں لائے ہیں اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ جمع کردئے ہیں ؎

اے ابوالفتح محمد صدر دیں گیسو دراز — مختصر کن چند نالی قصۂ خود گرد آر

حضرت سعدی کے بعد سے شعرا یہ التزام رکھتے آئے ہیں کہ اپنا تخلص غزل کے آخر شعر میں لاتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے یہ التزام بھی نہیں رکھا۔

حضرت مخدوم کے سوانح نگاروں کی کتابوں اور خود اونکی تصنیفوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ فن شاعری میں انہوں نے کسی کی شاگردی کی یا اپنی غزلوں کو کسی بزرگ کو دکھا کر اون سے اصلاح لی۔ مبدء فیاض نے انکو نہایت غیر معمولی ذہن و ذکا اور ہر علم و فن کے ساتھ مناسبت اور موزونیت تامہ رکھنے والی طبیعت ودیعت کی تھی شاعری کے ساتھ بھی اونکو طبعی مناسبت تھی اس لئے جب مضامین کی آمد ہوتی تھی غزل کہہ دیا کرتے تھے لیکن شعر گوئی سے چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے قیاس تو یہی ہوتا ہے کہ شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے اور اپنے کلام میں اصلاح لینے کی جانب وہ متوجہ نہیں ہوئے ہوں گے۔ سولہ سال کی عمر سے اسّی سال کی عمر تک وہ دہلی میں رہے۔ جب وہ پانچ سال کے تھے حضرت امیر خسرو کی رحلت ہو چکی تھی اور اون کے بعد زمانہ دراز تک دہلی میں کوئی نامور شاعر نہیں رہا۔ دہلی پہنچتے ہی حضرت مخدوم مرید ہو کر تحصیل علوم ظاہری اور مجاہدہ باطنی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اس لئے دہلی میں فن شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے کی کوئی صورت نہ تھی ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ ۷۲۷ھ میں جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے باشندوں کو بجبر دولت آباد بھیجا اس وقت (جیسا کہ میر غلام علی آزاد قدس سرہ نے روضۃ الاولیا میں لکھا ہے) "دریں حادثہ جمعے کثیر مریدان و معتقدان سلطان المشائخ از سکنۂ دہلی بدولت آباد تشریف آوردند آمدن امیر حسن دہلوی و سید یوسف پدر حضرت سید محمد گیسو دراز و خواجہ حسن و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم دریں محشر عام خود مصرح نوشتہ اند" حضرت مخدوم کی ولادت ۷۲۱ھ میں ہوئی دولت آباد آنے کے وقت وہ سات سال کے تھے ۷۳۶ھ میں جب وہ دولت آباد سے دہلی واپس گئے ان کی عمر سولہ سال کی تھی حضرت امیر حسن دہلوی دوسرے بزرگوں کے ساتھ جب ۷۲۷ھ میں دولت آباد آئے آخر عمر تک وہیں رہے اور ۷۳۷ھ میں جب ان کا انتقال ہوا اسی نواح میں خلد آباد کے حصار

کے باہر دفن کئے گئے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور حضرت امیر حسن دہلوی کے پیر بھائی تھے۔ دونوں بزرگوں میں باہم نہایت محبت اور ارتباط تھا دولت آباد کی غریب الوطنی میں باہم صحبتیں رہا کرتی تھیں اس لئے ایک حد تک یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ۷۲۸ھ سے ۷۳۶ھ تک حضرت مخدوم اپنے والد کی زندگی میں اون کے ہمراہ اور ان کے بعد بطور خود حضرت امیر حسن دہلوی کی صحبت میں حاضر اور انکی فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت حسن سعدی اور خسرو کے قریب قریب ہم پلہ شاعر تھے حضرت مخدوم کو شاعری کے ساتھ فطرتاً قوی مناسبت تھی اس کو محسوس کر کے حضرت حسن نے ضرور توجہ کی ہوگی ان سے غزلیں لکھوائی ہونگی اور ان میں اصلاح دی ہوگی اور حضرت مخدوم اون کے فیض صحبت سے شاعری کے تمام اقسام واصناف اور اس کے قوانین و رموز و نکات پر بہت جلد حاوی ہوگئے ہونگے میرے اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ گو حضرت مخدوم شیخ احمد جام اور شیخ سعدی اور امیر خسرو قدس اللہ اسرارہم کے معتقدین اور سعدی کو غزل کا امام مانتے ہیں مگر ان کا کلام تقریباً تمام تر حضرت حسن دہلوی کے طرز پر ہے الفاظ او کلام کی صفائی اور لطافت اور مضامین کی بلندی اور طرز ادا میں حضرت مخدوم کے اشعار انکے اشعار کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔

حضرت سعدی کا درجہ اولیاء اللہ میں بہت رفیع اور ممتاز ہے اور غزل گوئی کے وہ لفظاً و معناً بلاشک و شبہ امام ہیں۔ حضرت مخدوم کو اون سے بہت عقیدت تھی۔ اون کی متعدد غزلوں کے طرز پر انہوں نے غزلیں لکھی ہیں ایک غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے جانب نہایت لطیف طریقہ پر شاعرانہ تخیل کا اظہار کیا ہے۔

نظر کردن بخوبان دین سعدی است — محمد اہل دیں را مقتدا ئیست

اگر سعدی ست مستے چشم بازے — سفیر اللہ محمد رہنما ئیست

حضرت احمد جام قدس سرہ کی ایک غزل نہایت مشہور اور اظہار حقیقت کے اعتبار سے

نہایت بلند پایہ ہے۔ اس کا مطلع ہے ؎

منزلِ عشق از مکانے دیگر است　　مردِ معنی را نشانے دیگر است

یہی وہ غزل ہے جسے قوالوں نے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کی ایک مجلس سماع میں گایا اور اس کے اس شہرۂ آفاق شعر ؎

کشتگان خنجر تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

کو سنکر ان پر ایسی سخت اور قوی حالت طاری ہوئی کہ بالآخر اپنی جانِ عزیز کو جانِ آفریں کے حوالہ کر دیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس غزل کے طرز پر اور اسی بحر اور ردیف و قافیہ میں حضرت مخدوم کی بھی ایک غزل اس دیوان میں ہے اس کا مطلع اور ایک شعر یہ ہے ؎

مردِ معنی از جہانِ دیگر است　　گوہر لعلش زکانِ دیگر است

کشتگانِ غمزۂ معشوق را　　ہر زماں از لطف جانِ دیگر است

حضرت احمد جام اور حضرت مخدوم کے ان دونوں شعروں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اہل نظر اور صاحب ذوق سلیم دیکھیں اور لطف اندوز ہوں۔

حضرت امیر حسن علا سجزی کی ایک غزل کا ایک عجیب و غریب اور حقیقت سے سراسر لبریز شعر جس کا مضمون نہایت ہی لطیف پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے یہ ہے۔ ؎

دوش دیوانہ چہ خوش میگفت　　ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

حضرت مخدوم کو یہ شعر اس قدر پسند آیا کہ اس غزل کے طرز پر ایک غزل کہی اور اس کے ایک شعر میں حسن کے شعر کے مصرعۂ ثانی کو علی حالہٖ قائم رکھا ؎

عشق بر خط و خال مذہب و دین است　　ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

مصرعۂ ثانیہ ایک حدیث کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے لا ایمان لمن لا محبت لہ اور اس کی ایک ہم معنی حدیث قریب قریب تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین۔

ہر علم و فن کے لئے اوس کے خاص اصطلاحات ہیں جب تک ان کے مفہوم سے بخوبی واقف نہوں اوس علم و فن کے مضامین کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اسی طرح صوفی شعرا نے بہت سے الفاظ کے لئے جن کو عام شعرا اپنے کلام میں ان کے لغوی معنی اور عام بول چال کے مفہوم میں لاتے ہیں اصطلاحی معنی مقرر کر لئے ہیں جب تک یہ اصطلاحی معنی معلوم نہوں ان کے کلام کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے بعض بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان الفاظ کے اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کردے ہیں حضرت مخدوم کے فرزند اکبر حضرت اکبر حسینی قدس سرہٗ نے تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علاوہ حقائق او معارف کے حضرت مخدوم کے چند نہایت دقیق اشعار کی اور کتاب اسمار الاسرار کے چند سمروں کی شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت اور ایما سے لکھی اور ان کے ملاحظہ میں بھی گذران دی تھی اس کے باب نہم کے آخر میں چند الفاظ کے اصطلاحی معنی بھی اون سے دریافت اور معلوم کر کے لکھد ئے ہیں جو بجنسہٖ نقل کئے جاتے ہیں۔

"بدانکہ میخانہ و میکدہ و خمخانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازۂ معارف دقایق الٰہی باشد و ترسام روحانی را گویند کہ صفات ذمیمہ نفس امارہ او تبدیل یافتہ باشد و ترسابچہ واردات قلبی را گویند کہ بر دل سالک فرود آید و پیر خرابات معنی باطن و عارف کامل را گویند و کافر کسے را گویند کہ یکرنگ وحدت باشد و صہبا ربت ذوقے را گویند کہ از دل سالک برآید و او را خوش وقت سازد و ساغر و پیمانہ شئے را گویند کہ از و مشاہدہ غیبی و ادراک معنی الٰہی کنند و زنار علامت یکرنگی و یکجہتی در دین و متابعت راہ یقین و کلیسا و کنشت عالم یقین و عالم شہود را گویند و یار و دلدار و صنم حقیقت روحی و تجلی صفات را گویند غمزہ و ابرو فیض باطن را گویند کہ نسبت سالک واقع شود و ہرگاہ کہ لب و دہان گویند صفت حیات خواہند چشم و ابرو صفت کلام الہام غیبی را گویند کہ بر سالک وارد شود و قلاش و قلندر اہل ترک را گویند یعنی آنہا ئیکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس رستہ باشند و شہود و شاہد اہل جذبہ و اہل ذوق را گویند و خمار و بادہ فروش مرشد کامل را گویند ساقی و

مطرب ترغیب کنندہ وفیض رسانندہ واہل معنی را گویند علیٰ وم مرشد کامل را گویند۔ دختر بمعنی نفس مطمینہ را گویند۔ انچہ اصطلاحات محققاں است جزوے بہ نظر ایشاں معلوم بود دریں محل نوشتم کہ طالبے را دریں اصطلاح واضح شود"

مضمون بالا بہت مختصر ہے اور اس میں معدودے چند ہی اصطلاحات بیان کئے گئے ہیں اس لئے چند دوسرے اصطلاحی الفاظ کے مفہوم اور معنی کو علامہ محمد افضل الہ آبادی کی شرح دیوان حافظ سے انتخاب کر کے لکھدیتا ہوں۔

"عاشق شیفتۂ جمال وجلال الہٰی را گویند بعد از طلب جد تمام معشوق حق را گویند بعد از طلب او سبحانہ بجد تمام ازاں روے کہ مستحق دوستی وے است۔ جمال اظہار کمال معشوق است جہت ترغیب وطلب عاشق جلال اظہار کمال استغنائے معشوق است از عشق عاشق شکل و وجود وہستی حق را گویند شمائل امتزاج جمالیات وجلالیات را گویند عشوہ اند جذبہ را گویند مکر عزوردادن معشوق را گویند مر عاشق را گاہ بطریق لطف وگاہ بطریق قہر تا بے بضاعتی عاشق مراورا ظاہر شود قربت استدراج الہٰی را گویند خشم ظہور صفات قہری را گویند ہمچنیں کینہ۔ صلح قبول اعمال وعبادات را گویند پردہ موانعے را گویند کہ میان عاشق ومعشوق بود از لوازم طریق نہ از جہت عاشق ونہ از جہت معشوق بود حجاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوقہ باز دارد بنوعے از انواع معاملہ عاشق نقاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق کہ عاشق را ہنوز استعداد تجلی ندادہ باشد تاراج سلب اختیار سالک را گویند در جمیع احوال واعمال ظاہری و باطنی۔ آشنائی تعلق دقیقۂ الوہیت بود کہ باہمہ مخلوقات پیوستہ است چوں تعلق خالقیت بمخلوقات بیگانگی استغنائے عالم الوہیت را گویند گیسو طریق طلب را گویند دیدہ اطلاع الہٰی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر وشر چشم مست ستر الہٰی را گویند ہر تقصیرے را کہ از سالک در وجود آید چلیپہ عالم طبعی

راگویند ناقوس مقام تفرقہ راگویند ۔ بت مقصود و مطلوب راگویند روے مراتب تجلیات راگویند خط سیاہ عالم غیب راگویند لب کلام معشوق راگویند لب شیریں کلام بے واسطہ راگویند دست صفت قدرت راگویند بازو صفت مثبت راگویند ساعد صفت قوت راگویند انگشت صفت احاطت راگویند وصال مقام وحدت را گویند فراق غیبت راگویند از مقام وحدت ہجراں التفات بغیر راگویند دیوانگی مغلوبی عاشق راگویند بندگی مقام تکلیف راگویند خواب فناے اختیاری راگویند درافعال بشریت بیداری عالم صحو راگویند زلف اشارت بہ موجودات و تعینات و نیز اشارت تجلی جلالی در مراتب تنزلات و ظہورات و درازی زلف اشارت بعدم انحصار آنہا کوتاہ کردن زلف رفع قدرے از قیود گرہ زدن بر زلف محکم کردن تعینات۔ رخ اشارت بہ ذات الٰہی است باعتبار ظہور کثرت اسمائی و صفاتی از روے خط اشارت بہ تعینات عالم ارواح کہ اقرب مراتب وجود است نقطہ خال اشارت بوحدت حقیقتؐ

اصطلاحات ابھی بہت باقی رہ گئے ۔ طوالت کے خیال سے یہاں ختم کرتا ہوں۔

ذیل میں دیوان انیس العشاق سے سرسری طور پر چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں تاکہ اہل نظر دیکھیں کہ حضرت مخدوم کا کلام کس قدر بلند پایہ اور اکابر شعرا کے کلام کے ہم پلہ ہے اور ان میں حقائق و معارف کس لطیف طریقہ پر بیان کیے گئے ہیں ؎

گر یک نفسے شود میسر | با یار عزیز عمر آں است
ورور سر آں نفس بر آید | جان و دل و تن گو زیان است
عشق بازی خطر کہ بر جان است | عشق بازی تمام ایمان است
لیلے نخرد بہ نیم جو ہم | مجنوں دو جہاں اگرچہ بفروخت
جز ایں دگر ندارم حاصل ازیں جہان من | ایمان میان سینہ جاناں میان جان است
جز خدا اگر نیست دیگر را وجود | سرچہ باشد استتار راز چیست

مرا روح القدس داده است پندے — که شو با قلب و قالب جملگی روح

آنانکه بجام عشق مست اند — بیهوش ز بادهٔ الست اند

بر لوح وجود هر چه دیدند — جز نقش نگار پاک شستند

اے که می پرسی چرا دیوانهٔ — زلفِ خود را گو چرا دیوانه کرد

عشقبازی اختیار ما نه بود — هر کرا خواهند بر سر می نهند

عاشق نه بود بشرع ماخوذ — عشق آمد و ناروا روا شد

فراق آں قبا پوش و کله دار — قمیص هستی ما را دوتا کرد

معشوق به پیش او خود آمد — در عشق کسیکه یک قدم زد

چوں من تو دو صد هزار داری — من جز تو کسے دگر ندارم

خوبرویاں از جمال الله نشانے میدهند — ابر را گر ترا اله خوانی نیست فرقے جز بنام

مے صافی ندارم تا کنم غسل — تیمم بر در خمار کردیم

ز آب دیدگاں کردیم وضوے — نمازے جانبِ آں یار کردیم

محمد تا که در صدر حیات است — کشاده بین ازیں اسرار باهم

بگو رمن اگر وقتے بیائی — بسے اسرار ممزوج است تراهم

بو الفتح بنوش باده خوش باش — از غیر خدا وسے حذر کن

اگر تو پند گوئی نیک خواهی — مزید درد ما را کن دعائے

اے محمد ترا میسر نیست — راهِ حق بے عنایت پیرے

جوانی عشق در پیری فراغت — تو گوئی مشک بوده سیر گشته

میسر خلوتے گر با جوانے است — هماں ساعت شمار از زندگانی

دمے با وے اگر گردد میسر — تو آں دم را شمار از زندگانی

تبسم کرد عالم نام او شد — ز یک چشمک دو صد گونه بلائے

اب میں اس مقالہ کو اپنے بادشاہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی امیر المومنین امام المسلمین امین عدل گستر علم پرور سلطان العلوم میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہم و سلطنتہم و متع اللہ کافۃ المسلمین بطول عمرہم و بقاہم کے ازدیادِ عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہوں۔

وَ اٰخِرُ دَعوانا اَنِ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰالَمِینَ ۔

خاکسار
سید عطا حسین

حیدرآباد دکن
۱۴ر شوال المکرم ۱۳۶۰ھ

دیوان

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
مخدوم ابوالفتح ولی الاکبر الصادق خواجہ بندہ نواز
سید محمد حسینی گیسو دراز
قدس اللہ سرہ العزیز

المسمیٰ بہ

انیس العشاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد و شکر بے عدد مر خالقی را کہ غنچۂ دہان از گلبرگ زبان بکمال قدرت خویش خندان گردانید و تحریک آن ترجمان مکنونات سرایر و برہان مکتوبات ضمائر کرد فضلا را از فضل عمیم و کرم جسیم قوت انشا و قدرت املا بخشید تا در بسیط صحائف فضل و فصاحت و شرح لطائف علم و بلاغت نکتہ موہوم و سر مکتوم ظاہر گردانید وذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ نظم

آدم از وے شدہ بموقف عرض | بردہ تشریف جَاعِلٌ فِي الْاَرْض
یافتہ از ورش خلیل صفا | گشتہ مخصوص الَّذِيْ وَفّٰى

وصلوات طیبات بر گل بوستان اوتیت جوامع الکلم و سرو گلستان عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ شہباز ولایت بلاغ و شہسوار فضائے آیت ما زاغ سید کونین مقصود ثقلین ہمای ہویت بمیم معرفت او معروف است و طاؤس ملائکہ بہ پر و بال عنایت او مخصوص نظم

بلال حبش ملبل وام او | اویس یمن بندۂ نام او
از احسان او کعبہ را فتح باب | زفیض کفش یافتہ زمزم آب

بلبلان حدیق اسلام بنوائے محمدی بلند آوازاند کَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

بوم و شان معابد اصنام کہ مخالف این آہنگ اند تعساً لهم و اضل اعمالهم

ہر کرا منشور اخلاص است در دیوان عشق   بر سرش طغرای اجر غیر ممنون می کشند

بعد توحید احد و تحمید احمد مدح شیخ خود کہ غواص دریاے معرفت و سیاح صحراے وحدت

پیشواے متوطنان ذروۂ خاک رہ نماے ساکنان قبہ افلاک بادشاہے کہ دنیا و آخرت

ذرۂ از ساحت آستانۂ اوست، و دیباچہ ملک و ملکوت نقشے از بوستان او حسنات

اسلام جاے حسن انتہا حسنۃ از طیب طارقدم او یافتہ است و مملکت ہند

فائض انتہا مبارکۃ از سین سجادہ او انعام داشتہ۔ نظم

صبح از رویش دوتا کردہ قباے آسمان   شب ز زلفش پارہ کردہ جامہاے ماہتاب

خداوندے لہ تسبیح بتسلسل الادوار ما دار الافلاک الدوار اعنی سلطان العاشقین

رحمۃ للعالمین ملجاء العارفین منجاء الواصلین شیخ صدر الملۃ والدین ابو الفتح یوسف الحسینی

سرفراز عاشقاں سرور سید محمد گیسو دراز   سرور عاشقان سرفراز

نماند بعصیان کسی در گرو   کہ دارد چنین سید پیش رو

ابقاہ اللہ متمکناً علی سریر السرور بحق من یشفع یوم النشور ما دامت الشمس

بازغۃ والطلع طالعۃ

عرض میدارد جامع این خزینہ و مولف این سفینہ کہ روزی مخدوم زادہ و شیخ

برجادہ در دریای نبوت سرو بستان فتوت جگر گوشہ حضرت نبوی شمع دودمان مصطفوی   بر سجادہ

پیشوای اہل علم و تحقیق مقتدای اہل فکر و تدقیق بانی مبانی دین و ملت قامع بیخ کفر و بدعت پناہ

مردان دینی سید محمد اصغر حسینی کہ در ایام دولت او عقود فضل منتظم است و

و بنای جہل منہدم ؎

شرف ذات او ہمین نہ بس است   کہ رسول خدائے را نسبہ است

بندہ را طلب فرمود بر موجب فرمان بشتافتم و سعادت خدمت دریافتم اشارت کرد

بجواہر منظوم کہ از سوسن زبان مخدوم جہانیاں سرور سید محمد گیسو دراز بر عالمیان نثار گشتہ چوں گل وراوراق فراہم می باید آورد تا بلبلان سخن ساز و طوطیان شعر پرداز احسن اللہ طائرہم بنوائے ایں ترانہ مترنم گردند۔ سر بر زمیں اطاعت سودم اما بمجرد مطالعہ سمند جولاں ناطقہ بر جا ماند و غراب خیال عقل پر برانداخت ازانکہ در ہر رمزے مراحل ظاہر را نظرے و اہل باطن را فکرے و ہم بلغارا عبرتے و فصحا را نزہتے تواند بود پس بر حکم اشارت فرائد نظم و قصائد شعر گرد آوردہ مجموعہ ساختہ **انیس العشاق** نام نہادہ آمد تا اسم بر وفق مسمی باشد اللھم اجعل محبوباً فی قلوب المومنین بحق شیخی وحبہ رسول رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید ونعت ومناقب صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم

تعالی اللہ عن قیل وقال — وعن حد ورسم والمثال
قریب ذاته من کل شیٔ — ولکن لیس یوصف بالتصال
بعید ذاته ایضاً ولکن — بلا وصف التفرق وانفصال
تنزه عن مکان حال منہ — ولا یوجد مکان عنہ خال — فیہ
صلوٰة والسلام علی رسول — حمید احمد حسن الخصال
کثیر راحم بر رؤف — شریف شافع اهل الضلال
علی اصحابه تسلیم عبد — ذلیل خاضع ذی الابتذال
صدوق صادق صدیق صدق — ابوبکر امام الحق وال — وآلی
ابوحفص هو الفاروق حقاً — وذا مستنطق من ذی الجلال
وذو النورین عثمان ابن عفان — اشد الحی اعبد باللیال — حیّ
ورابعهم علی زوج زهرا — ولی المومنین اعلی الکمال
هو الهادی هو الداعی هو الساقی — وذا شیخ الشیوخ بلا اختمال
هو الغر الهمام لاهل زهد
لنا الخرقة بلا وهم الزوال

مناجات باری تبارک و تعالیٰ

اسے خداوندے کہ از جودش جہاں را وجود | ای خداوندے کہ از بودش ہمہ عالم بہ بود
اسے خداوندے کہ او را شد ظہور از بود ما | بود ما موجود شد از بود و از نابود بود
ای خداوندے کہ او ذرات عالم را محیط | عالم و آدم ہم از وے یافتہ یکبیک شہود
ای خداوندے کہ آدم شد مثال ذات تو | چوں محمد خود بر آمد دود خوش از چوب عود
ای خداوندے کہ خود را خود بخود نظارہ کرد | شخص او مرات شد نسبت در گفت و شنود
ای خداوندے کہ جودت نیست جز عین وجود | عین تو در عین احمد خویشتن را وانمود
ای خداوندے کہ غیرے راز عبرت بر گرفت | از ہمہ رسم و خیال و وہم او را بر زدود
ای خداوندے کہ عین ما بعین العین عیاں است | ای ابوالفتح او بیاد عین ما را در ربود

ای منزہ ذات تو از مثل و از امثال ما
وی مبرا وصف تو از گفت ترسا و یہود

فی مناقب حضرت شیخ نصیر الدین محمد قدس اللہ سرہ العزیز

دل و جانم فدای آں جواں باد | کہ از وی جان غمگینے شود شاد
مبارک طلعتے میموں صباحے | کہ آید یار مخمور دہ زدہ باد
غلام و چاکر میگوں لبے شو | بشو از بندگی ای خواجہ آزاد
نشستہ بودہ ام مخمور و غمگیں | رسید آں یار من ما را بفریاد
چہ بینم ناگہاں از در در آمد | بخندہ نشست در بر بوسہ داد
برفت اندوہ و غم جملہ بیکبار | در آمد روح و راحت گشتہ دل شاد
ہزاراں آفریں بر جان عاشق | فدائے یار سازد بود و بنیاد
اگر شنید بہ کنج خانہ در دل | خیال جعد یارے ہست در یاد
و گر در خانقاہ و مسجد آید | بجا آرد بے ذکار داد و راد

محزون

مشایخ را کند خدمت تواضع بوسد پای ہر زاہد و عباد
نخواہد جز مزید عشق و درد بجوید جز وصال یار نوشاد
خوشی و خرمی خواہد ہمہ کس محمد درد و غم یزداد یزداد
شد است بر سینہ صدر این مصور
نصیر الحق او را کرد ارشاد

ردیف الف

چشم او رنجور میدارد مرا لعل او مخمور میدارد مرا
حبذا او کہ خانہا ویراں کند ہم بداں معمور میدارد مرا
رہنمونی وصل ہم معشوق کرد بخت بد بیں دور میدارد مرا
حسن او عالم گرفت است ہم ازاں عاشق و مشہور میدارد مرا
خواہم از جور تو نالم پیش خلق عز تو مستور میدارد مرا
من نخواہم دل بہ دلبندے دہم
حسن تو مجبور میدارد مرا

در روے خوبرویاں سرّ نہانست پیدا در چشم مست و غلطاں عین عیانست پیدا
جام سفال و شیشہ پر کن چہ درد و صافست مقصود ما ست مستی ہر دو ہمانست پیدا
در صحن باغ و بستان در لالہ و گلستاں سرویست قد گلگوں نو بر جوانست پیدا
در حسن گلبناں بیں از جیب تا بداماں در شکل سرو قداں طرز فلانست پیدا
مردم بتاکہ دیدم زخمے نبود لیکن مژگاں و ابروانش تیر و کمانست پیدا
بسیار خواستم کہ نہاں عشق بازمے
ابو الفتح روستائی کو از زبانست پیدا

دوستان[۱] می دهند پند مرا — دشمنان طعنها زنند مرا
پیر گشتی و عشق می بازے — احتمال از سراست چند مرا
من مخلوق عشق بازاستم — کے بود پند سودمند مرا
من کہ آزاد سر فراز ستم — زلف او گشت پای بند مرا
خان و مان دلم پریشان شد — جعد او در بلا فگند مرا
گریہ و آہ چیست ہر نفسے — دوستے کرد دردمند مرا
سوزش شمع رخ فروزد دل — گر بسوزند چوں سپند مرا
آتش عشق آبرویم ریخت — خاک باد او جود بند مرا
تا بہ عشق گرم تر بکنند — چوں کبابے بران نهند مرا

پر و بالت مگر محمد سوخت
بیخ و بنیاد عشق کند مرا

من[۲] سوخته دل مرا جگر ہا — من ریخته تن مرا خطر ہا
از دست تو اے جوان خودکام — در سینہ مرا بسے حجر ہا
گشتی نہ بروز و آہ شب ہا — بدبخت رقیب بست در ہا
ثابت قدمے نہ تو ای یار — بنگر بدرش فتادہ سر ہا
بوسہ ز دہنش بغصہ کازید — دہنم شدہ پر از شکر ہا
دارم ہوسے کہ اند کے تو — بخرامی و من کنم نظر ہا
دیدم سگ و پاسبان آں کو — ور نی ہمہ شب کنم گذر ہا بیا

بہ خرام بہ بیں تو مردماں را
مانند دو دست در کمر ہا

وارد[۳] دل من زمن خطر ہا — از جان و تنم بسے حذر ہا

۱ حضرت سید محمد گیسو دراز ایں غزل را بتاریخ ۲۹ رمضان سنه ۲ھ روز دوشنبہ رقم فرمودند ۲ روز پنجشنبہ پنجم ذی الحجہ سنه ۲ھ رقم فرمودند ۳ روز دوشنبہ ہشتم محرم سنه ۳ھ رقم فرمودند

باری کہ نہادہ ام بریں تن | من دانم و دل کجا دگر ہا
از کورۂ دل شرارہ برخاست | ہفت در کہ ازاں پراز سفر ہا
از دیدن خوب توبہ حاشا | من دارم بہر طرف نظر ہا
بے روی کسے است آں جواں مرد | درکویش کردہ ام بسی گذر ہا
وقتے بغلط بگفت ایں کیست | افروختہ مہر و سوختہ جگر ہا
آں جعد و سریں کہ دید بالستان | پر حسرت و دست در کمر ہا
بوالفتح نہ پخت خام تر ماند | کردہ است اگرچہ بس سفر ہا
بایں کہ خراب و زار و خستہ است | دارد دل من ازیں جگر ہا
دل بستگی است جان مارا | با خانہ گیسوے تو یارا
ہر کس بہ تعلقے گرفتار | مارا بس جعد تو سوارا
شفتا لکے دو سہ بفرما | از لعل حیات بخش مارا
مانی کہ بہی چہرہ باز انست | حیرانست ز نقش تو نگارا
من منکر عشق را چہ گویم | گاویست و خراست و سنگ خارا
فریاد ز دست تست ہر بار | ای استمگر کار روزگارا
سروے چو تو دلفریب و زیبا | در باغ نیست و در صحارا
از فضل خدا مراست معشوق | نہ دیدم صورت خدارا

زاں سرو قبا پوش و مہ روی
بوالفتح عمر است شرمسارا

لعل میگوں خراب کرد مرا | زلف شبگوں ز تاب بردمرا
غرض ما خوشی و مستی بس | نیست گر صاف دہ تو دردمرا
ہر کسے را خدا نصیبے کرد | آفریدہ است بہر دردمرا

سہ بروز دوشنبہ نہم ذی الحجہ سنہ ۸۰۰ رقم فرمودند

حاشیہ: ن: شرر کہ — ن: پیر عشق گشت آں جواں مرد — ن: استاد — ن: دانی کہ جمال — ن: نہ زاں روئے بریدہ ام

یک کرشمه که آن بتسم کرد از دل و جان و تن ببرد مرا
تو محمد چرا ضعیف شدی
غم آن که سرین بخورد مرا
عشق بازی سزد جوانی را کو ببازد به نقد جانی را
هر که از جور یار می نالد او ندارد ز عاشقی نشانی را
غمزه اش وعده کرد خونریزی آب او میدهد زبانی را
هر که خوبی ندید و عشق نباخت کور دل دان ندید است جهانی را ندید جانی را
عمر گرچه هزار ساله شود نیست آن در حساب جز زمانی را
خوبرویان فراغ در خلوت مست در بر گرفته جوانی را
ای محمد تو عشق بازنه
من نه بینم دم سرودنی فغانی را
ما ئیم اسیر تو نگارا دریاب ز لطف خویش ما را
مگذار بدرد و غم بمیریم مسپار بدست هجر ما را
یعنی که روا بود دشمن از هجر و جفا کشی گدارا
رنجورم ازان دو چشم بیمار اکنون ز که جویمی شفا را
عمر ارچه دراز یافتیم من زان جعد نشد خلاص ما را
بوالفتح غمی است ز دو چه پرسی یاری نه کند کسی وفا را
تو منکر عشق را چه گوئی پرسی
خاریست و خریست و سنگ خارا گاو نیست
نشان ده خانه خمار ما را نشان خانه به از صد مخزن اسرار ما را
مبارکباد ای جمع خرابات شهود و ذوق من مستی شمارا

توخالی ذوق و مستی را چه گوئی — ستوری یا خری یا سنگ خارا
توئی سلطان شهر خوبرویاں — ولیکن هیچ نه نوازی گدا را
شما را جنت الفردوس ماوی — منم خود مستعد درد و بلا را

محمد مرد عشقش جز تو کس نیست
که نوشی دمبدم جام جفا را

نمی بازند خوباں جز جفا را — نباشد عاشقاں را جز وفا را
گر از مرغے شکسته است بال شهپر — کجا باشد ہوائے آں ہوا را
کشیده دامن او از ناز میرفت — ز ہر سو مردماں گفتند دعا را
اگر تو نرد عشقش را ببازی — ضرورت برخوری از وے دغا را
کجا بر روئے او افتاد چشم — از و دیدم ہمه رنج و بلا را
مرا شاید نمی بخشد کنارے — مرا مطرب نمی سازد نوا را
بدرد دوری ہجراں ساختم من — اگرچه وصل تو ندہد صفا را — بلائے درد
ز درد عشق درمانے نجستم — برائے آں بزیستم تا کجا را
ہمه کس یک زباں ما را بفرمود — که درد عشق را نبود دوا را
ز لطف دوستی و شنام فرمای — برآید تا ز جاں من دعا را

محمد گر بدرد و غم ببازی
ز رنج عشق یابی بس شفا را

اگر زلف تو می کند ستم را — لعل لب تو کند کرم را — لعل تو کند بسے کرم را
از لعل تو قطرهٔ چکیده — در جوش ازاں شدند خم را
از سینه و دل گذشت یارب — پر گشت ازاں بلے شکم را
والله که نسیم از تو غافل — بر باد رخت ز نسیم دم را

از حاصل عشق نقد این شد | بستیم گره بدرد و غم ها
در کوچهٔ شاهداں گذر کن | می بازدراں گذر و رم ها
وزنے بخرد بہ نیم جو ہم | گر ہست امیر با علم ہا
ابروئے تو ہم یکے بلائے ست | ہر چہ زدہ است ور نہ خم ہا
میخواند مرد ماں دیں را | نعزاند او ازاں قدم ہا ۔
بروند گماں مگر کہ قبلہ است | در سجدہ شدند با نف و فم ہا

بوالفتح حدیث عشق برخواں ۔
در کار مدار ہم قلم ہا

ساقی بخواب آلودہ ام غرقاب کن پیمانہ را | شاید زمستی گم کنم ہم آشنا بیگانہ را
گر بر مغے عاشق شدی بنیاد دیں را کن خراب | وانگاہ آباداں بکن معمورۂ میخانہ را
عاشق غزالے گشتہ ام شد خاطرم وحشی صفت | اکنوں نماندہ است چارۂ مسکن کنم ویرانہ را
یارب چہ چیز است آں عدو دعوی خدائی میکند | وز خانہ مسجد ساختہ است در کعبہ بتخانہ را
شبہا منم با محرمے گویم حدیث زلف تو | شبہا بپایاں میرسد پایاں نشد افسانہ را
در خواب دیدم گو بیا جعد تو بر خود می کشم | بودم پریشاں خاطرے باشد چنیں دیوانہ را
مرغ ہوا اندر قفس افتادۂ بے دانۂ ۔ | بے دانہ کافتادہ بے معزواں آں دانہ را
ای صدر پایش گیر تا سر جعد را شانہ کند | شاید خلاصی میدہد بیچارہ بت خانہ را

ن شاید خلاصی ہم دہد بیچارہ پروانہ را
ن میسوزد

بوالفتح میسوزی ہمی از غیرت شمع رخاں
کاں شاہداں ماہ رو سوزند ہر پروانہ را

ذوفنونے ذوشکالے دل ربا | بردجاں از تن چو کہ از کہربا
آں یکے شاہے قباپوش و کلاہ | باوجودم کرد پیراہن دوتا
آمدہ ہم جاں خدمتے آوردہ ام | او دہد دشنام جائے مرحبا ۔

ن نعزیدن
ن کلہ دار
ن آمدم

ای اجل یک لمحۂ صبرے بکن تا بہ بینم روئے آں وفضل خدا
بت پرستے مشرکے ہیچوں منے کیست مطلق گہ مقید لا ولا
شاد باش اے مجلسِ روحانیاں گر تماشایش شدم سرمست سا
مردماں مے را پیالہ می کشند من ببوئے گشتہ ام مست و فنا
خوب را دیدن نداند ہر کسے اہل دل را شد محمد مقتدا

پیشوائے عشق بازاں نہاں
عشق بازے کہنہ در اختفا

مادرم عشق باز زادہ مرا شیر اندوہ و درد داد مرا
منکہ پروردۂ بلا و غمم ہم بر آں خاطر است شاد مرا
اوستاد و معلم مشفق سبق تسلیم یاد داد مرا
دوستانم یکے بگویندم مادرم از پی چہ زاد مرا
لاجرم خاطرے شکستہ شوم شیشہ مے ز دست فتاد مرا

دل بوالفتح ہم بریں آسود
راضیم ہر چہ دوست داد مرا

اے عکس رخت بردہ فروغ قمر ما افگندہ لب لعل تو خون جگر ما
رشک لب تو آرزوئے جان و دل ماست درج دہنت حقہ لعل و گہر ما
سرگشتہ کنی دل ز خم زلف پریشاں چوں سرو رواں گر گذری از نظر ما
پروانہ صفت جاں بدہم خرم و خنداں آنشب کہ تو چوں شمع درآئی ز در ما
روشن شود ت سوز دل عاشق مسکیں روزیکہ بہ عشق تو نہ باشد اثر ما
غافل مشو از سوز دل سوختہ یارب اندیشہ کن از نالہ زار سحر ما
یاد آوری از دیدۂ گریاں محمد گر باشدت اے دوست گذارے بسر ما

ردیف ب

هر کسی را در ازل شد قسمت رنج و طرب نام من عاشق نهاد و درد مندے شد لقب
عالمے را استعاذه باشد از رنج و بلا عاشقاں را خود نباشد جز همیں قسمت طلب
سرو را مارا سرفرازی همچو طوبی شد بلند راست وعده نیست لیکن خلق نازد بے سبب
آرزوے داشتم در سر که عمرے یک دو بار بوسه از ذوق مستی یک دو گانے هم زلب
لاف احیاو اماتت چشم و لعلش میکنند مرد ماں گویند آمنا و سے من رز عجب
عشق آمد نکتهٔ توحید را تعلیم کرد من هم از تعلیم او کردم همه هستی سلب (هستی طلب)

ای محمد هر بلائے کز رهش آمد ترا
گردمے از تو بر آید رفتی از شرط ادب

اے خدایا خانهٔ خوباں خراب زانکه بنیاد مرا داوند آب
خوش بود خمرے که باشد پر خمار معنی لعل لبش باشد شراب
خواستم گر از لبانت بوسه یک دو ذوقی را بزن فرما جواب (بوسه)
بر لبش بردم گماں آب لیک چوں قریب او شدم دیدم سراب
لعل میگوں نے که هم اعجوبه است هم شراب و هم حریف و هم کباب (لعل میگوں نیست که اعجوبه است / لعل میگونش زبس اعجوبه ایست)
بی تو از زنده بمانم یک نفس می سزد بر ما کنی گر صد عتاب
ز آتش هجراں تو من سوختم سوختم بس سوختم رفتم ز تاب (ز تاب)
بر سرین وعده تو دستے زدم مردماں را شد گراں بلکه عجاب
وعدهٔ کشتن که دینه کردهٔ گفته اند الخیر ای جاں می شتاب
لعل با آب دهن آمیخته است شکرے حل گشته است اندر گلاب (سر کرده)
ای محمد عشق را مداح باش مدح او میگو به هر فصلے و باب

زخوباں ہرچہ می آید ہمہ خوب
جفا و جور ایشاں محض مطلوب

سرشت شاں ہم از حسن و نمک ہست
ہمہ ہنجار ایشاں است مرغوب

وفائے کن بوعدہ یا خلافے
کہ از محبوب باشد جملہ محبوب

نظر بر چشم منت فرض عین است
از و اغماض باشد اکبر الحوب

اشارت بوسہ شد آنکہ چہ ناز است
کریماں ناز کے دارند موہوب

تو کان رحمتی خوش وقت واصل
تو عین مہر و مہ بیچارہ محجوب

مبارک باد مجنوں را کہ لیلیٰ
زعقل و ہوش او را کرد مشلوب
منسوب

خوش آں مرغے کہ در دام تو افتاد
بطبعم درد و غم گشت است مرغوب

بدست خویش کشتن وعدہ کردی
محمد را جز ایں خود چیست مطلوب

چشم پیالہ ایست کزو میچکد شراب
لعل تو نقل ماست لباں تنک کباب

ما بوسہ خواستیم تو دو شئے ہمی زنی
ایں بہترک نباشد مارا د گر جواب

تو خندہ و تو زناب زنی نغمہ سازرا
آہنگ کردۂ کہ کنی جان ما خراب

بر گور ما چو بگذری اے دوست ناگہاں
یک خندۂ بزن کہ برستم من از عذاب
من

لعل تو شہد خالص و وصل تو عین مے
جعد تو مشک و عنبر و بوئے تو چوں گلاب

مسکین عشق را نی چو کاندراں
تا دلبرمی بہ بیند رویت مکن شتاب
دیرتر

از غمزہ اش بپرس کہ خونی است یا نہ او
و انگہ بہ چشم خویش بہ بیں و بکن عتاب

ترسم کہ خلق باز پریشاں شود چو من
بیروں میا زخانہ بدادہ بجعد تاب

بو الفتح را مگوی بجز دردمند ہیچ
الحق کہ نیست بہتر از ینش دگر خطاب

ردیف تا

بار گرت بر در خمار نیست   رو که ترا رحمت حق یار نیست
بار اگر بر در خمار نیست   خانه خراب است به هنجار نیست
مرد نه تا همه دل خون نه   مرد صفا نیست که خونخوار نیست
هر که نه می خورد نه مستی چشید   مرد خدا محرم اسرار نیست
هر که شبی بامروتی نخفت   روشنیش عالم انوار نیست
شهر مگو منزل ویرانه گو   ن: شهر یکی منزل ویران بود
چونکه درو خانهٔ خمار نیست

مرا این هر دو دیده جویبار است   مگر سرو کنار جویبار است
بیک غمزه دو صد دل بجان شد   پس آنکه تیر نیست این ذوالفقار است   ن: تیر نه
ز شکل جعد او پرسی چگونه است   یکی دام کمند حلقه دار است
خیال لعل او سرمست کرده است   چه باده است آنکه قطره مست کار است
چو عشق آمد برون خود رفت عصمت   ملامت دردمندی شرط کار است   ن: یار
جمال وجلوهٔ عاشق نه بیند   که در کوی جوانی سنگسار است   ن: به بیند
بحق الحق ابوالفتح آنچه گوید
محمد همچو احمد حق گذار است

چو کار عاشقان رسم دوتائیست   بلای سخت بس خوف خدائیست
اگر یکتا شوی با عشق و باده   دوتائی شد همه یکتن نمائیست
امید وصل و ترس هجر برخاست   یکی شد با من و مائی کجائیست   ن: یکی شد بایکی مائی کجا است
بزن دستی یکی نعره برآور   بکن رقصی نوای خود ستائیست

ترا بیگانگاں مقصود و مرضیٰ — گناه آشنایان آشنائیست
صباح الخیر روئے مہر افروز — مسار الخیر جعد شب نمائیست
ترا در سر ہوائے بادشاہی — مرا ہم افتخار من گدائیست
وضوے عاشقاں از آب خون است — بتے را سجده ور دعوی خدائیست
محمد عاشقی بیہوده کارے است
ولے آفت درین عالم دوتائیست

این فصل بہار بوستان است — این گاه نوای بلبلان است
ہنگام کنار و بوسہ اینست — ایام وصال دلبران است
این دور شراب وقت ساقی است — این روز حضور دوستان است
ای مرغ ز جفت خویش یاد آر — این شرط نشان آشنان است
گر یک نفسے شود میسر — با یار عزیز عمر آن است
ور در سر آن نفس بر آید — جان و دل و تن مگو زیان است
از ساقی ساده لعل میگون — یک بوسہ حیات جاودان است
یک بوسہ اگر شود اشارت — از لعل لبش ہمان جہان است
بوالفتح شدی تو پیر لیکن — میل تو سوئے بتان ہمان است
این شیفتگی ہنوز بر جاست — این نعره و سوز ہمچنان است
گفتی شده ام صبور ہیہات — ہم جان و سر تو کاین گمان است
این شیوهٔ تست بیوفائی
بوالفتح اسیر جاودان است

اے محمد عاشقی کار تو نیست — زانکه درد و رنج و غم یار تو نیست
کیست کو عاشق نشد بر روئے تو — وانکہے در کوئے تو خوار تو نیست

رسم ما حفظ وفاداری بود — جز همین جور و جفا کار تو نیست

بر جبین جان هر بیدل به بین — باشدی هم داغ افکار تو نیست — نخ باشد این

آں رقیب بدگہر گوید مرا — باز گرد از در بر و بار تو نیست

ای محمد آه و ناله از کجاست
دردمندی ہیچکس یار تو نیست

در دیده بجای خواب آب است — دیده پی دیدنش شتاب است

گر نیست شراب و ذوق مستی — نزد دل من جہاں خراب است

معشوق بچشم جانبی دید — بر عاشق بیدل این عذاب است

گر ترک مرا حرف خطا شد — بازوش قوی ہمیں صواب است

گلگوں مرا ز چشم خوں شد — آں قطره که میچکد گلاب است

دشنام ده و بزن قفائی — جاناں بسرت ترا ثواب است

بوالفتح تراست نام عاشق
ہم سید مبتلا خطاب است

قدح ساقی چو مالامال کردست — بسوی من ز لطف اقبال کردست

سوار مست من در یک قلاچی — چو من موراں دو صد پامال کردست

ز دور او میرسد تیغی کشیده — دل و جاں پیشش استقبال کردست

بشارت میدهد طایر نجومم — که ریزد یار نیکو فال کردست

خطاب عشق شد او را مسلم — که بذل نفس و جاه و مال کردست

خیال لعل او در وہم کس نیست — زبان عاقلاں را لال کردست

پریشاں کرده زلفین خود دید — محمد را لقب ابدال کردست — را

جمیل من جمال الله رویش — جمال او حدیث اجمال کردست

رُخش سُرخ و سپید است تبلارا   کہ این شیوہ بچندیں سال کرد است

ابوالفخا ترا نامے بلند است
مگر سر وے ترا پامال کرد است

مرا تا جاں بود در تن محال است   کہ گویم جز توے را ہم جمال است
اگر ساقی تو خواہی بود مارا   بدہ بادا کہ مے خوردن حلال است
وگر یارے بدست خویش مید ُ   ترا تقوی دریں صورت وبال است
نباشد عشقبازی را نشانے   مگر کہ ترک جاہ و بذل مال است
نخواہم پردہ بر روئے تو ہرگز   صیانت لیک از عین الکمال است
بتا با طول عمر و عشق بازی   کمال اندر کمال اندر کمال است

ترا ہر روز بر سرے توقفت
مرا ہر دم نزول ارتحال است

بروے خوب دیدن اعتبار یست   بزلف یار بستن کار و باریست
نظر بر روے خوباں نیست نہی   سخن در بوسہ و جز یک کناریست
قد و بالاے او سرو درست است   سرِیں وجد بر گُشتہ ماریست
ہوا در نفس عاشق حاش للہ   بلائے او خیال وصل یاریست
درون شیشہ رنگ آمیزی نیست   مگر بر لوح دل نقش نگاریست
جہاں در ذوق مستی و تمتع   دل مسکیں گرفتار نگاریست
مسلماناں مرا فریاد فریا ُ   ازاں بد خصے خود بین شہسواریست
تو می نازی جمال و جاہ و خوبی   مرا در فقر و خواری افتخاریست

محمد پیر شد در عشق بازی
کہ او را عشق بازی اختیاریست

عشق بازی خطر که بر جان است عشق بازی تمام ایمان است
سر من زیر پای یار من است جان من خاک راه جانان است
یار مارا دگر مشابه نیست روی او عین روی احسان است
مردمان دیده اند در چشم باصره گشته عین انسان است
قد او بس بلند چند دراز وصف او را نه حد امکان است

ای محمد ترا مبارک باد
دل و جان و تن تو جانان است

مبارک فرقتی باشد که بعد از وی وصالی هست چه پر لذت وصال است آنکه بعد از وی وصالی هست
نداری آگه از حالم چه دانی درد و سوز من ز صاحب حال او داند که او را نیز حالی هست
چه لذت دارد آن حلوا که خوانند آشتی خواره خوشی دل را خورند یاران که بی وهم ملالی هست
مرا گوئی بیا بر من و یا بگذار خود خود را اطاعت را نهم گردن و لیکن شرط محالی هست
مرنج از من نگارینا که بی زحمت سوالی هست ز لعل شکرین تو یکی بوسه سوالی هست
اشارت بوسه کردم چه افتد در دهان تو نگارا خوب میگوی و لیکن مارا خیالی هست
ز تنگی دهان تو که شکر بار می ناسند نشانی من نمی بینم و لیکن قیل و قالی هست
مرا بردار فرمودی مرا دشنام ها دادی میان عاشقان تو مرا جز جانی هست

مسلم دعوی عشقت نباشد جز محمد را
که ترک جاه خود کرده اگر چه هم نزد مالی هست

آن یار یار نیست که از وی نگار نیست آن باده باده نیست که در وی خمار نیست
هر تیره غمزه کز طرف چشم او کشود جانی عزیز نیست که او را شکار نیست
افتاد تا تعلق با جعد او مرا همواره جان پریشان دل را قرار نیست
اندوهگین چرا ای گریه زهر چیست آن را که دوست دارم او در کنار نیست

بوالفتح را چه پرسی حالش چگونه گشته — جز درد مند مسکین زار و نزار نیست
او پیر گشت و دهر جفاها بسے نمود — امروز جز بکاے و آہے بکار نیست
بسیار دل طپیده و هم هر طرف دوید — ن ۳ طپید و نیم هر طرف دوید
حاصل بجز تکاپو و درد و فگار نیست

شهر نباشد که درو خانهٔ خمار نیست — گبر نباشد که برش رشتهٔ زنار نیست
باده نه نوشد مگر آن سوختهٔ دردمند — بد من مخمور نباشد که جگرخوار نیست — ن ۳ گر سوخته
هیئت اگر علم بدستار و تکبر کشد — ذیلش و دستار کو حریف آن زنار نیست — ن ۲ بدستار تکبر
درد که درمان نمود و سوز بسازد کشد — بهتر و خوشتر بود کو رخ اغیار نیست — ن ۲ ذیلش و دستار کو جز تو بر نار نیست
دل که درو چاشنی سوز دل افروز نیست — نیست دل او گل است او خرم دار نیست — ن ۳ نیا جز
من همه شب خفته ام یار مرا در کنار — فارغی از وے و یار در غم بیزار نیست
خواجهٔ بوالفتح را گو که سلام علیک — نومهٔ آسوده کیست زحمت بیدار نیست
صبح قیامت دمید نفخ بصور آمده — صبح کجا نفخ کرد در بر جز یار نیست — ن ۲ خود
سید گیسو دراز شد سخن تو بلند
کوته کن چون کسے محرم اسرار نیست

شراب لعل بین شیرین شرابست — لبانش بین عجب نمکین کبابست
چه جائے طعنه عاشق مبتلا را — که بے خویشی و سرمستی خرابست
سوالے بوسه کردم او بزد دوشش — چه بس مرغوب و شیرین تر جوابست
چو ترک غمزه تیرے بر خطا کرد — بزد بر دل خطائے با صوابست
زبانش را بجوشیدم لعابش — شکر دانے حلاوے یا گلابست
چو حرف عشق خواندم گشت مرقوم
محمد را کتاب عشق بابست

معشوقهٔ من زنسل آدم نیست — حوری ست پریست یا خود آنهم نیست
روح القدس است روح روحیست — نوری متمثل است مجسم نیست
در وصف چگونگی و چونی — جز نقطه سر اسم اعظم نیست
خال و لب او شب است و روز است — دیدی شب و روز را فراهم نیست
شادی زپس غم است و غم از پس او — هر یک ز دگر جدا و باهم نیست
ما را همه غم است و شادی نیست — او را همه خرمی است غم نیست

ها بوالفتح شاد باش و خرم
معشوقهٔ من زنسل آدم نیست

کمند جعد او دام هوائیست — دو گوشه ابروان کنج بلائیست
رخ تابانش شمع شهر افروز — لب خندانش چون میخانه جائیست
کنار غرق دریائے محبت — نشسته درد و غم چون آشنائیست
چه پندم میدهی ای خواجه زاهد — بروے خوب ما را ابتلائیست
نظر کردن بخوبان دین سعدیست — محمد اهل دل را مقتدائیست

اگر سعدیست مے چشم بازے
سیف اللہ محمد رہ نمائیست

امروز ماه من بطریقے در آمده است — گوئی که آفتاب ز مشرق بر آمده است
سلطان خوبرویان و سالار دلبران — حسن و فریب و نمک چاکر آمده است
از صحبتش میسر صبرے نمی شود — آئنده نازنین است خلقش سر آمده است
خوب از کسے نه بیند خوش نغمه نشنود — از ما و راز ازل همه کور و کر آمده است
هجران کسے نخواهد ناگه گر افتدش — با درد و سوز بودن مشکل تر آمده است
انکار درد عشق و محبت کسے نکرد — الا که زاده بود کسے از خر آمده است

۹ - بروز دوشنبه بست و هفتم ذی قعده ۱۳۰۲ھ فرموده شد
۱۰ - بروز دوشنبه نهم ذی الحجه ۱۳۰۲ھ بقلم در آورند

یاران عشق بازیکے تحفہ بشنوید — سیمیں تنے بہ نقرہ وزر در بر آمدہ است

اسرار درد عشق ابوالفتح را بپرس — کو کہنہ در مند است عاشق سر آمدہ است

مرغ دلم بدام محبت اسیر شد

باز او ہوا نگیرد ز فتنہ بر آمدہ است

شراب[1] عشق را لعل تو پیمانست — بہ ہر کہ پردہی سرمست وحیرانست

سر زلفت کہ دام صید دلہاست — جہاں سرگشتہ دیوانہ پریشانست

لب لعل وسیہ خالے بر آں لب — دریں صورت جمال کفر و ایمانست

تو در عیش وخوشی احسنت انصاف — مرا گوئی کہ درد ت جاے درمانست

ترا با من ہمیں عکس و عداوت — مرا دل ہر نفس ای یار خواہانست

بلائے من دریں پیری دگر نیست — مگر کہ دل گرفتار جوانانست

محمد بر شد عیش ہمیں است

ہمیں با کوو کان در گوے وچوگانست

گر دادہ[2] حق ترا فراغ است — امروز ہوائے کشت باغ است

جز دلبر دیا حکایت او — وہم است وخیال ہزل ولاغ است

وہ دیدن سوے روے اغیار — بر سینہ بار سنگ وداغ است

جز بر در تو سرے ندارم — بر کرسی وعرش ہمہ ملاغ است

مرغ دل من بدام شخصے است — طاؤس بہ نسبتش کلاغ است

ہم سرو بلند پا سمال است — ہم کبک بداں خرام زاغ است

بو الفتح بہ نقد وقت خوش باش

گر دادہ حق ترا فراغ است

کف پایت بلائے باجلالت — لب لعلت شراب بے ملالت

[1] - بروز یکشنبہ بست وسوم ذی الحجہ سنہ ۲۰۰ رقم فرمودند

[2] - بروز جمعہ دوازدہم محرم سنہ ۳۰۰ رقم فرمودند

حکایت امرد شاب احسن الوجہ　　نباشد جز وجودت را مثالت

جہاں تا بود خوباں نیز بودند　　نہ بودہ است ہیچ خوبے بر کمالت

نباشد سروزان حسن رفتار　　نباشد قامتے برا اعتدالت

بسے حور و پری دیوانۂ تو　　بسے انس و ملک ہم در خیالت

و سے بے تو حیاتے حاش للہ　　زمانے بے تو بودن وہ خجالت

ترا علمے کہ روے یار نہ نمود　　مخواں علمش کہ ہست عین جہالت

شبے باماہ روے خوش غنودم

محمد بودہ ام در ذوق و حالت

مرا با عشق بازی عشق باز یست　　نہ با ہجراں و وصلت کارساز یست

جمالش عشق ما را مبتلا کرد　　چہ باشد وصل ہجراں ایں چہ باز یست

اگر با درد درماں ہست کارے　　حقیقت داں کہ ایں عشق مجاز یست

زعاشق گریہ و عجز و تاسف　　ز معشوقہ تکبر سرفراز یست

فدائے یک نظر ہر دو جہاں باد　　برآں غمزہ کہ غمازی غماز یست

کنار و بوسہ عاشق را ہوس نیست　　وگر ہست عشق نیست ایں دیر گداز نیست

لب تو با لبم آلودہ گر شد　　نگارا نیست غم جانم نماز یست

حدیث عشق عاقل را چہ نسبت　　چہ عقل بوعلی و فخر راز یست

محمد عشق کا پاکبازاں است

محمد عشق بازی بے نیاز یست

میگوں لب مرا صفا نیست　　آں یار عزیز را وفا نیست

گر تیغ زند حلال او را ست　　ور دم بزنم مرا روا نیست

ای ترک زغمزہ تیر بر کش　　سینہ ہدف است ترا خطا نیست

؎ حضرت اکبر حسینی ایں غزل را در جوامع الکلم در ملفوظ روز سہ شنبہ بست و پنجم ربیع الاول ۸۰۳ھ شریک کردند۔

عشق آمد و عقل رخت بربست — درد آمد و طایر ہوا نیست
فریاد ازاں جوان خودکام — میگویدن نیک را جزا نیست
من عاشق و مبتلائے اویم — ہر چند از و بجز جفا نیست
تو وعدہ بکن خلاف میباز — کایں وعدہ بجز برائے ما نیست
آں بہ سیر ہن وجود دربر — در عالم دوستی دوتا نیست
بوالفتح اگر تو عشق بازی
ورنز و حریف جز دغا نیست

لب میگوں او پیمانۂ ماست — شکال جعد بند بخانۂ ماست
شکستہ خاطرے دارم خرابے — کنوز غیب در ویرانۂ ماست
خیال زلف در شبہائے تاریک — بہ تنہائی سر افسانۂ ماست
سرافرازی چہ می بازی بریں جعد — فراہم زلف تو از شانۂ ماست
نباشد سرو را ہرگز گل و بار — وے با بار و گل در خانۂ ماست
اگر عشاق را دانی نوائے — کمالِ نغمہ در فرغانۂ ماست
بہر جا کہ لطیف و خوب طبع است
محمد عاشق و دیوانۂ ماست

دل و دیں در خیالِ آن جوانے است — کز و تاراج شد ہر جا کہ جانے است
زگردش چشم او ایں دید آمد — کہ ہر لحظہ شفائے ناتوانے است
درونِ خانۂ خمار بنشیں — کہ از اندوہ و غم دار الامانے است
اگرچہ غمزہ اش ترکیست خونریز — لب میگونش را شیریں زبانے است
گراز ہر کہ رویت نیز بیند — کہ مژگاں ناوک اندر کمانے است
ہلال ابرواں دیدم بشامے — کہ قرص بدر نزدش نیم نانے است

میگوے لیک نیک

یقین زان سرو ولب بر هم نهاده — شده بی شک گمانی در گمانی است
لب و دندان و آن رخسارهٔ او — گواهی میدهد کز حق نشانی است
محمد پند ده بوالفتح خود را — خدا را در نهان پیدا جهانی است
عجب دارم ازین مردم که گویند — که در چشم بتان سر نهانی است

بحق الحق دیدم آشکارا
که مردم چشم من عین فلانی است

مرا با این جهان کاری نمانده است — خراب است شهر و خماری نمانده است
همه عالم گرفته است درد و اندوه — جوانی مست و میخواری نمانده است — ن: گرفته درد
ازین وحشت که ره جانم گرفته است — دلم را مونس و یاری نمانده است
نه بینی خوبرویان را وفائی — بجز یاری جفاکاری نمانده است
درخت خوش وی از بیخ افتاد — درین گلبن بجز خاری نمانده است
نمی کارند جز خار مغیلان — بجز خار خسک باری نمانده است
نه بینی شادئی در دف و در چنگ — رباب شکسته را تاری نمانده است — ن: شکسته
جهانی خفته اندر خواب غفلت — دلی هشیار و بیداری نمانده است
دکان دعوت و ارشاد بربند — ضرورت شد خریداری نمانده است
بجز وضع و دروغ و افترا نیست — بلی دنیا و دین داری نمانده است — ن: دسینے
درین ظلمت سر او روشن چنین شده — محمد هیچ ره کاری نمانده است
ابوالفتح ازین عالم سفر کن — دمیده است صبح اسحاری نمانده است

الا گیسو دراز اطول و عرضی
جهان را مانده است آری نمانده است

دهان تنگ و در از نی کشاده است — که هر لفظی شکرپاری فتاده است

بسے پیر فلک را بود تولید — زگیتی چوں تو فرزندے نزاده است
شکال جعد او مشکل بلائے — که پائے دل کسے زو کم کشاده است
خوشم از دل ترا کیں دوست دارد — خوشم از چشم کو عین وداد است
ن ترا می دوست دارد
زبانِ من چه بس شیرین زبانیست — همیشه نام تو در گفت و یاد است
بگو دشنام یا فرما ثنائے — که عاشق را ازیں خوش اعتیاد است
پناهِ که بسیری چوں نگیرم — که تکیه او ست بر وے اعتماد است
به نخل سرو قدے راستم من — بلند است او که با وے التیاد است
ابوالفتحا تو نرد عشق می باز — بگرداں مهره بر تو اعتقاد است

محمد راز تو نے آرزوے
نگر بینی که سر بر در نهاده است

مارا نظرے براں جواں است — کو چشم دل است و عین جان است
لعل لب او دمے مکیدم — از آب حیوة خوش نشان است
شیریں سخنے است آں جواں را — گوئی شکریست پر دهان است
از شهد و شکر که باده سازند — از لعل لبش همیں چکاں است

غلطیدن چشم او نظر کن
مخمورے مست و ناتوان است

هر کرا جانش نیست جانان نیست — هر که باده نخورد مستان نیست
عشق بازی چه خوب و خوش کاریست — لیکن ای یار سهل و آسان نیست
خ ن
عشق بر خال و خد مذهب و دین است — هر کرا عشق نیست ایمان نیست
در نیابد حریم عشق کسے — آنکه بیروں ز خویش و خویشان نیست
گو که تن را سپرد پر چوگاں — جز که مشتاق زخم چوگان نیست

نیکوان رحمت خدا هستند باب رحمت گشاده دربان نیست
لعل او چشم سلسبیلی دان بر سبیل است فلان و مهمان نیست
نیست کس را بر آن سبیل سبیل آنکه او پست نیست بیجان نیست (آنکه او پست نیست بیجان نیست)
برهمن وش به پیش جان آرم حکم دوست را چو فرمان نیست
این سرین ملبند و جعد دراز جز که مار سیاه و کهسان نیست (سیاه لبیان)
جعد او بر سرین چرا بدایست طور را بر شده پریشان نیست
درد بر درد به ترا همه درد هیچ گونه امید درمان نیست
گرچه پیری ز عشق توبه مکن منکر عشق جز که نادان نیست
ای خوشا مرد آنکه گردی کرد آخر الامر از آن پشیمان نیست
آنکه بی منقبش توان آسود جز همین روی خوب خوبان نیست (خوبرویان)

ای محمد بدرد عشق بمیر
وصل احباب کار آسان نیست

بی درد و سوز عشق ترا اعتبار نیست آن را که درد نیست خود او در شمار نیست
با درد و سوز هست دلم را موانست بی مونس عزیز دلم را قرار نیست
از لذت وصال نصیبی اگر رسید بخ بخ بدان لذیذ و بی نگار نیست
مرد قمار باز که جان و جهان بباخت بازنده اوست جز زیان افتخار نیست (جز که بدان)
کشمیر و یا چگل که بخوبان نشان دهند جائیکه زادگست مثالش دیار نیست
تا چند همچو سرو کسی سرفرازی دانم که شاخ این شجرت زیر بار نیست
گر بوسه دهی ز جمالت چه کم شود بخلی مکن که حسن و نمک پایدار نیست
بر حسن خویش بیش مناز ای جوان من حسن و شباب را بخدا اعتبار نیست
در وصف جعد او چه زبان را کنم دراز زیرا حدیث زلف ترا اختصار نیست

بوالفتح پیر گشتی و شرمے نمی کنی
جز عشق روے خوب ترا ہیچ کار نیست

سرو را ہر بار سرافراز چیست　　چنگ را این ساز و این آواز چیست
گر بخواہم بوسۂ از تو بدہ　　بر خیال و ہم چندین ناز چیست
این جہان را سر بسر دیدم نگون　　سفرۂ بی مائدہ است ور باز چیست
گر ز مہری و وفا بوسے زدی　　خوب کردی وانگہے این کار چیست
جز خدا گر نیست دیگر را وجود　　ہر چہ باشد استتار راز چیست
عشق گر عین وجود ما بود　　عاشق و معشوق را انباز چیست
گر ترا با یار خود شد اتحاد　　آن توئی و این منی را راز چیست

لب بلب سے دم تنک تر بس بہک
قل محمد لا یجوز و جاز چیست

ہر کہ آمد دید چشمت مست رفت　　ہر کہ دید آن مست را از دست رفت
دل کہ بت رویان ز من بربودہ اند　　بر مثال ناوکے از شست رفت
ہر کجا سروے بہ بستانی برست　　پیش بالایت چو آمد پست رفت
دل مرا صید دو گیسویش شدہ است　　مرغ جانم از قفس برجست و رفت

شب خیال لعل او آمد روان
ہر چہ جز تو بود از دل شست رفت

دولت عشق را زوالے نیست　　وصل معشوق را ملالے نیست
عشق را شبہ و نظیر مدان　　عشق را صورت و مثالے نیست
عشق ہم خویش خویش را زادست　　پدر و مادر و عم و خالے نیست
عشق را درۃ الیتیمے دان　　صدف و بحر در خلالے نیست

عشق را عیب عین علینی نیست — عشق را بادوئی وبائے نیست

عشقِ ن را ما مور زامرے نبود — عشق را حرمتے جلائے نیست

از لبش بوسۂ بخواسم من — وہ چہ خواہم کہ جز خبائے نیست

ہرن دو لب حلقۂ و خطّ وسط — "قاب قوسین جز این مثالئے نیست

آنکہ از خویشتن بدر شدہ است — دعوئ وصل از و محالئے نیست

منم آں عاشقے کہ بے غرضم — جز یکے بوسہ ام سوالئے نیست

حاصل عشق ہست بیہاستے — طلب عاشقاں وصالئے نیست

عشق از وصل و ہجر بیرون است — عشق را فصل و اتصالئے نیست

عشق مرغے است از قفس بیروں — جز کہ او صورت و شکالئے نیست

آب اندر سحاب ژالہ بہ بست — صورت فعل و انفعالئے نیست

ای محمد سخن ز عشق مگوے

عشق در رسم قیل و قالئے نیست

مرد معنی از جہانے دیگر است — گوہر لعلش ز کانِ دیگر است

زاول شکرانہ سردارم بہ عشق — تا نگوئی کیں فلانے دیگر است

یار ما را روے چوں ماہ تمام — بر رخ زیباش شانے دیگر است

جعد گویم کار سر باز یست عشق — عشق بازاں را نشانے دیگر است

عشق حاصل نیست از تعلیم کس — ایں سخن را ہم بیانے دیگر است

بر سر ہر کس نگر زلفش سر یست — چوں ہمی بینم جوانے دیگر است

کے تواں گشتن بگرد زلف و روے — زانکہ شانرا پاسبانے دیگر است

آنکہ در راہ یقیں سر سودہ اند — ہر سرے صاحبقرانے دیگر است

کشتگانِ غمزۂ معشوق را — ہر زماں از لطف جانے دیگر است

ن۔ عشق مامور

ن۔ ہر دو لب حلقہ است خطِ وسط

ن۔ تو ببین راجزین

عالمے را دل بشد از غمزۂ　　　این چنیں تیرا ز کمانے دیگر است
با گروہے شد محمد خوب دید
کاں عزیزاں را نشانے دیگر است

این ناز و کرشمہ ات کہ آموخت　　　صد پارہ دلے شدہ کہ اندوخت
من سوختہ ام ز مہر شمعے　　　این آتش غم دگر کہ افروخت
تن چوں نے خشک شد ز ہجراں　　　دل ز آتش درد خویشتن سوخت　　　ن: تن چوب خشک شد ز ہجراں
لیلے نہ خرد بہ نیم جو ہم　　　مجنوں دو جہاں اگرچہ بفروخت
با حسن و نمک بداست مخلوق　　　آں شیوہ و شکل را کہ اندوخت
ایں دوش زدن بناز و غمزہ　　　لب خندہ کردنت کہ آموخت
جانے کہ ز عشق باز باشد
بوالفتح گلے است یا کہ کیموخت

شراب عشق در میخانہ نیست　　　کہ او را جامے و پیمانہ نیست
بود جائے یکے حبذے دراز　　　کہ او را عاشق دیوانہ نیست
سرود عشق را چوں قول عشاق　　　نوائے نیست ہم فرغانہ نیست　　　ن: بر
ورے فع آید کہ خوب بشستہ باز　　　چرا مرغ دلم را دانہ نیست
ضرورت میشوم رسوا بہر سو　　　جزایں چارہ دگر بہانہ نیست　　　ن: بابانہ
بود شمعے کہ در عالم برافروخت　　　کہ بہر سوختن پروانہ نیست
زہے حبذے کہ دارد شہسوارم　　　کزاں افسانہ خالی خانہ نیست
دو سہ قطرہ ز لعل و چکیدہ است　　　خمے نہ بود کز وی نشانہ نیست
مرا دیدہ شدہ زاں چشم غلطاں　　　کزو در ہر طرف مستانہ نیست
کسے از جور یار خویش نالد　　　مگر حیدر بسیت غم مردانہ نیست

محمد تاب آں گیسو ندارد
که تار موے او را شانه نیست

مائیم خرابی و خرابات | مائیم شراب و بار و طامات
خوش نشسته شرابها بنوشیم | لا نفیم زنیک و گر زترات (۱۳) لاتقی
صد تقوی و زہد را فروشیم | یک جرعه خوریم از حموضات
نوشیم چو مدام بادهٔ گرم | لابد که بلافیم از کرامات
در حالت بے خودی و مستی | گوئیم اگرچه صد دلالات
جز وصف لبت ہر انچه باشد | از ہر و ہنے که ہست خرفات
جز قامت او که چوں الف نیست | قد دیگر نیست عین الآیات
دستے بمیان او نهادیم | چیزے بمیان نه بود ہیہات
دیدیم که گلستان و گلخن | پس گلخنیاں شدند ساداث
بر خواجه مے فروش رفتم | گفتم قدحے بسوئے ہات
خندیده بسحر گفت بامن | دستار فروش و این دنیات
آں سجدے نیست در کشاده | تا ائی تو بجمس اوقات
این شاہد مے بنام خویش است | می بایدت باخت اختیالات
تقوی و صلاح و کفر و ایماں | یکجا نه شوند خالق و لات

بو الفتح محمدی تو آخر
بر شاہد او سلام و صلوات (۱۳) تو

یکدم بیا در برنشیں از دل ثنا ہا خواستست | بہر مرید حسن تو از جاں دعا ہا خاستست
زاں چشم مست او نگر غلطیده مردم ہر طرف | واں غمزه را بنگر کز و ہر سو بلا ہا خاستست
ای شمع رخسارش تراکز تو جہاں روشن شده | وے لعل ہیگونش چو گل از تو صفا ہا خاستست

انگور بستانش به بین با لب حکایت میکند | هر دم بهم آمیخته از سر هوا ها خواستت
تو مهره بازی میکنی دانم مقامی بشده | اکنون نمانده معتمد از تو دعا ها خواستت
سر در کنار او بنه با آنکه چنگی میزند | تا گوشمالی را زند از من نوا ها خاستت

مقام نماند

بوالفتح گر عاشق شدی میسوز اکنون دمبدم
از سینه عاشق همین درد و بلا ها خاستت

قربان آن کمانم کو عین ابروان است | سرگشته آن لبانم کو صاف مے چکان است
چشمش چه شوخ دیده است هر لحظه هر طرف بین | مردم خراب کرده است او فتنهٔ جهان است
من گلبنے ندیدم بے رنج زخم خارے | کبکے چنیں نباشد سروے مگر روان است
سیلاب چشم عاشق غرقاب آب طوفاں | کوه سرین جودی آنجا قرار جان است
مینوش باده هر دم بر سینه شاهد شالں | زندیق و ملحدے شو دنیا همه چنان است
جز این دگر نه دارم حاصل ازین جهان من | ایماں میان سینه جاناں میان جان است

در دل مرا خیالے لب بر لبش نهادم
بوالفتح را بپرسی گوید همان گمان است

مست و خراب نیم شب سینه کشان در آمدست | جامه بسر کشاده تر خوے چکاں بر آمدست
سرو ببار آمده است سیب و انار بار او | هر که بدید در روش از ته پا سر آمدست
بر سر گُه سرین او داروے دلبری طلب | مهر گیا وراں زمیں هر طرفے بر آمدست
هر که نه دیدے او هیچ ندید در نهاں | هر که نیافت عشق او کوے وهم کرا مدست
طعن چه میکنی فلاں سید درد مندنیست | هر چه بگو بهم بگوکیں سخنم در آمد است نیست
عشق بهبازی و هوا جمع نمی شود بتا | هر که هوا طلب کند کو زخرے بر آمدست

گر تو محمد منی منکر عشق ما مشو
مرد که عشق باز نیست بنده بدست خر آمدست

او بنانه خر آمدست

جامے کشیدہ ایم کہ گاہے صفا نداشت | یارے گزیدہ ایم کہ وقتے وفا نداشت
دردِل بیختہ تر یشے دروں سینہ و دل کمینہ پر شدہ است (دردل بیختہ تر شدہ است) | دروے برآمدہ است کہ یکدم دوا نداشت
ای زاہدا مگو کہ تو از خوب چشم بند | تکلیف لا یطاق خدا ہم روا نداشت
از جورِ یار گر تو بنالی روا نبود | معشوقہ نبود کہ جور و جفا نداشت
خوش باش ای عزیز کہ از درد و غم منال | ایں عالم فناست وقتے بقا نداشت
از تکیۂ سر نیست کہ کوہے است قایم | جز ایں دگر وجودے پیش التجا نداشت
بیچارہ لولی کہ سر و پاش برہنہ است | وقتے کلاہ بر سر و در بر قبا نداشت

بوالفتح را خطاست تمنائے وصل شاہ
بیچارہ مفلسے کہ جز ایں ابتلا نداشت

عاشقاں را شراب بیہودہ است | عاشق از لعل یار آلودہ است
ہر کہ جاں را بدست یار سپرد | فارغے بے نیاز و آسودہ است
از پئے وصل یار ہر چہ کشید | صدق و یا کذب جملہ محمودہ است
ہر کہ عاشق نشد قبول نیافت | مردک خوار و زار و آلودہ است
جورِ محبوب و طاعتِ عشاق | دین دیرینہ رسم معہودہ است
ترک من مست نقل می جوید | ہم جگر بختہ پیش موجودہ است

ای محمد تو ملحدے شدہ
روے امرد ترا چو معبودہ است

عالمِ حسن را بقائے نیست | شاہد شوق را وفائے نیست
طالبِ وصل مرد بے شرم است | کہ از و تلخ تر گدائے نیست
وردِ آشام را چہ لذت و ذوق | جام فخار را صفائے نیست
زاہد پیر ہست بے تدبیر | کودک طفل را رہائے نیست

شخص طاؤس وجان روبہ را　　جز وجود دگر بلائے نیست
چنگ بشکستہ را رباب مساز　　مطرب کہنہ را نوائے نیست
ہر کہ ناپختہ سوخت خام بماند　　بار دیگر ورا بزائے نیست
آئینہ گشت ہمچو تیغ سائے　　مصقلہ ضائع است جلائے نیست
پارسائی و عاشقی ہیہات　　عاشقی جز کہ ژاژخائی نیست
ہر کہ با درد ساخت و زار بمرد　　درد او را دگر دوائے نیست
زینہاران تو نرد عشق مباز　　شیوۂ آن بجز دغائے نیست
شارب خمر را خمار بلاست　　جز خموشی دگر دوائے نیست
گر بمیری بدرد عشق بمیر　　مرغ جاں را جز این ہوائے نیست

اے محمد ترا خدائے ہست
جز خدایم دگر خدائے نیست

ہر کہ با خوباں بدخو آشناست　　غرق در دریاے رنج و ابتلاست
سرو من من راست میگویم ترا　　مبتلائے غمزہ در عین بلاست
بیدلے گر نالد از تنگی دل　　دار معذورش کہ درویش را دواست
پاکبازانے کہ می بازند عشق　　در جمال حق نظر دارند راست
حلیہ سبوح و قدوس است عشق　　من کجا و عشق بازی از کجاست
دوش میگفتند مستے می گریست　　گاہ مستی را نمی بینم بقاست
عشق را گر صورت و معنی بدے　　صورت او آدم و معنی حواست
ای ابوالفتح محمد عشق باز　　جملہ محبوب اند عاشق را لقاست

دردمندے گر کند فریاد و شور
قول اِلّا مَن ظُلِم گوید رواست

شراب عشق را پیمانہ نیست حدیث درد را افسانہ نیست
عجب باشد اگر شمعے برافروخت کہ گرد او یکے پروانہ نیست
ز شہر خویشتن و از یار دورم خراب از خاطرم ویرانہ نیست
کسے کو قد موزون ترا دید عجب باشد کہ او دیوانہ نیست
عجب جامے است ایں لعل لب تو کہ بے او ہیچ خم خمخانہ نیست
سرا‌ے خوبرویانم گذر شد تعالیٰ اللہ چو تو بتخانہ نیست

محمد درد مینوشی مخور غم
دریں مقتل چو تو مردانہ نیست

میان جان من جز تو دگر نیست زہے ذوقے کہ کس را زیں خبر نیست
بجز عارف کہ بیند روے خوباں چہ بیند آنکہ را نور بصر نیست
عجائب خلوتے دارم میسر من و آن یار ہست و کس دگر نیست
حدیث قد و جعد آں جوان مرد چہ گویم قصہ او مختصر نیست
گر او در بر ترا بارے نہ بخشد ترا مردن بجز کہ پیش در نیست
بترک مست من گفتم کہ تفلست بجز دل ہیچ شئے حاضر نیست
نباشد عاشقاں را ہیچ محرم کہ تن را از وصال دل خبر نیست
نصیحت گوے ناداں را چہ گویم کہ مولانا بجز کہ کور و کر نیست

محمد عاشقی و پارسائی
محال است حاش للہ او بشر نیست

ہر کہ دل را بزلف یار نہ بست از بد و نیک ہر دو کون نرست
ہر کہ از لعل یار جامے خورد ہر نفسے ہمچو من بود سرمست
ہر کہ بند شکال جعدے شد گرہ عقد عقل را بہ گست

از سرِ صدق ہر کہ زد قدمے	دست زآفات رنج و فتنہ بہ بست
گشت در باغ و گلبنے کردم	چوں تو سروے دراں طرف کم رست

ہر کہ جاں را بہ عشق جانان داد
ہمچو بوالفتح با فراغ نشست

ردیف حا

نظر بر نیکواں نیک است ممدوح	نباشد منکرش جز زشت و مقبوح
امانے مے بدہد لعل لب او	مرا کہ غمزہ اش کردہ است مجروح
بشوخی بر لبت دستے زد ستم	نبودہ است جز گمان و وہم ممسوح	نباشد
تو اے زاہد مگو عشاق را پند	کہ بد دین می شود آں شخص منصوح
چرا مجنوں خوشانست فارغ از غم	مگر لیلی عروسی گشت منکوح
غریق عشق را باکے نباشد	ز طوفان بلا و فتنۂ نوح
مرا روح القدس دادست پندے	کہ شو با قلب و قالب جملگی روح
جمالِ ماہ و مہر حسن حورا	بہ پیشِ بت رخِ من جملہ مقبوح

محمد را رہ راحت بہ بستند
درِ درد و بلا کردند مفتوح

ردیف دال

مرا سود از زلفش کرد ایں سود	کہ جان و دین و دل تہ مست و نابود	سودائے زلفش
مرا از حاصلِ عشقش چہ پرسی	کہ جز درد و بلا و غم نیفزود
زہے لعلے کہ آں سرمست دارد	دو صد جرعہ زہر یک لعل بیمود

گوئیا دو چشمش گوئی عین پیاله است | که مردم سرخوش است و دل بیاسود
خیال شمع رخسارے جگر سوخت | چو پروانه برآورد از دلم دود
گدائے بر در شاهِ جهانگیر | گدائی کرد و سلطان صدقه فرمود
قفائے چند با دشنام بسیار | گدا را عزت و دولت بیالود
سرین و جعد او دیدم بلا شد | کمر بشکست و عقلم نیز فرسود
دو چشمش دیده شد مردم بحیرت | بشوخی هر کجا جانے است بربود
دارم بلا محمد یار وعده کشتنم کرد | بکن یک منتے بارا ابتلا زود

محمد عشق بازی پاکبازی است
که هر که جان و دل درباخت آسود

میگوں لباں صفا ندارند | شیریں سخناں وفا ندارند
از دل شدگان چه باز پرسی | درد بے دارند دوا ندارند
در سینه بجز خیال معشوق | چیزے دگر روا ندارند
معشوق اگرچه داد دشنام | جز مدح و ثنا دعا ندارند
در پنجهٔ زلف او اسیراند | امید شدن رها ندارند
جاں را تو فدائے خاک پا کن | ایں سنگدلاں رضا ندارند

پروردهٔ عشق خویشتن را
جز منتظرِ بلا ندارند

دو چشمِ ناتوان او مرا رنجور میدارد | دو لعل مے چکان او مرا مخمور میدارد
دو گیسوے دراز او که کرده است خانها ویراں | مرا دیوانه میسازد پریشاں دور میدارد
دو کوهاں سرین او گراں سرمایهٔ ذوق است | شکسته خاطرِ خسته بداں مسرور میدارد
می بیں قد و رفتار او بنگر لب و رخسار او بنگر | خرابی دل ما را بداں معمور میدارد

نمی خواہم دل خود را کہ گردد مبتلائے کس   و لیکن نرگس مستش مرا مخمور میدارد
ندارد آگہی از دل ملامت گوے بیحاصل   ولیکن مردم غافل مرا معذور میدارد
محمد خوب می بینی نہانی عشق میبازی
مگر کہ جادۂ شیخ تو ترا برزور میدارد   جادۂ شیخی

سرو استادہ ماند چو رفتار تو دید   طوطی خموش گشت چو گفتار تو شنید
وال خط مشک وام کہ شد گرد در روی   روشن مگر کہ سبزۂ تر گرد گل دمید   خام
جعدش کہے گذاشت نشست بر سر   مارے سیاہ ہست کہ بر کوہ سر کشید   کر
نور صفاے عارض آں مہ کہ لحظ کرد   صبحے بہ صدق و صادق روشن چو روز دید
شمع رخے چو دوش صفائی خودم نمود   پروانہ وار گرد سرش جان من پرید
لعل لبش بہ بیں کہ چہ مدہوش میکند   از مے فروش پرس کہ مے از لبش چکید
بیمار بودہ ام صنما کشتۂ فراق   عیسی صفت خیال تو روحے بدل دمید
ایمان و کفر ہر دو گہے یکقدم شوند   ما را ز لعل و خال تو اکنوں خبر رسید
بوالفتح وار ہر کہ شد او عاشق سبتے
صد گونہ رنج و محنت درد و بلا بدید   شنید

نسیم صبح گل را تازہ جاں داد   عروس در دراز و بند بجشاد
بہار آمد جہاں را تازہ تر کرد   زرنگینی گو کسے فرزند نوزاد
سلام اللہ علیک ای خواجہ خمار   بہار آمد رواج کار بر داد
گروکا نے بذیل مطربان است   نوید وصل بر شاہد فرستاد
رفیقاں را ہمی آگاہی کن   شراب و شاہد و ساقی شد آباد
پیاپے کردہ پیماں پر بیا شام   زبہر ذوق مستی را کن ایجاد
بوصل دلبرے بسپار جاں را   نگہ کن تا شوی از خویش آزاد

چنان آسوده و فارغ همی زی | مثال کهنه پیرے خورده الحاد
کجا کارش کشد و الله اعلم | نشد بارے بہ نقد وقت و لشاد
همه رنج و بلا و محنت و غم | نصیب ما شده است انچ او خدا داد

خبر بر دوستان ما رسانید
محمد پیر شد و العشق یزداد

محمد عشق می بازی خوشت باش | بذوق دردمی سازی خوشت باد
ترا از کودکی عاشق شده است نام | خطاب سوز بر سازی خوشت باد
مراد رعاشقی نام بلند است | تو خود سرو سر افرازی خوشت باد
مراد دردو غم لاسفی تمام است | تو بر حسن و نمک نازی خوشت باد
اگر از اہل دل ہستی نظر باز | وگر با خوب ہم رازی خوشت باد
شبے و ماہ روئے و کنج خلوت | ہیکے از دیگرے رازی خوشت باد
میسر گر شود بوسه سبک تر | بہی دنداں و لب گازی خوشت باد
جہاں را روشنی از جبهۂ تست | بماه و مہر انبازی خوشت باد
شکار تو ہمہ شیران خونخوار | بترک غمزہ می نازی خوشت باد
توی سرمست یار تو در آغوش | چه راحت ہا که پردازی خوشت باد

نہادی وصل و ہجراں را بیک سو
بنقد وقت میسازی خوشت باد

آنانکه بجام عشق مستند | بیہوش ز بادهٔ الستند
گه در ورع و نماز کوشند | گه باده خورند و بت پرستند
بر لوح وجود ہر چه دیدند | جز نقش نگار پاک شستند
از کرسی و عرش درگذشتند | در غرفهٔ لامکان نشستند

شده تا

از رد و قبول ننگ دارند | از هجر و وصال دست شستند
دیباچهٔ دفتر وجود اند | عنوان ازل ابد شدستند
از کن فیکون رستگانند
آیند و روند خویش هستند

فروغ شمع را پروانه باید | سلاسل جعد را دیوانه باید
حریف مجلس ما ساده بهتر | ندیم و شاهد شنگانه باید
نوید کشتنم گر کرد معشوق | مبارک باد این شکرانه باید
مرا بر وجه خوبان ده براتی | تو صاحب دفتری پروانه باید
چگونه مدمن می مست گردد
محمد ملک او میخانه باید

سجودی پیش هر بت رو نشاید | نهادن سر به پیش یار باید
ز پس اندازه چون جعد و سرینی | سوی المحبوب آنچه پیش آید — پشت
بیا تا یکدمی ز وقتی بر آنیم | نمیدانیم فردا تا چه زاید
شکال جعد را محکم چه بندی | همی ترسی در فتنه گشاید
اگر عاشق شدی ای خواجه عاقل | هزاران درد و غم محنت فزاید — اگر تو عاشقی
خنک شامی و بس روشن صباحی | که سرخوش مست یار از در درآید
نظربازی محمد اهل دل راست
ولی دارای که تا خوبی رباید — باید

بحمدالله امید ما بر آمد | صباحی مست یار از در درآمد
به بسته در گشاده بند یکتا | برغبت با فراغت در بر آمد
قدم آنجا بسر شد ای بت من | سراسر آرزوها در سر آمد

چہ می پرسی مرا بت می پرستی بت من بت گراں را بت گر آمد
ابوالفتحا لِ عشق چوں دید
مرا معشوق من عاشق تر آمد

چو دردِ عشق درمانے ندارد مزید شوق پایانے ندارد
تو منکر عشق را اسمے مفرما کہ ایں گمراہ ایمانے ندارد
چہ داند طعم خمر و ذوق مستی مغ و ترسا کہ پیمانے ندارد
پریشاں کردہ جعد و سر سینے پس افتادہ است سامانے ندارد
بباید داد دل با دادہ دل را کہ بے جانیست جانانے ندارد
بود زیبا ز پیرایہ معطل چو صاحب حسن احسانے ندارد
اگر چشمے نہ بیند مردم خوب بہ بیں کاں دیدہ انسانے ندارد
چگونہ چشم بر بندم ز خوباں کہ باب القلب دربانے ندارد
محمد میکند دعوی محبت برین گفتار برہانے ندارد
ابوالفتحا بغیر بذل و ایثار
وصال یار امکانے ندارد

ہر کہ از درد من خبر دارد دست بر سینہ یا کمر دارد
آہ من ہر کہ در سحر بشنود تا دم صبح چشم تر دارد
شوخی چشم و فتنہ باز بود ہر کہ در کوے او گذر دارد
ہمچو من مبتلا شود یکبار ہر کہ بر روے او نظر دارد
ترک غمزہ اگر کشاید تیر سینہ را اہل دل سپر دارد
کبک رفتار اگر بلند پری مرغ دل را پریدہ پر دارد
جعد او باسریں چہ می بازد مار بر گنج کشیدہ سر دارد

شوخی چشم فتنہ باز بود
از
چہ می نازد

بروز دوشنبہ پنجم ذی قعدہ ۱۳۰۲ مرتب قلم شد

ای ابوالفتح عشق را بشناس
مرد عاشق کجا خبر دارد

دیدگان[1] را شراب خواهم کرد | جگر و دل کباب خواهم کرد
ترک خود میهمان بخواهم خواند | خدمتی جان شراب خواهم کرد
دست بر حید او نخواهم زد | خانمان را خراب خواهم کرد
لب او بازبان همی جوشم | شکری در گلاب خواهم کرد
ناصبوری خیال ذوق برد | نام او لعل ناب خواهم کرد
نفس را گر دریغ آید جان | نفس را احتساب خواهم کرد

خون دل را ز دیده خواهم ریخت
ناخنت را خضاب خواهم کرد

تا که با ماست[2] جان ما بوجود | یار از ما نمی شود خوشنود
من ز اندوه و درد و غم نالم | یار از لطف خود همی فرمود
تو کجا و وصال او ز کجا | هم برین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون بر | هر که با درد ساخت او آسود
راه وصلش درازی پایانست | مانده شد هر که راه را پیمود
با تو نقد است درد همواره | نقد بهتر نه وعدۀ بخلود

ای محمد نه مونسی است نه یار
هست اندوه درد و غم موجود

برد دل[3] را جان ترسا زاد | عقل را کند عشق از بنیاد
همه جا عدل راست انصافی | نیست در شرع عشق جز بیداد
لعل شیرین بکام خسرو ده | که شیرین[1] را سپرد بر فرهاد

[1] کوه شیرین سپرد

[1] این غزل را بروز دوشنبه بستم ذی قعده سنه [illegible] ھ بتعلم آوردند [2] این غزل را نیز بروز دوشنبه بستم ذی قعده سنه [illegible] ھ رقم فرمودند [3] این غزل را بروز پنجشنبه بستم ذی الحجه سنه [illegible] ھ افاده فرمودند

مرغ در دام عشق اگر افتاد　　زین قفس می نگردد او آزاد

هست امید[ن] راست خواستنش　　هر که تیرش بخورد او افتاد

ن‌ا نیست امید ز / وخاستنش

هر چه او را شود مزید جمال　　درد و اندوه من همی یزداد

ذوق دشنام یار برد از من　　راحت ذکر و لذت اوراد

ای محمد بجز تو کیست دگر

بندهٔ[ن] وقت باش از همه آزاد

ن‌ا بنده وقت از جهان آزاد

نمیدانم که آن بدخو برین مسکیں چها بازد　　سوار مست می آید سمند حسن میتازد

غبار از سینه می خیزد دخان درد میسوزد　　مگر آن شهسوار من بمیدان گوی میبازد

همه عالم نظر دارد بجاه و مال خود اخر　　چه عیب است گر جوان من بحسن خویشتن نازد

تعالی الله نگارینا[ن] چنان موزون و زیبائی　　نداند[ن] جز خدای من چنین نقشی دگر سازد

ن‌ا نگارا / ل تواند

لب لعل و سیه خالے حبش باروم یکجا شد　　زہے مسکین دل بیدل دو لشکر یکطرف تازد

اجازت بوسه گر یابد محمد عاشق بیدل

همه معذور می دارش ز مستی گر لبش گازد

ترا[ٔ] از حال من آگه نباشد　　بسبیل درد را هم ره نباشد

کسے[ن] را گر هدایت عشق کرده است　　همی گمره طریدالله نباشد

ن‌ا کو را

بباید خود رود بے موجب عشق　　ولے در عاشقی گمره نباشد

بجان و دل اگر حکلے کند یار　　حریق سوز غم را نه نباشد

جفای یار بر چشم و سر ماست　　ز جور یار ناله ره نباشد

برین شکل و روش سروے ندیدم　　چنین حسن و نمک در مه نباشد

چه کو دارد ز نخدان تو ما را　　بر آن غوری بابل چه نباشد

به عاشق هر چه از معشوق آید　　بجز نخ بجر خه نباشد

ا سید اکبر حسینی این غزل را در ملفوظ رجوامع الکلم، روز شنبه بست و پنجم ربیع الاول سنه ۸۰۳ مندرج کردند

۲ ایضاً ایضاً

اگر طوفان آتش سر بر آرد | بتاب او تنے چوں کہ نباشد

محمد نیستی مردان عشقش

دوائے درد تو جز او نباشد

امروز آں نگار جمالے دگر نمود | عارض زدہ است و سمہ و پردہ ز رخ کشود
یک خندۂ کشادہ جہاں را حیات داد | یک چشمکے بہ بست جہاں را نمک فزود
رخسار گلبن است لبش شکرے نمود | اے اہل دل بگوئے تو بر مصطفیٰ درود
سوز فراق شمع رخے جان و دل بسوخت | پروانہ وش بر آرد آتش ز سینہ دود
ہر جا کہ ہست اہل دلے مبتلائے او | ہر جا کہ خوبروئے او را کند سجود
خال رخش کہ دید کہ از دین خود گشت | ترسا شود مسلمان مسلم شود جہود
یک بوسہ کہ یافت از آں لعل مے چکاں | مستانہ گشت ہر دم در رقص و در سرود
گر اہل ہند بیند ترک خطا ختن را | از دین بت پرستی توبہ کند ہنود
از قامتش چہ پرسی سرویست راست او | جعد و سرین چہ گویم مارے بکوہ جود

یک چشمکے نہانی بو الفتح را بہ بخش

بے کوری رقیب علی رغم آں حسود

مرا با ماہ روئے یارئے بود | شبے ہم بگذرد شب کاری بود
از و ناز و کرشمہ سرفرازی است | ز من بیچارہ عجز و زاری بود
نباشد بدورش عزت کسی را | مرا بارے درآں کو خواری بود
اگر دربان نہادہ پیش من چوب | و لیکن با سگش غمخواری بود
بیک بوسہ دو جامی پر بہ پیمود | حریف و شاہد و میخواری بود
اگرچہ غمزہ تیرے بر جگر زد | ز لطف لعل او دلداری بود
محمد نیک ژولیدہ خماریست | مگر با مہ رخے بیداری بود

؎ حضرت سید اکبر حسینی ایں غزل را در ملفوظ (جوامع الکلم) روز شنبہ بست و پنجم ربیع الاول سنہ ۸۰۳ درج کردند

درد عشق

حدیثِ عشقِ من افسانہ شد | مثالِ سوزِ من پروانہ شد
ہر آں کو دید زلفِ پاکشانرا | سراو گشت و ہم دیوانہ شد
عجب قہرے کہ دارد عشق یارب | یکایک آشنا بیگانہ شد
فلاں زاہد لبِ میگون او دید | شراب درد را پیمانہ شد
شبے جدش بخفیہ برکشیدم | عجائب قصہ در ہر خانہ شد
چناں رنجور از دستِ تنِ من | کہ بہر درد و غم نشانہ شد

محمد را ز حال او چہ پرسی
ضعیفے ناتواں غمخانہ شد

بیوم

گر یار مرا کنار آید | در وقتِ خزاں بہار آید
گر ناز و کرشمہ ببازم | او عجز کند کنار آید
بر بستہ در و کشادہ سینہ | . بہر خندہ بوسہ بار آید
مستے بمراد نارسیدہ | • اندر بر ہوشیار آید
او خواہد و من نخواہم اورا | من عاشق و او بکار آید
کاریست میانہ دو مردم | کز سیومی ہمہ فگار آید

یارے کہ بکار کار ناید
آں یار بگو چہ کار آید

مائیم بیک خیال خورسند | مائیم بہ بند یار در بند
صد شکر خدائے آسماں را | مارا کہ دریں خیال افگند
نتوانم بے جواں خود زیست | اے خواجہ مدہ مرا چنیں پند
اے زاہد پند گوے اسکت | نتوانم دل زیار بر کند
بگذار کہ روے خوب بینم | ذوقے بکنیم روز کے چند

بیهوده مخور غم جهاں را — روزے دو سه خوش باش مخند
در عشق اگرچه درد هجرانست — صد ذوق و خوشی درو ست اگند

بوالفتح بگوے کای محمد
ما ئیم بیک خیال خورسند

مسلماناں مرا فریاد فریاد — نکرده است آں مرا گاہے دلم شاد آں
همه کس در خوشی و ذوق و مستی — مرا مادر براے درد و غم زاد
ز تو جور و ستم تسلیم از من — قضا را ایں چنیں تقدیر افتاد
ز من از لذت دشنام خوباں — پریشاں شد همه تسبیح و اوراد
مرا از آتش هجراں امید است — که سوزد خاک سازد تا برد باد
غبارے او فتد شاید براں در — بدیں دولت بگردم از غم آزاد
چناں از سقف چشمم میچکد آب — همی ترسم فرو افتد ز بنیاد

صفاک الله ز درد و محنت و غم
سلام الله محمد را ست یزداد

جور و جفا و یاری با یار یار باد — درد و عنا و سوزش و غم برقرار باد
آں سرو قد مارا واں مو دراز مارا — عمرے بروز و سال و مه بیشمار باد
آنکس که رنج دارد و رنجور خواهدم — شادی بروزگارش و قوت بکار باد
ما ئیم و درد عشق که با وصل نیست کار — وصلش هوس نداریم و غم برقرار باد
شادی بروزگار جواناں عشق باز — گر وصل هست رنج و رنجے بکار باد
دو چشم آهواں را غمزه است تیزتر — ما را بسوز و درد و غمت افتخار باد
هر بره که در پس آں کج سرین رود — در کوے عاشقانش همی سنگسار باد
او را همیشه عزت و با سرکشی غنا — ما را هماره بر در او افتقار باد

۔ بروز پنجشنبه ششم ذی الحجه سنه … بقلم آوردند

بوالفتح را چه پرسی زاندوه درد و غم پرورده همین است همیشش استوار باد

آن وعدهٔ وصال که کردی وفا بکن

جان و دل محمد در انتظار باد

دل و جانم فدای آن جوان باد کز و جان و جهانی گشته دلشاد

خرابی های ما زان لعل میگونست خرابی ماشو و زین باده آباد

ندارم رنجشی از زید و از عمرو مرا از دست خود فریاد فریاد

من آن بنده نیم کز بندگیت بتحریر تو خواهم گشت آزاد

من از تو رو بدیگر کس نیارم تو خواهی جور کن خواهی بده داد

ترا حسن و نمک هر روز افزون مرا اندوه و غم یزداد یزداد

محمد باشدی زین غم رہی ہم

مگر که وارہم زین محنت آباد

رباعی

جعد موزون بدام ما بکنید لعل میگوں بکام ما بکنید

رباعی

گر لبی بوسہ زند به لبی بوسه را نام من بکنید

ای جوانان چو باده بخش کنید فضله زان بکام من بکنید

چشم آہو که کرد شیر شکار حیله سازید رام من بکنید

وعدهٔ وصل کرد چاشت گہی چاشت را زود شام من بکنید

نامه گر بسوئش بفرستید بر سر نامه نام من بکنید

ہر دیدن ہلال ابرو را تا توان دید نام من بکنید

ای جوان پیر را بکن رحمت ذوق مستی مدام من بکنید

رباعی

شاہدی را کنیز کم سازید می فروشی غلام من بکنید

تا زید مست خوش محمد تو لعل میگوں بکام من بکنید

درختِ عشق بے گل بار نبود　　ثمر تلخ است گل بے خار نبود
بوقت کارگر یاری نکردہ است　　تر آں یار ہرگز یار نبود
شبے گر مہ رخے در بر بغلطد　　بجز ذوق و خوشی در کار نبود
عجب کارے اگر عشقے ببازی　　پس انگہ درد و غم انکار نبود　　ن افگار

کسے کو عاشق است فارغ نباشد
خوشی شستہ محمد وار نبود

مرا زلفِ تو ہر بارے و بہ بند　　کہ ہم در بند شاداں باد و خورسند　　ن بہ بند باش
دہم دشنام مارا گو ثنائے　　زنم چندے قفا تو خوشترے خند
بدستِ خویش اگر تیغے برانی　　بفرق تو شود بر دوست اسپند　　ن برہم
من از غم بودہ ام ساحل گرفتہ　　بیاید عشق در غرقاب افگند
دل من مبتلائے آں جوانے است　　کہ سرو راست رفتار است کز بند　　ن جوان است
محمد پیر گشتی توبہ کن　　ترا تا کے بچہ بازی و تا چند
چہ گویم با تو من اے مرد نادان　　ندارم من دل و جاں آرزومند
مگر کہ گاہ مردن آیدم خصم　　بصورت امردے خوبے خداوند
کشیدہ آستیں بالا بخصمی　　کمر بندے ز زر کردہ کمر بند
زہے جاں کندن شیریں در آنحال　　چنیں جاوید دولت بر کہ بخشند
اگر جاں را بدست او سپارم　　زہے عاشق کہ من باشم خردمند

مرا در گور مونس نیست جز وے
کہ از وے جملہ غمہا شد پراگند

دل استاد من ہر چہ مرا از لطف فرماید　　بداماں گیرمش در بر کہ ہر چہ از دوست می آید
چنیں حسنے کہ تو داری نمک چندیں ترا کہ ہست　　ہمہ عالم فدا سازی بحق الحق ترا شاید

بحمد اللہ چنانستی ہمہ کس در ثنائے تست | وگرنادر رود جسمے کہ خوباں این صفت باید
اگر عاشق کہ دگر عاشق کہ از گاہے بیار دنا ز بازی | ندانی کوز نوسیرت زفرط عشق گر زاید
ملامت گوئے بیحاصل نمیداست حسن وزیب تو | زباں آلودہ تردار و بدانکہ ژاژ میخاید
بہر ساعت کہ می بینم مزید ابتلا باشد | بلاے درد وغم لا بد بہر روزے دگر آید

محمد مرد عقلستی چرا دیوانۂ عشقے
کہ ترک جان و دل گفتن مرا اخواجہ بفرماید

دل از سوداے زلف یار ناسود | ازیں سودا اندیدہ ہیچ کس سود
زبانش راخوش آنکو سود بگرفت | مگر آں شخص ازیں سودا بیاسود
نظر بر چشم خوباں فرض عین است | کہ روشن می نماید عکس مقصود
ز ہیبت عشق از دو رخ مداں کم | بر آرد از دمار عاشقاں دود
پناہ سایۂ سروے نشینم | کہ سدرہ ہست ہمہ آں ظل ممدود
ترا گر حسن ہر روز است افزون | مرا ایں درد وغم اندوہ افزود
ز وصل او زمانے بر نخوردیم | ولیکن درد او ہمواره موجود
محمد عشق بازی شیوۂ تست | شود ہاں عاقبت کار تو محمود

نو د گشتہ است عمرت اے ابوالفتح
رسیدہ با نود در حکم مقصود

یار من شہر گیں است چہ تواں کرد | کودکے نازنین است چہ تواں کرد
طلب وصل زو میسر نیست | دلبرے پرزکین است چہ تواں کرد
او نداند کرشمہ کردن لیک | خلقش ایں چنیں است چہ تواں کرد
بوسہ چوں بخواہم از لب او | غمزہ اش در کمیں است چہ تواں کرد
چشم ازاں رخ چہ گونہ بر بندم | دیدنش عین دین است چہ تواں کرد

پند گویا زپند خود باز کسے | بے رخش دل حزین است چہ تواں کرد
نقش او بر جبین جان و جہاں | ہمچو خاتم نگین است چہ تواں کرد
عالمے از جمال او بر خورد | خواجہ شیطان لعین است چہ تواں کرد

از پئے کہ سرین وجعد دراز
میر ما وا نسین است چہ تواں کرد

خوبرویاں اگرچہ بسیار اند | شیوہ و شکلہا بسے دارند
ہر کسے شد اسیر ہر شکلے | ہر یکے در خیال و پندارند
آنکہ عاشق جمال مطلق شد | از تعین شخصے بیزارند | تشخص
جز یکے درمیاں نمی بیند | واں یکے در یکے یکے دارند
خال و رخسار او قرین رہند | کفر و ایماں ہمارہ در کار اند | یقین دہند نسخ فریب دہند
دیدۂ اہل درد و غم زدگاں | ہمچوں ابر بہار می بارند

اے محمد تو عشق بازنہٗ
عاشقاں ہر نفس گرفتارند

ہر کہ در بحر عشق غرق افتاد | گوہر شب فروز و تش داد
نام مجنوں بلند لیلےٰ کرد | حسن لیلےٰ رواج مجنوں داد
خوب را اے خدا اے خوار مکن | شاید بے مفلسے رسد بمراد
در فغانم ز دست آں خودکلم | می کند ظلم و می نہ بخشد داد
عشق آمد مراز دولت او | محنت و درد و سوز و غم زیاد
می کشم جور و می خورم اندوہ | پیش ہر کس نمی کنم فریاد
با چنیں روے خوب و خلق دگر | مادر دہر کود کے کم زاد
نیست جائے کہ نیست از و خشنود | نیست آں تن کہ نیست از و دلشاد

اے محمد زکن مکن بگذر
یار را بندہ باش خواہ آزاد

شراب عشق را خفیہ بنوشند | متاع زہد را پنہاں فروشند
زمانے خوش بوقت خویش باشند | برائے دی و فردا ہرچہ کوشند
چرا بجرے بوقت خود نگردند | چرا چوں چشمہ کوہے بجوشند
زہے ذوقے خجے مستی بلے وقت | کہ مے با یار نوشند و خروشند
برائے یک نظر بر روے خوباں | بسے پیتاں محنت را بدوشند
دلا برخواست حق میدہ رضائے | کہ بر راندہ قلم بیہودہ کوشند

محمد یک نفس آرام و انجام
کہ پیتان عقیمہ را ندوشند

خداوندا خداوندا بدہ داد | مرا از دست من فریاد و فریاد
جہاں جملہ بکام ما عجب نیست | ہمیشہ درد و غم یزد او یزداد
خیال جعد او بس گنج شیں را | پریشان میکند از کار و او راد
دلم تا شد اسیر آں دو گیسو | ز بند بندگی شد پاک و آزاد
زدم دستے بسودم بار پستان | ازیں راحت دلم با سینہ بکشاد
تعالی اللہ کہ عشق سرو قداں | بگویم راستی بو الفتح یزداد

ہمہ عالم بذوق و خورمی خوش
محمد ما در ت از بہر غم زاد

کش بر سینہ قرار آں دل نماند کش سر امن و قرار بود | گوئی ہمیشہ غم زدہ روزگار بود
لب بر لبش زدم کہ از اں برخورم مگر | آنجا ہمہ خیالے و وسے بکار بود
از حاصل محبت و عشقش چہ پرسیم | درد و بلا و محنت و رنج و فگار بود

زہے ذوق
خرم مستی

خیال جعد او بس گنج شیں را | پریشان میکند از کار و او راد

در بوستان عشرت خود کرده ام گذر　　میوه گلے نبود ہمہ خار خار بود
بودم بیک شراب کہ یک بوسۂ لبت　　مست و خراب کرد ترا خود خمار بود
تیغے کہ دوش بر سر من بر زدی زخشم　　کاں سر زتن برفتہ دریں انتظار بود
عمرے کہ بر در تو ابوالفتح خوار زیست
باللہ کہ سروری وہمہ افتخار بود

شمع رخسارے مرا پروانہ کرد　　لعل میگونے مرا مستانہ کرد
چوں او بشنید ہر کہ در زماں　　دفترے بنوشت خوش افسانہ کرد
اے کہ می پرسی چرا دیوانہ　　زلف خود را گو چرا دیوانہ کرد
آشنائی با فلاں کس کم کنی　　کاشنا را او زخود بیگانہ کرد
من سرود حجلہ میگفتم شبے　　آں عروس مست من فرغانہ کرد
کیست کو جانہا پریشاں می برد　　یار دانم زلفِ خود را شانہ کرد
من نخوردستم عرق نے آب جو
ای محمد لعل او مستانہ کرد

محمد عشق را ہنجار باید　　طریق جادہ بس ہموار باید
بروں شد را بہ بیند درون ہم　　گریزگاہ را در وار باید
اگرچہ خوبرویاں نیک خوبند　　جفا و ناز ہم در کار باید
ازاں لب بوسۂ گر شد اشارت　　ازیں سو کارے افگار باید
مرا شیریں زبانی از کجا شد　　لبِ معشوق شکر بار باید
محمد عشق بازی شرط کار است
ولیکن عشق را ہنجار باید

جز جعد تو اے جواں دلبند　　در خانۂ دل بلا کہ افگند

ع
بہ بیند جلد (؟)
در وار نیم (؟)

شمع رخ من ہمارہ می سوزد — جان و دل من فدات اسپند

ہر شام مراست گریہ و رنج — تو صبح صفت کشادہ می خند

آں جعد و سرین است کوہ و مار است — مارے است سیہ بکوہ الوند — سرینت

ایں مردن من ز عشق تا کے — ویں ناز و کرشمہ تو تا چند

با ذیل تو دل چناں بہ بستم — چوں خرقہ صوفیاں بہ پیوند

تو عیب بتاں چنیں چہ بینی — گر زشت مزاج تنگ چشم اند

حسن و نمکے کہ در تو افزود — سوز دل من بکرد صد چند

بوالفتح سخن ز لعل کم گو

بتراود آنچہ ہست در آوند

حسن تو اے نگار مرا عشقباز کرد — شکل تو اے سوار مرا ترکتاز کرد

اے ہر کہ دید قبلۂ ابروے آں جواں — از قبلہ باز گشت بسمتش نماز کرد

آں قد ہمچو سرو رخ لالہ فام تو — از کشت و باغ سرو مرا بے نیاز کرد — فام

وی بادہ خوردہ مست و پریشاں ہمی گذشت — دنبال او نمودم و او احتراز کرد — گرفتم

الطاف اوست عام ولیکن مرا خصوص

دشنام چند داد ز خلق امتیاز کرد — ابوالفتح را

اگر یار ما ہستی خردمند — مدہ دیوانہ و سرمست را پند

مرا در گریہ و اندوہ میدار — تو با بیگانگاں خوش باش می خند

ز من آسودہ تر دیگر نباشد — کہ ہستم من بدرد و رنج خورسند

شکال جعد تو بندیست محکم — کہ در ہر پیچ اش چندیست در بند

کمند جعد تو دامے دراز است — بہر حلقہ دو صد شہباز افگند

جفا و ناز تو این گریۂ من — نظارہ کن میان روز کے چند

نہ من مانم نہ تو نے نازو گریہ بماند جز کہ بوا ز عود و اسپند
شدم پیر کہن در عشق بازی مرا توبہ نمی بخشد خداوند
اگرچہ آشنائے بحر عشقیم ندیدم عشق را اندازہ آوند ن۳ عشقم
سرم در گرد پائے مادرے باد کہ زادہ چوں تو زیبا روے فرزند ن۲و۳ دارد
چو مرغ وحدت اینجا کرد پرواز کمن کن را بیکبارہ پراگند

یکے کفرے دگر بنگر نہانی
محمد با بتاں خوش ہست و خورسند

کہ دید آں چشم تو وانگہ بہ غلطید کہ زود ستے بجعدش بش بہ پیچید ن۳ کہ بجعدش سر بہ پیچید
کرا با جعد تو افتد سروکار ہمارہ چوں سیہ مارے نہ گردید
کہ زد بوسے بہ لعل تو نشد مست شدہ دیوانہ در میخانہ گردید
گدائے بر سر کویت گذر کرد کہ از ہر دو جہاں یکبارہ پرید
حریف من شبے سرمست آمد سرے بر زانوام بنہاد و غلطید
بخفت و بخت من بیدار بودہ است چگویم تا چہا چشم و لم دید
شدم در باغ و باغی خفتہ بودہ است چگویم تا چہ گلہا جان من چید
ہمہ دیدم صفا و روشنائی مگر نورے زروے یار دزدید
محمد را بپرس از عشق بازی کہ او از جد خود احمد بپرسید

بگفت ای کودک شائستہ من
زہے کارے کہ آں فرزند گزید

آں جواں من جواں ارجمند من یکے محتاج و مسکیں دردمند
من کیم تا لاف یاری اش زنم ای ہزاراں بر رخش چوں من سپند
رسم رسوایاں مرا خوش آمدہ است نیکنامارا بدابر ما بخند

کیست کو بر پائے سروے پست گشت — تا کرا باشد چنیں بختے بلند
ذل و خواری کس نکردہ است اختیار — بضرورت تقدیر حق مار افگند
عشق بازی اختیار من نبود — ہر کجا[ن] خواہند سر خود نہند
ما بہ پیش کس فرو ناریم سر — لیک جعد تو مرا شد پائے بند
ہر کہ عاشق می شود دیوانہ است[ن] — تو بزنجیر سر زلفش بہ بند

ن ہر کرا خواہند بر سر می نہند

ن است

سید ابو الفتح یا وہ مے رود
گرد آور زان وجدم چوں کمند

گرچہ ہستم سر فرازے[ن] ارجمند — بندہ گشتم من ترا اے دل پسند
دوستی سرو قد گلعذار — گلبن عیش مرا از بیخ کند
من اسیر و مبتلائے ماندہ ام — نیک خواہانم چہ می گویند پند
پیر مردے عاشق یک کودکے است — بالضرورت گشتہ است او ریش خند
مرداں خود جان خود در باختند — بر رخ خود برقع میداری تو چند
از خیال خال زلف و روے تست — صوفیاں کاندر سماعے می جہند

ن سر فراز و ارجمند

ای محمد گر تو عاشق گشتہ
ہمچو من دیوانہ باش و ہم لوند

آتش عشق و محبت در دے کا فروختند — جان و تن با سینہ و دل ہمچو کاہے سوختند
در بر ہر کس قبائے و کلاہے بر سر است — ژندۂ درد و بلا را بہر ما ہم دوختند
اوستاد عشق و پیر درد از مہر و کرم — صبر بر جور و جفائے دوستاں آموختند
اے خوشا مرداں جوانمرداں راہ عشق او — از برائے درد و غم را دین و دل بفروختند

ای محمد ہمچو پروانہ بسوز از شمع رخ
آتش عشق و محبت در دلت افروختند

بیچارہ وے کہ مبتلا شد | تو تش ہمہ محنت و بلا شد
اے ہر چہ کہ بود ناسزایش | عشق آمد و ناسزا سزا شد
عاشق نہ بود بہ شرع ماخوذ | عشق آمد و ناروا روا شد
این آتش عشق سوخت جملہ | یارب ہمہ خیر و شر کجا شد
اے ہر چہ کہ بود دُرد و تاریک | عشق آمد و روشن و صفا شد
ما جملہ جہاں بیک پیالہ | داد یم کہ درد را دوا شد
یارب کہ چہ دارد آں عشق | بیگانہ کہ بود آشنا شد
مرغے کہ صبور بود و زاہد | عشق آمد و مرغ در ہوا شد
عشق آمد و رفت ہر چہ با ماست | کاں غم و محنت و بلا شد
اے یار بیا کہ من برفتم | جان و دل و دیں ہمہ ترا شد
اے ہر کہ نباخت عشق بازی | او زادہ نہ ، در کش چرا شد
تا لذتِ درد عشق گیرد | بر زینت خمر ابتلا شد

گرد آر زبان خود محمد
کایں قصہ حریم کبریا شد

شرابے خورد و خوبے خوب تر شد | ہر آنکو دید اوراے بے خبر شد
ز شوخی چشم مستان است غلطاں | رخش چوں لالۂ تر تازہ تر شد
خراماں میرود سینہ کشیدہ | ہر آنکو دید دستش در کمر شد
سیہ خطے کہ گرد رو بر آمد | تو گوئی سبزہ گرد غنچہ بر شد
وگر ہم نسبتے کردم تو بشنو | تو گوئی کلف بر روئے قمر شد
ہر آنکو قبلۂ ابروئے او دید | ورا محراب بر سمتِ دگر شد
گر از لعلش چکید یک قطرۂ مے | جہانے مست گانہ بے خبر شد

هر آن تیرے کہ زاں غمزہ کشاید   جگر نیشانہ سینہ چوں سپر شد

جمال تو دگر حسنے نمودہ

محمد را غزل وزن دگر شد

ز چشم مست تو عین الیقین شد   کہ ہر کہ دیدہ اش بے عقل و دیں شد

ہزاراں آفریں با دا بریں دل   کہ با درد و غم تو ہمنشیں شد

اگر لطفے کند لعل لب او   چرا غمزہ ترا اکبری و کیں شد   ن ۲ و ۳ پر از کبری

ز بوے جید و جیب و دامن او   چمن با مشک و عنبر عنبرگیں شد

سلام اللہ ای ساقی غمہا   بدہ پر پر کہ قسم ما ہمیں شد

من از سودائے ایں خود سود کردم   زیان جان و جاہ و مال و دیں شد

محمد از کہ شد رنجور و لاغر

غمم شادیست و رنج من ہمیں شد

دل عاشق اسیر یار باید   تنش آزردہ و افگار باید

لبش خشک و دو چشمش تر ببینی   برنگ زعفراں رخسار باید

با آہ سرد و سینہ گرم یابی   تنش لاغر نزار و زار باید

غذاے او نباشد نان و آبے   بخوردن خون دل در کار باید

ہواے گلستاں او را نباشد   خوشی و گشت او در خار باید

دلش غمگین و سینہ پارہ پارہ   تنش رنجور و پُر آزار باید

بباید تا کشد او جام مستی   براے درد و غم ہشیار باید

ہمہ رہ عاشقاں صائم بمانند   بخرمائے لبت افطار باید

محمد عاشقاں گمراہ باشند

براے گمرہی سر کار باید

تعالی اللہ حسینی بر من خدا کرد | کہ محبوب مرا از من جدا کرد
چگویم بر کہ نالم از کہ پرسم | نہ گردن کہ این جملہ خدا کرد
مسلمانان مرا فریاد فریاد | حزینے ہم بدرد من دوا کرد — ن کہ مرضعم
شبے با ماہ روئے بودہ آم خوش | طلوع صبح ما را در بکا کرد — ن خوش غنودم
فراق آن کلہ پوش قبا دار | قمیص ہستی ما را دو تا کرد — ن قبا پوش وکلہ دار
ز درد و غم نبود ستم شعورے | وے آن نظرۃ الاولے بلا کرد
ہوائے وصل تو ما را سبک ساخت | لطیفے ناز کے مثل ہوا کرد
نکرد ست ہیچ کس با من وفائے | مگر کہ درد و غم با من وفا کرد

ز درد و غم محمد برخوری تو
بہ برخورداریت مادر دعا کرد

آن چشم مست او کہ دلم را خراب کرد | تن را نزار ساخت جگر را کباب کرد
چشمش نگر کہ ہر طرفے لحظ می کند | غلطید نفش بہ بین کہ جہانرا زار باب کرد — ن خراب
یکبوسہ با کنار از و کردم التماس | دو شے و چشمکے زد و سر د جواب کرد
از لطف خود نہاد زبان در دہان من | آوند خشک سوختہ را پر گلاب کرد
وعدہ بکشتنم کہ نمودی درنگ چیست | رحمت خدا بر او کہ بکارم شتاب کرد
تیرے کشادہ بود بسمت شکاری | بر سینہ ام خطا شد و ترکم صواب کرد

اے چشم روسیاہ چہ تر دامنست شوخ — ن این
بوالفتح را بیک نظرے بس خراب کرد

یار آمد بوسہ ستم زد | شہ آمد و طبلکے کرم زد
خوش وقت کسے کہ جام عشقش | بر خورد و پیالہ دم بدم زد
ہر ہر کہ بدرد و غم برافروخت | در ملکت عشق او علم زد

اے ہر کہ بدید لعل میگونش — خمارہ تمام را سلم زد

او دفتر عشق ہر نوردیست — بر ہستی و نیستی قلم زد

او قایل صدق و راست کاریست — آنکس کہ وجود بر عدم زد

معشوق بہ پیش او خود آید — در عشق کسے کہ یک قدم زد

از لطف کسے کنار بخشید — وانگہ لب بر لبسم بہم زد

از صحن نبرد گوے او برد — خود را کہ زکمتر انشش کم زد

ما ہیچ حدیث را ندانیسم — عشق آمد و جملہ را و کم زد

بوالفتح مست آں خیالم
دوست آمد و بوسۂ ستم زد

دلت تا بر رخے چوں مہ نباشد — ز درد و سوز غم آگہ نباشد

ہمہ در میہمانی یار گردند — بوقت درد یک ہمرہ نباشد

اگر با کودکے پیرسے نبازد — بریشش جز ہمہ قہقہہ نباشد

پس از دیرے وصال یار یابند — ز بس لذت بجز خرخہ نباشد

گزیند گر بکار ما جدائی — بجز اندوہ و دردوہ نباشد

جہاں این چنین بے عاشقے نیست — عروسے این چنین بے شہ نباشد

ہزاراں آفریں بر صانع تو — چنیں صورت بدرد زہ نباشد

ہوائے خود اگر مرغے پریدے — ببام آں مہ من رہ نباشد

اگر بوسے ز لعل او بخواہم — از و جز غمزہ و جزنہ نباشد

وے کاقند فروکوے زنخدانش — بوسعت عیش آں خود چہ نباشد

محمد عشق باز نیستی تو
ترا از درد و غم آگہ نباشد

منت خدای را که مرا عشق باز کرد | از دل قرار برد و تنم را گداز کرد
چشمش که فتنه بازد و غمزه که خون خورد | جعدش که دل رباید و قصه دراز کرد
هر کس که دید قبلهٔ ابروی آن نگار | محراب را گذاشت و بهانسو نماز کرد
هر کس لب خراب ترا جام باده کرد | سر سینه را کشید بسی سرفراز کرد
ق برکس که آن خراب
تو عشق را مدان که کم از دیو یا پریست | بر هر که شد مسلط گمراه ساز کرد
ای خواجه مقام که از جان و سر بخیز | کار قمار باز بحق پاکباز کرد
هر محنت و جفا و ستم بر تو میرسد | در بوسه بدانی او زخم کار کرد

بو الفتح عشق بازی و انکه گمان زند
او عشق باز نیست از و احتراز کرد

منت خدای را که مرا عاشق آفرید | بهر غمان و گریه و اندوه برگزید
شبها گذشت روی عنون ندید چشم | گویی که آشنایی زین آشنا برید
هر یک برای چیزی حق آفریده است | ما را برای محنت و درد و غم آفرید
دلال شوق عشق چو بازار گرم یافت | جان و دلم بداد و دلاشن بها خرید
تیری که ترک عشق بسمت دلم کشاد | دل عزو بی نمود که جان را سپر کشید
بلبل بباغ غنچه و از درد گل گریست | از آب چشم بلبل گل هر طرف دمید
درسر اگر ندارد به چشم رسم عشق | ابروی را بگو که چرا تیر تو خمید
بر در فتاده کشته معلوم نیست قاتل | منکر چه می شوی تو که بر نعل تو چکید

بو الفتح شیخ کهنه و این تحفه تر به بین
بر شوخ کودکی که برغبت شده نوید
ل مزید

ما را حیات بی تو میسر نمی شود | جز نقش تو بسینه مصور نمی شود
تقدیر خواست چون تو مثالی دگر کند | آخر به فکر و دیده میسر نمی شود

چیزے با نہائے کمالات خود رسید — برو ے مزید نقصان دیگر نمی شود
حق التحقیق است کہ اللہ قادر است — نقصان عقل ماست مقر نمی شود
بے نور آفتاب و بے روئے شب چراغ — ایں کلبۂ ظلام منور نمی شود
ایمان و کفر ہر دو زایند ز ازل — طاعت گناہ ہر دو برابر نمی شود

مارا دلے کہ بود بدلبر سپردہ ایم
نساخ را نسخ مکرر نمی شود نخ برافتح

مرا با جعد تو کارے چہ افتاد — دل و جان و تنم قربان تو باد
خیال وصل تو با دصبا ہم — مرا خوش کردہ بیدار ند برباد
پریشاں کرد گیسوے تو دل را — بغارت برد ہر از کار و اوراد
سرین و قد تو طوبی است و بستان است — کہ ورشنید بجز ابدال و اوتاد نخ ولقبان
دل من برد و کرد اغماز و انکار — مسلماناں مرا فریاد فریاد
نہال قد او یارب بلائے است — مرا برکند از بیخ و بنیاد
بخندائے زاہد و شیخ و مذکر — مرا با رسم رسوایاں خوش افتاد

تراہست عشق بازی رسم معتاد
محمد تو ہمیں خواہ از خدا داد

دل و جانم فدائے آں جواں باد — کز و ہر جانبے شوراست و فریاد
یکے گوید کہ دل از دست من برد — دگر گوید کہ جانم داد برباد
چہ نالم پیش تو از ظلم و جورش — چہ گویم گر ستم کاریست و بیداد
چہ بنائی جفا ہر لحظہ زاں چشم — نہادی خانۂ بیداد بنیاد

بدست بیوفائے ام گرفتار
ابوالفتحا مرا فریاد فریاد

بے نیازی نازبازی میکند | تو نیازی جاں گدازی میکند
جملہ دیہا را بیغمامی برد | لشکری ترک و تازی میکند
سرورا پامال می سازد بباغ | بر گلستاں سرفرازی میکند
عشق او بر جان مسکینم بباخت | با کبوتر باز بازی میکند
لعل بخلے میکند یک بوسہ را | دل بہ وہمش کارسازی میکند
عاشقے کو جہد او را میکشد | دست بر یارے درازی میکند

اے محمد مرد عشق او نہ
بی نیازی نازبازی میکند

دردے کہ دوا پذیر باشد | دل طالبے و بجاں گزیر باشد
جانے کہ ز عشق مبتلا شد | او روشن دل بصیر باشد
چشمے کہ ز خوب یار بستہ است | بینا نبود ضریر باشد
یک لحظہ نظر ز خوب روی | اندک نبود کثیر باشد
از دیدن چپ و راست غم نیست | محبوب چو در ضمیر باشد
مجنوں نہ کند نظر بخوبے | لیلیش چو بے نظیر باشد
او سخرۂ کودکاں بد خوست | گر عاشق مرد پیر باشد
از گشتن پایمال غم نیست | گر سرور دستگیر باشد
شاہے و شہنشہے است آں دل | کو جہد ترا اسیر باشد
بر دست کشی چہ زہرہ داری | گر جہد پائے گیر باشد

دلجوئے بجاں گزیر باشد

بوالفتح تو خوار آں درستی
ایں خوار روے امیر باشد

ہر کرا در عشق قوت شود | نفی ہستیش باثبوت شود

دشنش[۳]

زلف او را مثال افعی داں | ہر کہ دشنے زند یموت شود
گر کشاید زباں لب شیریں | افصح الناس در سکوت شود
بیت و شعرے کہ ذکر جعد درآں نیست | خانہ اش افضل البیوت شود
کہ سے بناہر آنکہ در پیش تست | پیشگی سنگسار کوت شود
مہر و مہ را نظیر و فرقے نیست | ور بود در روشنی روت شود

اے محمد ز وصل و ہجر رہد
ہر کرا درد عشق قوت شود

عشق باز اشراب باید خورد | مست و مدہوش ہیجا باید مرد
گر بخواہی ہمارہ باشی مست | لب خود بر لبش بباید برد
نیست مقصود بادہ جز مستی | خواہ صافی بنوش و خواہی دُرد
غیرت کبریا بر آید گر | چہ نبی و ولی بزرگ چہ خورد
عاشقاں را بدہ محمد پند | کہ بشب و روز بادہ باید خورد

اے نظر باز اہل دل کہ توئی
میر بوالفتح گوز میدان برد

عاشقے کو شراب بر نخورد | خویشتن را بدست می سپرد
پردۂ کبریای عزت را | زور مستی وے فرو بدرد
عاشقے صادقے است و نادر | کز پے یار خود ز خود ببرد
عاقبت خیر بادہ نوش سماست | مست و بیہوش در خمار امرد
ہمت تو ترا روا دارد | کہ دہ دین و آں جہان نخرد
طائر ہمت تو تیز پر ست | ہم از اں در در آورد بپرد
اے محمد بلند ہمت باش | عشق را قوت کرد تا نخرد

[۳] مدہوش در خمارہ مرد

بلبلے باش گلبناں رابوے
نے خرے کاخرے فتادہ چرد

گر یار رہ صفا گذیرد | در دِ دلِ ما دوا پذیرد
آنکس کہ شہید عشق گردد | زاندوہ درد و غم نمیرد
سر حلقۂ پیشوا ے رندانست | آنکو پس جعد یار گیرد

بوالفتح امید ہا بر آید
گر یار رہ صفا گذیرد

حسن رخ تو جمال افزود | جان و دل و دیں تمام آسود
یک لحظہ بچشمکے کہ دیدی | جاں را برسید عین مقصود
سرمست خراب کرد آں لب | از دور اشارتے کہ بنمود
اے وا اے ہزار وا اے بر تو | گر یار تو نیست از تو خوشنود
عشق آمد و رفت عیش و عشرت | صد محنت و رنج و غم بیاود
بنیاد نہاد عشق بازی | جز درد و بلا نبود مقصود
اے عاشق خوش بکش ملامت | عشاق ہمارہ اند محسود

بوالفتح نشان عشق فرما
چگوییم زو نہ حد است و نہ محدود

ہر چہ در عاشقیت پیش آید | گرچہ نوش است وگرچہ نیش آید
بر سر و سینہ و دو دیدہ بنہ | زیں سپس کم نہ بلکہ بیش آید
پیشۂ عشق ہر کہ شیوہ گرفت | درد او را بجاے کیش آید
اے جواں مرد عشق بازی ہست | عشق را شیر ہمچوں میش آید

اے محمد خدا اے رابہ پرست

مرد عابد برون ز خویش آید

ردیف را

نے ممکن وصف و جای تقریر   آں کیست کہ میرود بہ نخچیر
از دست کمند گیسوانش   پائے دل دوستاں بزنجیر
استاد معلماں بابل   پیرایۂ دختران کشمیر
اینست بہشت کہ می شنوی   کز دیدن او جواں شود پیر
در باغ وجود سادہ بنگر   صد گونہ بہشت گشتہ تصویر
یارا سر او آستانت   رفت است بریں حدیث تقدیر
سودائے بتاں ز سر فرونہ   ورنے خرفے شوی تو ای پیر [خرفے]

بیچارہ و مبتلاست ابو الفتح
تدبیرش چیست ترک تدبیر

مثل جعد و سرین آں ستمگار   ادبار نمود روے اے یار [ادبار نمود / روئے ادبار]
از لعل لبش گہ مے چکانست   سرمست شدیم بلکہ ہشیار
دانستم ذوق مستی مے   کردیم ز توبہ توبہ صد بار
گر ہست ہوائے کشتن ما   مارا بدست ہجر مسپار
آہستہ تر بر آں سبکتر   تا گیرم ذوق در دل بسیار
من سر بہ نہم تو تیغ میراں   لیکن بہ ہزار ناز و انکار
ایں راندن تیغ ذوق راندن   میخواہم از خدائے جبار
ہر دو ابدی شنو محمد   با محنت و درد و غم گرفتار [شنو]
تو ہر چہ کنی بدیدہ و سر   دارم دلکے ہمی وفادار

۵ بروز دوشنبہ نہم ذی الحجہ سنہ ۸۰۲ھ برائے کتابت دادند

ایں عالم پرزخوبرویاں است
الحق کہ بہ پیش تست اقرار

شاد باش اے عاشق دیدار یار — فارغ از نابود و بود روزگار
غرقہ در دریائے مستی و خوشی است — آنکہ او میگوں لبے دارد کنار
ہرکہ با خوباں نشست است خاست است — از سر زہد و صلاح و رسم و عار
جدا او دیدم رسیدہ بر سرش — وہم بر دم بکہی بر رفتہ مار
ہرچہ از یارے رسد خوشتر بود — گرچہ باشد محنت و درد و فگار
جرعۂ یابم اگر از جام عشق — جان و دین و دل کنم بروی نثار
اے کہ پندم میدہی از یار دل باز آر — باز می آرم وے بے یار دل آید چہ کار

ہرکہ با خوباں نشیند خیزد از جان و جہاں
عاشق و دیوانہ گردد گم کند صبر و قرار

بامداداں چوں نباشد دیدن رخسار یار — مژدۂ شادی نماند تازگی روئے یار
گلبناں را بر فزاید دلبراں را حسن و ناز — عاشقاں را وصل باشد بیدلاں اغمگسار
تو نظر بر خوب داری قد و قامت بنگری — من نہ بینم در میاں جز حسن و صنع کردگار
آں یکے و آں دگر آں جد تو دانی کہ چیست — آں یکے ہست و دوم کاو و سیوم ہست مار
قدسی گر صورت بازی نمودست مرترا — شاید ت سازی تو او را حاصل آں روزگار
گر تو دنیا می پرستی عاشق مولے نۂ — ہاں بگو استغفر اللہ ای محمد از دو کار

پاک باز و پاک باش و پاک ان و پاک دار
نیست اندر ہر دو عالم جز یکے اندر شمار

آمد گہے انکہ یار با یار — گیرند کنار و بوسہ در کار

پس دیرے آمدہ ز دوری — زاں سینہ بسینہ سودا ہر بار

[Right margin: رباعی ۳ — نشستہ]
[Left margin: بازی نمودے مرترا]

؎ حضرت سید اکبر حسینی این غزل را در جوامع الکلم در ملفوظ روز شنبہ ششم صفر ۸۰۳ھ و نیز در ملفوظ روز شنبہ بست و پنجم ماہ ربیع الاول ۸۰۳ھ درج فرمودہ اند

صد راحت زاں دو بوسہ افزود گیرم کہ زکار بود نہ آزار
از سرو براستی بگویم چوبے است دراز بے گل و بار
از قامت یار من چہ پرسی پر بار گلے است خالی از خار
سروے است ولے چو ماہ روشن ماہے است ولے بسے نمک دار
عشق آمد و غم برابر آمد بربست فراغ رخت را بار

بوالفتح منیر از محمد
مسکیں و پرے غمے گرفتار

مائیم بدرد دل گرفتار مائیم اسیر آں جفا کار
مائیم بوہم لعل مفتوں مائیم و خیال خال آں یار
سودا زدگان زلف اویم حیراں شدہ گان آں ستمگار
مائیم سلیم و دل شکستہ زخمے بزدست آں سیہ مار
افسوس چہ کنم اثر ندارد ماہے بگزید عشق اے یار
ما ہم بہ ہوس بہ برگرفتیم بر شکل دو زلف یار زنار

مے نوشد و مے فروشد آں بت

بوالفتح محمد است می خوار

آں جواں راست قد کژ رفتار جگر و دل بخوردہ چوں گفتار
آں جواں کہ سرین است ہر کہ بدو رو کند او نماید استدبار
غمزہ اش ترکگے است خونریزے لعل او ہست ساقی خوں خوار
گشتہ ام من اسیر زلف یکے سخت استوار بر جفا و فگار
جعد او خانہا خراب کند سینہا را ہمی گزد آں مار
پدرش تا کدام بدبختے است مادرش تا کہ ہست آں بدکار

ن۲ گار بود نہ آزار
ن۳ بکار بود آزار
ن۲ مارا
ن۳ دو جعد
ن۲ صبور

کرد بو الفتح بس گناه عظیم

یک نظر شد بلائے او ہر بار

ترا حسن و نمک بازیب بسیار — کرشمہ ناز ہم ہستند در کار

ترا جعدے سرافراز نیست سرکش — خرابے کژ روے سختے سیہ مار

بہ بیں ہر دم کہ چشمم چو نہ غلطانست — نباشد ایں چنیں شخصے وفادار

بیک چشمک دو عالم را ببازد — مگر غمزہ کہ ترکے ہست خونخوار

نہ بُد در ملک بالا ہیچ سروے — خراماں رہ روے چوں کبک رفتار

سر زلفش عقیل عاقلاں را — بجولانی شدہ ہر سو گرفتار

اگر خندہ زند لب را کشاید — شود پیدا چو دندان گہر بار

دہاں بستہ شود ہر قائلے را — مثال گنگ باشد گاہ گفتار

کسے کو خال و خدِ تو بدیدست — بدانست کفر و ایمان است در کار

کدام است او کہ با من عشق سازد — کرا آں دل کہ خواہد وصل آں یار

ردائے کبریائی در برمن — ازار بے نیازی کردہ اظہار

شنیدی ایں غم آنرا بر آمد

بر آں کوہ سریں افتاد چوں خوار

غم آں آنرا کہ بر آمد
غمم تنہا چنان آمد
بر آں جعد شبے

بدام جعد آں شب کرد بر کار — مبادا شکل من دیگر گرفتار

چہ شیریں بازی است ایں عشق ازمی — نباشد گر درو تلخی گفتار

ہمہ شب با جوانے مست خفتہ — کنار و بوسہ ہم بود در کار

زہے ذوق و خوشی و روح راحت — زہے مستی خمارش نے نہ افکار

وقار و وقر باشد بس بلندے — ترا گر کہ سرینے کرد سنگسار

ببازی عشق و دردی نوشے — تو خود را در جہانِ انس شمار

منم تنها و تنها باد زلفش — سرے نیست گویم باکہ اسرار
گرفتاری ما آزادی ماست — ترا من بندہ گشتم زاحرار
ترا سودائے جعدے گر سر افتاد — ازاں حلقہ بروں شد سخت دشوار

مپرس از من محمد چونہ تو
گرفتارم گرفتارم گرفتار

درختے دیدہ ام سروے ... — کہ بارش بستہ بادام و انار
زہے حسنے کہ دارد آں جوانمرد — دل و ناز و کرشمہ بستہ بسیار
سیہ خالیست بر لعل لب او — حبش با روم شد زادہ بیکبار
زخوباں ہرچہ می آید ہمہ خوب — دریغا نیست کس زیشاں وفادار
بہار آمد جہاں را تازہ تر کرد — بجائے گل بہ بستہ در دلم خار

محمد را ز حال او چہ پرسی
گرفتارم گفتارم گرفتار

من ندارم ہیچ دلبندے مگر گیسوے یار — من نجویم ہیچ دلجوے مگر لعل نگار
من ندارم ہیچ دلجوے مگر گیسواں شمع رخ — من ندارم جز پناہ بیکسی و شرمسار
عشق پیچاں کہنہ شود او دوائے کم تو — ہر زمانے میفزاید محنت و درد و نگار
صد ہزاراں عزت و دولت بود جانم مرا — گر بمیرم بر درش آزردہ و خوار و زار
گر بدست خویش خون من بریزی و مستے — ور تو فرمائی بود ہم کار و بار و بار کار
زہد را طعنہ مکن رو خوب را کن لحظہ — تا بدانی روز افتادہ چہ دارد روزگار

من ندارم ہیچ
دلسوزے مگر آں آتش رخ
عشق کہنہ چوں

اے محمد بارہا من گفتہ ام من بارہا
زنہار از عشق بازی زنہار ان زنہار

ندیدم ہمچو تو یارے ستمگار — نیابی ہمچو من دیگر گرفتار

سه این غزل صرف در دیوان نمبر (۳) یافته شد آخر الفاظ مصرعه اول مطلع را کرم خورده

ندیده چشم تو لا که غلطید — هر آن مردم که کرده لحظه یکبار
چرا شد مبتلا جان و دل من — ترا حسن و نمک گر هست بسیار
نهادم سر چو بر در رحمتی کن — بنه بر فرق من کف پاے یکبار
لب میگون او مے خوارهٔ بت — که جام عشق ازو ے گشت برکار مست
محمد جان و دل را تو سپر ساز — که ترک غمزه تیرے میکند بار
مثال قاب قوسین است لعلت — میانش حلقه کرده خط پرکار

ابوالفتحا بگو بس کن محمد ابا
زبان گرد آر از اظهار اسرار

دل بدل آرام ده جان بجانان سپار — خانه بیغما بنه رو بخرابات آر
یک قدحے پر بنوش لذت مستی بگیر — تا بشناسی که چیست مقصد و مقصود کار
خانه طامات را نیک مرمع کن — کشلک ترہات ها سخت مشید برآر
زاویه زور را زاہد تزویز باش — زاہد و عابد بگرد ہیچ یکے زار و خوار

گرچه محمد شدی مثل حسین و حسن
دل بدل لارام ده جان بجانے بسپار

دل بخرابات خرابی سپار — بر سر خم خوش بنشیں برقرار
شاه خرابات نگردی به صدق — تا نشوی بر در خمار خوار
جامهٔ تقوے بیکے جام خر — باز نو دستار گرو نه قدحے دست آر
حاصل دنیا بجوے ہم بخر — باده بخور وقت به مستی گذار بخر

بوالفتح ترا نیست جز این شیوهٔ
خمر خوری غم نخوری از خمار

غنیمت دار خود را اے برادر — دمے با روے زیبا خوش برآدر

خیال وہم را در گوشہ نہ — بنقد وقت خوش باش اے برادر
دمے چند اے پسر داری شمرده — بمستی و خوشی آں را بسر بر
ترا باید کہ غلطی در بر دوست — وگرنہ او فتاده باش بر در
بساط زر را بہ پیچ و گرد آر — کہ دکان رفتی سیم است نے زر
اگر سر را ببازی خود حریف است — سرت باز نمی دارد برابر
قد موزون او نخلے است سروے — لب میگون او شہد یست شکر

محمد چوں ندیدی غیر حق را
بکن تحریمہ گو اللہ اکبر

ہر کرا باجعد او فتاده کار — ہمچو من دیوانہ گشت و بیقرار
کار — ہر کرا او بار و اقبال است بکار — رست از افکار و از رنج و فگار
گر ز جور یار نالیدن رواست — معنی فاصبر چہ شد اے شرمسار
یادگار — باجوان من شبے خوش بوده ام — بوسہ بود و یکدو کاری باکنار
او ہمی از نازمی نالید زار — عشق من افزون ترے شد پایدار
گلبن جانم ہمیں شد تازه تر — بوستاں را تازگی داده بہار
لعل میگونش مرا یک جرعہ داد — مست گشتم لیک مستے ہوشیار
مدمن خمرم و لیکن ہست مست — مست ہستم لیک مرد ہوشیار

شاد باش اے سید ابو الفتح ما
عشق می بازد و لیکن باوقار

ہست در سرِ ما ہوس بسیار — میرے در حضور حضرت یار
یار اگر وقت کار یار نشد — نیست اندر حقیقت او خود یار
ہر چہ خواہی بکن تو بر سر من — کرده ام من بہ بندگیت اقرار

سالہا شد کہ عشق می بازم — نیست حاصل مگر کہ درد و نگار
عشق آمد و جود رخت بہ بست — ہیچ نگذاشت جز کہ نالہ و زار
بر دل تاں اگر غمے بنود — بر دل بندگان خویش گمار
کنم از عشق یار توبہ ولیک — زلف بے جانش نیست بر ہنجار
فہم و عقل کہ باقی است بعشق — ہست اعجوبہ وگر این کار
عاشقے گر وصال دریابد — درد و غم در دلش بود بسیار

اے ابوالفتح ہر کہ عشق بباخت
از ہمہ کارہا شد او بیکار

ندیدم این چنیں یارے ستمگار — ندیدم این چنیں خوبے دل آزار
برین شکل و شمائل خلف وعدہ — نزاید مادرے کودک دگربار
ہمہ بیگانگی با آشنایاں — ہمی از دوستاں ہموارہ آزار
ندارند دوستاں از وے نصیبے — مگر درد و بلا و رنج و افگار
بلائے من بہ بینید اے عزیزاں — دل و جانم شدہ او را گرفتار
ببردہ جان و دل منکر شدہ زاں — کجا گیرد کسے کیں گرد این کار
ندارم پائے گیرے دست آویز — بماندم من اسیر آں ستمگار
چہ گویم تا چہ فتنہ شوخ دیدہ ست — مرا بوسہ دہد چشمک براغیار
نباشد این چنیں سروے بباغے — چنیں موزوں و زیبا کبک رفتار
ندانم تا چہ افسوں خواند بر من — ہمہ شب این دو چشم مست بیدار
محمد دست او فریاد فریاد — گرفتارم گرفتارم گرفتار
مرا ہموارہ عجز و گریہ زاری — ترا ناز و کرشمہ ہست در کار

ابوالفتحا چہ می نالی ز جورش

گوید کہ بکجا کہ کرد این کار
پا گریزو
ندانم

کنوں ہاں بس کنی گفتار و کردار

ہر کرا با جدا وافتاد کار — رفت از خود شد خراب و بیقرار
حالت دشوار ما را بنگرید — تا چہ پیچید ست ما را روزگار
لعل او میگوں است و من در مستیم — نقل گازے ہست زاں لب نے نگار
شاد باش آں شراب لعل او — مست می سازد و مرا بی ازخمار
وصف آں لعل و دہان او شنو — لعل او میگون دہن شکر نثار
در پس کوہ و سرینے ہر کہ رفت — مدبرے است او مدبرے پس نگار
قد موزوں شکل زیبا روچو مہ — رخ چو لالہ لب چو پستہ گل عذار
چشم خنداں جبہہ تاباں تر ز خور — ای محمد تو زباں را گرد آر
آں حریفے نیست کو در وصف تست
تو نہ کا سنجا نرا باشد شمار

اگر معشوقہ خسپید ست در بر — تمنا ہا ہمہ گردد میسر
زہے جاہ و جمال و سرفرازی — کہ گر میرم نہادہ بر درش سر
مرا خواہی بخواں خواہی ز خود راں — نخواہم من کہ برگیرم سر از در
ز خون من بکن صورت و صالے — بکن شخصین را یکجا مصور
قد شیریں تو از نیشکر ہست — رخت تاباں تر از بدر منور
بتا پیرایہ زیبائی از تست — جوانی ہم ز تو آراستہ تر
کرشمہ ناز تعلیم از تو گیرند — فریب شان ز تو گشتہ مقرر
شراب بیخودی آں لعل میگوں — کز آں یک قطرہ است آں جام احمر
نبودہ در پیالہ ہیچ مستی — نبودی کز مثال بدر افسر
محمد خوب را ہم تو شناسی

نگار
از بے خمار
خسپید ست
جلال

کلام است از خدایا از پیمبر

ترا حسن و نمک حق داده بسیار مرا از جان و دل کرده گرفتار
دهانِ تنگ تو گوئی نمکدانست لب شیریں تو گوئی شکربار
ترا قدے است چوں سرو روانے کند در گلستان چوں کبک رفتار
گدائے بر درت آمد بہ محتاج مرا تو آں گدائے خویش شمار
اگر بیند رخت آں شیخ زاہد فرود آید از و آں جملہ پندار
کجا آں بخت و آں دولت کہ حق داد کہ میرم بر درت با رنج و آزار
بیاراں گرد بستانے نگردم کہ کوئے تو مرا بہتر ز گلزار
مبادا بر دلے درد ے کہ مارا ست ندارم مونسے نے یار و غمخوار
محمد راز حال او چہ پرسی کہ مسکینے و رنجورے است بیکار
مرا صوم دوام است اے برادر بوصل یار خواہم کردن افطار
نباشد ہیچ خوبے بے جفائے ندیدم گلبنے بے زخم خار
اگر شعرے کنم در مدح لعلش مجاور گردمے در کوے خمار

ابوالفتحا ترا وزنے نباشد
مگر نظمے نویسی ہر آں یار

عشق بازی نیست بازی اے پسر عشق بازے ہست کارے با خطر
عشق بازی گفتہ اند آں دوستاں عشق بازی راست مخلوقے دگر
جان و دین و دل بباز د یک نفس منتے بر خود نہد با یک جگر
سرو قدے ماہ روئے گل عذار سیم ساقے مہ جبینے لالہ بر
یک شبے ما ہر دو یکجا خفتہ ایم بود بوسے و کنارے یک دگر
ہر چہ او فرمود من دادم بدو من از و خشنود او خشنود تر

عاشق و معشوق نامے کردہ ام
ہر دو یک شخصے است واندو وابصر

بر دیگر نفر
ہر کسے را ہر کار ے آفرید
عشق بازی را بدر دیک پسر

فارغ و بے درد بودم از کجا
او فتادہ بر جمال او نظر

ایں دو چشم یک بلائے بزرگ است
عشقبازی نیست کارے مختصر

ہر کجا کاریست یارے ہم بود
عشق را یارے نباید کم نظر

از محمد پرس حال عاشقاں
عشق را باید جوانے کم حذر

زلفت
اگر سودائے زلفے ہست در سر
غم سود و زیاں اے خواجہ کم خور

رقیباں
چہ باک از طعنہ و طنز رقیباں
اگر معشوقہ خوشخوست در بر

بیا تا کید گر عیشے برانیم
در ے بستہ رقیبے شستہ بر در

ہمہ عالم مرا و را ساعتے باد
کہ شنید یار سیمیں تن برابر

نوئی ہموارہ در گفت و تجلی
ز وے محروم ماندہ کور وایں کر

زہے عیش و زہے ذوق و زہے وقت
کہ گشت باغ ہم باوے میسر

محمد را فرود آری چو در گور
زہے روح و زہے راحت سراسر

گور
ندانی گر کسے مردار مردہ است
بجاناں داد جاں شد زندہ از سر

مے انگور شد زمن مشہور
خانہ می فروش ہم مذکور

شاہدا نرا رواج ما دادیم
جاہ و جان باختیم ہم از دور

عاشقاں را ملامتے مکنید
عاشقانند در جہاں معذور

خوب را بیں و بے بہ نیک نظر
ورنہ باشی سیاہ رو ابے نور

یا فرشتہ یا حور
پرتو حسن یار حیراں کرد
جن بود ست یا فرشتہ و حور

غمزه اش از کمیں بزد زخمے | چشم رنجور گشت دل مخمور
شاد باشش آں دہان تنگ کزو | ہم بوہم گماں است دل مسرور شاداں
سرو را تو بلند ہمت شو | از چه بر حسن می شوی مغرور

یا محمد ہمیں حکایت گو
باده صاف ساغر منظور

سوار مست می آید کلاه کج نهاده سر | دہن تنبول پر کرده قبائے حسن اندر بر
ہر آنکو دید یکبارے بسوگندت ہمی گوید | نزاید مادر گیتی جوانے ایں چنیں دیگر
بحمد الله چناں مستی که ہر کس در تماشائے است | ولے افسوس می آید نداری تو وفا در سر ہوا
لب میگون تو یارا ہمه کس یکزباں گویند | که لعلت پاک و پاکیزه چکید از باده احمر
نمک حسنے که تو داری جہانے مبتلائے تو | نداری با کسے ہر خوش نخوانی ہیچ را در بر
وگر در بر میسر شد زہے دولت زہے عزت | وگرنه زینہار از تو نگیری سر ز ہیش آں در
ہزاراں آفریں بادا ہزاراں شاد باشیہا | که من معشوقه دارم نه شنید با کسے در بر

محمد آرزو دارد که خوانی بنده خویشم
خداوندا میسر کن مرا ایں دولت اکبر

اے چشم شوخ دیده ز مردم تو شرم دار | در ہر طرف چه غلطی ہر لحظه مست دار
ای شیخ واے ذکروا اے زاہد کہن | بہر خدائے را که ز من پند گرد آر
تضیع وقت کم کن و تشویش را مده | تو خود بوقت خود شو و ما را بما گذار
روزیکه عرض محشر آزادگاں شود | جز مرد عشق باز نیابد دراں شمار
اے طالب نجات تو دانی دایں نجات | با آتش محبت ما راست کاروبار
ای عورت عتیقه واے سر دیا رسا | در عشق بے نزاع بود مرا بوسه و کنار عفیفه

تو با خوشی و عیش و فراغت بباش خوش

بو الفتح را محنت و درد و غمان سپار

من بگیرم جویباران سرو قدے در کنار   راست گوئی هست سروے در کنار جویبار

کشتنم را وعده کردی موجب تاخیر چیست   منتظر بر در فتاده مانده ام مشتاق وار

از لب میگون او گر قطرهٔ مے میچکید   عالمے سرمست گردد کس نماند هوشیار

تا سرین و جعد او دیدم پریشان گشته ام   بر سر هر کو و بازارے و کوه و کوهسار

نگار جان و دل ایثار کردم بلکه دین را باختم   یادگارے زان رخان ما را نماند جز نگار

تا چه خونها خورده ام از بهر آن شیرین لبان   وه زبان چرب و شیرین هم نبوده سازوار

ای ابو الفتح محمد صدر دین گیسو دراز
مختصر کن چند نالی قصهٔ خود گردآر

هر چه از دوست آیدت به پذیر   گر دهد رنج و غم به سینه بگیر

گر ترا دوست دوست میدارد   نیست جز این دگر ترا تدبیر

بندهٔ بندگان حضرت شو   در صف عاشقان بباش اسیر

جعد او خانها پریشان ساخت   وه که هر جانبے از وست نفیر

اے که از روے خوب بستی چشم   چشم بندی مکن خراب کرده بصیر

عشق بازی اگر هوس داری   درد و غم را بدل لباز خمیر

عشقبازی هوا پرستی نیست
عشق سلطانست بی شریک و وزیر

ردیف زا

شعاع آفتاب مهر افروز   برآمد صبح گه روشن تر از روز

فروغ شمع از پروانه پرسند   چه گوید جز مزید سوزنه پر سوز

بروز جمعه نهم ذی قعده سنه ۱۳۰۳ھ رقم فرمودند

بقدر هر وجودے جامه دوزند | بلا و غم لباس ماست در دوز[1] — هر روز
مرا زین سرو قامت روے گلگون | بهار تازه هر بار است در دوز[2] — نوروز
بهر سینه است دل را تیر غمزه | چگونه جان رود زان ترک فیروز[3] — سپر
گذشته است دینه فردا نا بیاید | بنقد وقت خوش می باش امروز

محمد خیره کرده ست دیدهٔ عقل
شعاع آفتاب مهر افروز

اگرچه پیر فرتوتی کهن ساز | محمد با جوانے عشق می باز
کنارش گیر در بر کرده میدار | بهشتے کرده با حق باش همراز
دلا در دیده فیضے هم ازاں گیر | به پنهانے حریفے کرده دم ساز[1] — بدل و زدیده فیض آن جوان گیر
صفت پیری چو آهن سرد باشد | بآتش عشق گرمش ساز بگداز
بدل کن ضعف پیری را بقوت | جوانے باش سرمست و سرافراز
جوانے را ببر کن ایها الشیخ | کشیده سینهٔ پا نه بصد ناز[2] — کشیده سینه او پا نه بصد ناز
بسا سینه بسینه لب بلب نه | بگیر از وے نفس چون نفخ اعجاز
برهنه کرد پیراهن بروکش | کنارگیر وی و بوسه باگاز

ابوالفتحا همین است عاقبت خیر
ترا با هشتیان کردند انباز

شادی[4] بر روزگار جوانان عشق باز | فارغ ز بود نابود و از خویش بی نیاز
دل بر یکے نهاده و از دیگرے خبر | گاهے بذوق بوسه و گاهے بدرد گاز
بت را چه می پرستی ای شرک پلید | ابروے یار من به بین و ان سمت کن نماز
عین العیان به بینی آن عین بی ز عین | یکصورت حقیقت در پردهٔ مجاز[2] — در خم گرده ابرو
خانه خراب کردی پے جعد شهوا | ای سید محمد واے گیسوے دراز

۱ در جوامع الکلم در ملفوظ روز پنجشنبه غرهٔ ذی الحجه اندراج یافت ۲ در جوامع الکلم در ملفوظ روز دوشنبه نهم ذی الحجه ۸۰۲ھ مرانقدر اندراج یافت

بالو لئے پریشاں درگوشہ گلستان سازدو سے آں ترانہ عشاق رابسانہ

سعدی نظر بپوشاں یا خرقہ درمیانہ

دادست بحق بندی آں پیر بچہ باز

درجوانی باجواناں عشق باز پس زعمر خویش برخور سرفراز

عمر با در بندگیت شد بسر نیستی تو خواجہ بندہ نواز

خوند کاراں بندگاں را پرورند نیست از تو جز ہمیں سوز و گداز

از لب تو خواستم یک بوسہ چند شیوہ چند مکر و چند ناز

سرو ہم در حسن و زیبائی سرشت پیش حسن قد تو ہیچ بے دراز

گوشہ ابروئے تو چوں قبلہ ایست شک ہمیں افتد از انم در نماز

پند تو در دل ندارد چوں اثر اے مذکر چند خائے تر اثر باز

عشق بازی بر محمد فرض شد

فرض عین است بالحقیقت نے مجاز

نازنینا بعز و عفت و ناز ہست بسیار را کرشمہ و ناز

ہفت زیب و فریب بیشتری پاک و پاکیزہ باز سرافراز

سر فدا بلند ہمت باش مو در از اد رو در پیچ فراز

از ازل تا ابد نہاں میاں پردہ بر جمال خود انداز

گر تو راضی شدی بیک نظرے عزت و رفع گشت آں اعزاز

خوبرویا تو خود پرستی کن خود بخود باز ہم بخویش بسانہ

ایں سیہ روئے چشم اگر بیند سوئے تو من کنم از و اغماض

ور بہ گردد دلیر و شوخ شود باشد او ہر طرف نظر انداز

من نخواہم کہ کس ترا بیند

ای ابوالفتح بسم نحو دپرداز

ردیف شین

توشمع حسن راپروانه می باش
لب میگونش را پیمانه می باش

کمند جعد او بر حلقه دامے است
میان حلقه اش تو دانه می باش

به پیش سرو قدش پست میگرد
شکال گیسویش را شانه می باش

ترا ساقی اگر جامے نه بخشد
شراب عشق را میخانه می باش

وصالش گر دریغے دارد از تو
حدیث درد را افسانه می باش

پریشان کرد زلفش سروران را
فراهم گشته تو در خانه می باش

ترا گرکه سرے بینے بیستر انداخت
تو سنگین دل شو و بیگانه می باش

چرا سوزی محمد از فراقش
تو شمع حسن را پروانه می باش

ابوالفتحا نه مستانه سرخوش
لب میگونش را پیمانه می باش

گر بنوشی شراب صاف بنوش
ور بپوشی لباس صوف بپوش

گر بخندی بذوق وصل بخند
ور بگرئی بدرد هجر خروش

زهد و تقوی به هیچ نفروشد
گر فروشی برائے باده فروش

همچو دریا شو و قرار بگیر
ور به شوری چو چشمه کوه بجوش

ذوق مستی اگر تو یافته
رو سبوے شراب گیر بدوش

باده نوشی بهر سر بازار
مست غلطان شده روئی از هوش
بر رو

اے محمد رها کن این تزویر
آشکارا شراب صاف بنوش

خواجۂ حُسن و نمک را ای محمد بندہ باش
سینہ و سر سرو یرا بر درش افگندہ باش

گر براند از ورت آں شاہ من بسیار بار
وانگر دی زینہاراں باز باز آئندہ باش

تیر ترک غمزہ اش گرچہ خطائے میکند
آں ہمہ بدبختی خود را بدل شرمندہ باش

زلفش ار تاریک کرد ست جان و دین وداع
تو بوقت خویشتن روشن ترو تابندہ باش

حیدرا اگر او کشاید خط آزادی دھد
تو ازاں خانہ برون نا ئی ہمیں ربندہ باش

مرداں بر درد و رنج تو اگر گریہ کنند
قہقہہ زن ہر زمانے تو خوشی و رخندہ باش

گر بدرد عشق میری کن مبارکباد خویش
ہمچو ادریس پیمبر زندہ و پایندہ باش

در تو سرے ہست مدفون لیک مکنوں از تو ہست
تا کہ ظاہر بر تو گرد و صحن دل کاوندہ باش

نیک خواہے گر نصیحت میکند از کار عشق
باز نائی اے برادر عشق را بازندہ باش

جاہل و عامی مشو بر حسن نوخطاں بہ بیں
خط و کتبہ وست آر و عالمے خوانندہ باش

بادہ نوش خوش بزی و عیش میر ان دہم
در جہاں ست درد و اندہ تو بیا فرخندہ باش

در جہاں ست درد و اندوہ تو ہماں فرخندہ باش

اے ابوالفتح محمد عاشقی خودکامی است
تو چو درویشی و رویشاں از و بخشندہ باش

کہنہ پیرا شراب کہنہ بنوش
نو برے را در آر در آغوش

گر بخواہی مدام باشی مست
لعل ہیگونش را بلطف بجوش

ساعتے تیز و ہوشیار مباش
نقد اگر نیست صوف و خرقہ فروش

بادہ را آں قدر بباید خورد
تا شوی ہیچو من برون از ہوش

اے محمد مدام بادہ بنوش
باش پیوستہ باخود و خاموش

ردیف میم

تن خاکی من اینجا دلم در مرکز جانم — دلم در مرکز جانست و جان آنجا که جانانم
تن و جان و دلم گم شد نه اعجوبه شده کاری — کسی بیجان سخن گوید من آن گویای بیجانم
اگر زاهد شدی یارا لباس پشم در پوشم — وگر زنار بربندی مسیحی دین را بگروانم شوی
اگر در خانقه آیی منم آن پیر دین پرور — وگر در میکده باشی غلام می فروشانم
اگر در کعبه بنشینی مجاور کعبه من باشم — وگر در بتکده آیی من آن قیس رهبانم
اگر در مدرسه داری جدل گفت و شنید هم — نکات علم پردازم خلافی را بدرشانم
سخن در منطق ار گویی مرا آنجا کلامی هست — که فخر رازی و طوسی شود شاگرد دربانم
منم واضع اصول دین محمد کیست و بویوسف — سخن در شافعی کم کن که من استاد نعمانم واضع
اگر تو بدعتی داری خلاف سنتی سازی — جمال الدین محمد را ز سر ظلمم زپیس رانم حیدر
اگر در اختر انشی منم استاد چیره دست — چه سازد ها که من سازم چه صورت ها فرا خوانم
اگر در ساز موسیقی نوای نغمه آری — من آنگه میر لولی ام صری با دف و سکبانم
منم سر طایفه اینک مرا نامی و بانگی هست — ترانه صورت و بانگی هم غزل با قول فرعانم

اگر تو چاکری چندی همی بر دوش خود غاشیه — چاکر چندی
وگر تو میر سلطانی من آن سلطان سلطانم

بیا تا یکدمی فارغ نشینیم — گلی چندی ازین گلزار چینیم
چه دانم تا چه فردا پیش آید — بیا تا روی یکدیگر ببینیم
شود هم خاک راه یار گردیم — بود هم در ته پایش نشینیم
ترا ما کمترین حبشی غلامیم — اگر میر خطا یا شاه چینیم
سخن از خال و لعل او چه گویم — بسی تاریک و بس تاریک بینیم
کجا بینیم روی یار محرم — که سایم بر کف پایش جبینم
چه دانی تا چه لذت دارد ای یار — حکایت دوستان هم نشینم

محمد گرنہ مرد درد عشق ام
بداں کہ کودکے طفلے حزینم

تماشا گشت گلزارے گزیدیم — گلے چندے ازیں گلزار چیدیم
نوائے بلبلاں درگوش کردیم — ہوائے گلبناں درغوش دیدیم
نشانے یافتیم از بوئے آن جیب — نہانی سِرّا ز سروے شنیدیم
جوان ماست سروے کبک رفتار — کہ بیخ دوستی دردل کشیدیم
نشان عطر از بویش نسیم است — مثال جیب گل داماں دریدیم

خرامے کرد سرو ما بہ گلزار
جمال گلبناں پامال دیدیم

جز راہ خرابات دگر کوے ندانیم — ما مرکب ہمت بجز آں سوے نرانیم
ما دامن الحمد و تحیات نگیریم — با کعبہ آفاق عمارت نکنانیم
جز نقطہ تلبیس دگر نقش نبینیم — جز نکتہ طامات دگر حرف نخوانیم
جز کاسہ پر خمر دگر دست نگیریم — جز شاہد پر شیوہ دگر پیش نشانیم
جز نرد لباسات دگر مہرہ نبازیم — درخانہ ششدر نہ کہ شہباز جوانیم

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی
آخر ز کجائیم و چہ چیزیم و کیانیم

ما عاشق و مبتلائے یاریم — دیوانہ زلف آں نگاریم — ما ہر دو جہاں چہ کار داریم
گیریم نہ ایم در عدادے — خود را ز نگار در شماریم
با کلبہ زہد را نبوزیم — میگون بے چہ یار داریم
می باز دحبد با شریش — زنہار ازاں سیاہ ماریم
در باغ دنا چو گل فروزیم — در کشت وفا چوے بکاریم — در جود چو گل فروزیم

گر از سر جان خود بخیزیم | گیریم لبش ہوس بر آریم
صد عزت و دولت است ما را | افتادہ کہ پیش در تو خواریم
تا صید کمند جعد اویم | فتراک بر بستۂ نگاریم
در مجلس دوستان گلستیم | بر سینۂ دشمن تو خاریم

ما نا منہ نام و ننگ شستیم
رسوا و فضیح و شرمساریم

در روی تو آں جمال دیدم | در صنع خدا کمال دیدم
ابروی ترا سجود آرم | چوں قبلۂ اہل حال دیدم
اہل سخنم و لے زبانم | در وصف لب تو لال دیدم
یک روز بگشت باغ رفتم | بر قد تو یک نہال دیدم
ترکیب وجود آں جوان مرد | بر نقطۂ اعتدال دیدم
گویند بسرو و نخل مانند | من طوبے را مثال دیدم[1]

گر حکم کند بجاں ابوالفتح
از جان و دل امتثال دیدم

پیش[2] از دیدہ جمال یار دیدم | رخ زیبائے آں دلدار دیدم
شبے با ماہ روئے خوش غنودم | دو چشم بخت خود بیدار دیدم
خوشی و خرمی افزود دولت | غم و اندوہ را در بار دیدم
بزیر سایۂ سروے نشستم | نہال آسودگی پر بار دیدم
بساط کامرانی را گزیدم | دگر[3] تو با لقاں را خوار دیدم
بہر بابے در فرحت کشادہ | درون خانۂ خمار دیدم

۳ن اگر تو بانقال عیار دیدم

محمد دیربا زا زیار دوری

[1] بروز جمعہ ۳ شوال سنہ ۸۰۲ھ رقم فرمودند [2] بروز دوشنبہ بست و ہفتم ذیقعدہ سنہ ۸۰۲ھ رقم فرمودند
[3] این مصرعہ در ہر سہ نسخہا منقول عنہا و نسخہ جامع الکلم مشکوک نوشتہ شدہ است

دیار یار را دیار دیدم

گر باے سر زلف تو نناز م چہ کنم | ور باغم و سوز تو نسازم چہ کنم
ای یار اگر بلا رسد می شاید | چوں بوسہ زنم اگر نگازم چہ کنم
در بستہ اگر بناز و بازی نشینم | گر دست در آں سونہ فرازم چہ کنم
گر دست رسد کہ سر نہم در نہ پات | اکنوں نہ کہ خود بخود فرازم چہ کنم
آں سرو توئی کہ سبزہ آرد بار | کو سرو بگو کہ من درازم چہ کنم
گر گوید خواجہ کاں فلاں بندۂ ماست | انگہ چہ سزد بگو کہ در گدازم چہ کنم
محمود اگر نمی خرد بندۂ خود | ای خواجہ اگرچہ من ایازم چہ کنم

گفتم بغلط بری نمیگذارد خود
شرمندہ شدم ہمی گدازم چہ کنم

شبے با ماہ روئے خوش غنودم | ہمہ شب در کنار و بوسہ بودم
لبے با لب بہم چفسیدہ ماندہ | ہمیں سینہ بسینہ یار سودم
چہ لذت داشت آں دشنام وآں داد | کہ گاہ اعتناق از وے شنودم
در افتادی میانِ ما گذشتہ | مرا می گفت بد من می ستودم
در آں حالت محمد را بہ پرسند | مغم ترسا و یا مسلم جہودم
منم او او من و من درمیان نے | بحکم آں وقت در رقص و سرودم

محمد چہ گراز اں می خرامی
شبے با ماہ روی خوش غنودم

باز
سخت
اوداد

ابو الفتح
گرازاں

عشقبازی نیست در علم و تعلم | عشقبازی نیست در بحث و تکلم
عشقبازی نیست در چوں و چرا | عشقبازی نیست در رسم و ترسم
عشقبازی نیست در فر و قارے | عشقبازی نیست در جاہ و تعظم

ے جمعہ بست و ہشتم ذی الحجہ سنہ ۸۰۲ھ ے شنبہ ہیژدہم ربیع الاول سنہ ۸۰۳ھ

عشقبازی نیست در فقر و غنائی — عشقبازی نیست در مال و تنعم
عشقبازی نیست در جور و جفائی — عشقبازی نیست در رنج و تالم
عشقبازی نیست اندر روح و راحت — عشقبازی نیست در ظلم و تظلم

عشقبازی را نمیدانی که چیست
عشقبازی را محمد گشته اعلم

بیا تا یکدگر آسوده باشیم — بسے سینه بسینه سوده باشیم
دو سه بوسه بلب گازکے نرم — مثال شکر و پالوده باشیم
اگر با دلبرے در بر نگیریم — چرا زنده چنین بیهوده باشیم
بیکدیگر گذاریم از سر ذوق — یکے گردیم تا خود بوده باشیم
نزاهت قدس و پاکی بر همه شد — همان ساعت که ما آلوده باشیم
بقید زهد و تقوی اگر بمانیم — سخن از لعل او نشنوده باشیم

محمد باده با ساده بنوشیم
بیا تا یکدگر آسوده باشیم

بیا ای دوست تا فارغ نشینیم — زمانے روے یکدیگر ببینیم
چه دانی تا چه فردا پیش آید — ازین گلزار گل یا خار بینیم
مغانم از جهان دیدار احباب — ازین عالم همین توشه گزینیم
به نقد وقت یکدم خوش نشینیم — براے ماندهٔ بر چه حزینیم [نا آمده]
بسے یاران که پیش از ما رسیدند — که ما زین ماندگان واپسینیم
مسافر تیز رو رای شتابد — وبے با کمروان کمترینیم

محمد را غنیمت دار بوالفتح
که روزے چند با تو همنشینیم

ما پیر و ضعیف و ناتوانیم | با زلف بتاں نمی توانیم
پنجه فگنیم دست درازیم | وز عشق ہوائے بوسه رانیم
گر لعلِ لبت ز لطف بخشد | یک بوسه دو روز مست مانیم
یک روز شمار ایں جہاں کن | در روزِ دوم بہشت مانیم
ایں عالم کارواں سرائیست | تا ظن نه بری مقیم مانیم
یک روز زغم چو فرد آئیم | واں روز دیگر خوشی برانیم

بو الفتح غنیمت است محمد
تا روز کے چند میهمانیم

ارورۓ تا

ترا چشمی بشکل عین با دام | ترا بینی چو خوشه سیم خام
ترا جعد و کمر یکجا ست باہم | عجب مارے که شد با مور ہم کام
ترا قامت چو نخل نیشکر راست | ترا عارض مثالِ نقرۂ خام
ترا ایں سینه گوئی صحن باغے است | در آں افتاده یا بی سیب ہر گام
خد و خال تو یکجا کفر و ایماں ست | مده مر عاقلاں را سخت الزام
سرین او مثالِ کوه لبناں است | که گشته است ملجاء ہر خاص و ہر عام
بلے ابدال را آنجا نظر ہاست | گرفته است قطب ہم آں سوے آرام
نیا شد عارفے را خود منفرے | ہماں آنجا یا فتہ دل را برآرام
لبِ تو شوخی کرد ست زبانی | مثال قاب قوسین است آں جام
قدِ زیبا درختِ موسوی داں | که میگوید انا الله ہمچو اصنام
تو سرِ خویشتن خود فاش کردی | ندا دادی و سے بر خاص و بر عام
مرا در چشم مے کردند غرقه | چگونه من نه گردم مست و بدنام

محمد را نماند ایج ماجاے

زبان حق کہ کرد است بندانکام برزلب کام

از فضل خدا امید وارم آید بمن شبے کنارم
بے تو نفسے کہ زندہ مانم جاناں بخدا کہ شرمسارم
چوں من تو صد ہزار داری من جز تو کسے دگر ندارم
واللہ کہ مرا ہزار فخر است افتادہ کہ بر در تو خوارم
جز ناز و کرشمہ نیست کارت جز زاری و عجز نیست کارم
سوگند غبار آستانت گر جز تو دگر کسے است یارم
صد فضل بود و صد بزرگی خود را کہ غلام تو شمارم
شد در سر من کہ جعد او را تاریک شبے بدست آرم
از ناز و کرشمہ او بگوید من اسم کنندہ بوسہ بازم یارم

بوالفتح بخط بندگی بایست ابیست

خود را شناس قدر یارم

ہمہ شب گرد کوئے یار گردم شدہ بر آستانش خوار گردم
ز دیدن خوب توبہ کردہ بودم ترا دیدم ز توبہ توبہ کردم
مرا مقصود جز مستی دگر نیست تو خواہی صاف بخش خواہ دُردم
بگفتی خواہمت کشتن بلا زود ز ذوق انتظار آں بمردم
کنوں از کن مکن فارغ شدستم بدست یار جان و دل سپردم
مرا از لذت دشنام خوباں بغارت می شود تسبیح و وردم

مدامم مست در ذوق اے محمد

کہ از انگور آں لب می فشردم

جاہ و جمال و مال و جوانی و ننگ و نام با ناز و با کرشمہ و باشکل احترام نیک نام

کلام

باصد هزار عزت و باصد هزار ناز   با وی مجال نیست که هر کس کند سلام
رو رو که مفلسی و گدائی فضیحتی   شوخی ترا نشاید کردن درین مقام
دنبال وصل او چه دهی عمر را بباد   خود را مسوز در هوس این خیال خام
او را و کیس هر نفسی در خیال آر   بروی بگو سلام و از آن سو بجو پیام
آنکس که از جمال و محبت نظاره کرد   از عیب وصل و هجرت نمود اعتصام

بو الفتح قصه‌های محبان همی نوشت
در قصه محمد بنوشت والسلام

درد تا درمان شود جان را بجانان بسپرم   پس من از خود بیرون شده حسن رخش را بنگرم
او کند ناز و کرشمه من ستم در بر کشم   در پیرهن آید حجاب آن پیرهن را بر درم
گر مرا دشنام گوید من کنم مدح و ثنا   گر مرا از خانه راند باشدی سر بر درم
گر مرا تو بنده خوانی ور بگوئی آن ماست   جان بشادی خوش سپارم وز دو عالم برترم
من بجمع خاطرم زیرا پریشان تو ام   تا که خوارم بر در تو بادشاهم سرورم
گرچه هستم مفلسی اما چو من دارم ترا   من ز قارون ترغنی ام نی ز دینار و درم

ای محمد پیر گشتی از جوانان توبه کن
نیست خود نزدیک من یک طاعتی زین بهترم

عاشقان بدنام و رسوا خوبرویان نیک نام   دلبران مرغ هوا و بیدلان افتاده دام
کرده تمام عجز و زاری و خرابی پیشهٔ عاشق بود   شیوهٔ ناز و کرشمه حسن را کرده است تمام
پیش قد قامت تو هر کجا سرویست پست   هر کجا خوبی بود حسن ترا باشد غلام
نیست در دل جز خیال خد و خال آن جوان   نیست در سینه بجز وهم و گمان خام خام
من ترا خود بنده ام چاکر شدن معنی چه داشت   آرزو دارم که بینم روی تو یا را مدام
جعد سرکش را بدیدی خانها کرده خراب   شکل رفتارش نگه کن سرو آمد در خرام

هر که خوباں را نہ بیند کور دارد چشم دل ۔ واں دگر احمق نہ بیند حل گو یدیا حرام
خوبرویاں از جمال اللہ نشانے میدہند ۔ ابر اگر ژاله خوانی نیست فرقے جز بنام
عشقبازی نیست آں بازی که مهره نرد باز ۔ (که نبرد مهره باز)
هر که غلطاند بغلطد چوں محمد والسلام

عمر عزیز شد تمام هیچ هوس نشد بکام ۔ صاف نماند در دهم آه شکسته گشت جام
مرغ هوا هوا برفت باز نه او فتاده دام ۔ در دو فا نمی کند کار مگر شود تمام
عشق نقاب رخ گرفت وصل نمی کند سلام ۔ شاهد اگر کنیز شد باده فروش شد غلام
عیش و خوشی هماره هست مستی و ذوق شد مدام ۔ هر که لب و دهانش دید بست نے بانش از کلام
وی هوس که پخته شد سوخته مانده ایم خام ۔ هر که بے درد و غم نشد هست نانے بے ادام (عشق که درد و غم نشد هست چو نان بے ادام)
من بکنم سلام و مدح او ندهد مرا جواب
خوار و نزار و زار هیں بوالفتح تو و السلام

بعیش خوش اگر زیم بسختی گرچه من میرم ۔ معاذ اللہ که ایں دل را من از دلدار بر گیرم
اگر زیم بر شسته و گر میرم به پیش در ۔ بزیر پا نهم ایں سر حسن العاقبت میرم (بخیر)
لب و گفتار آں خنده فروبسته زبان من ۔ من اندر عشق بازیها اگرچه کهنه پیرم
بفرما ترک را غمزه خدنگے را کند ساز او ۔ شکارے بسته پا دیدی من آں ماننده نخچیرم (پر ساز د)
نشد دیگر هوس پخته بماندم سوخته خامے ۔ بزن آتش بریں سینه هیں ماندست تدبیرم
ابوالفتحا چه پنداری رود از خاطرت مهرش
بزیم مبتلا زیم بمیرم مبتلا میرم

ما هست نه ایم نیست هستیم ۔ کافر نه ولیک بت پرستیم
گیریم که تو بهها شکستیم ۔ در دین یگانگی در ستیم
از عشق نشاں منید هد کس ۔ هر چند که هر طرف بجستیم

در ہر طرفے شتاب رفتیم ہرگز بفراغ دل نشستیم
از بہر کمند جعد پیچاں ما دام وجود خود شکستیم
او را ہمہ ناز بے نیازی ما دست ز خویشتن بشستیم
گر یاد نہ کرد لطف یارے پیغام بدست گر فرستیم
یک بوسہ آں نگار فرمود گاز بے بزدیم و خود بجستیم

در راہ فنا قدم سپاریم
بوالفتح بگو کہ نیست ہستیم

ما عاشق و مبتلائے یاریم با ہر دو جہاں چہ کار داریم
بے یار اگر دہند جنت آں را بجوے نمی شماریم
گر سر ز نشے کنند ما را سر از قدم تو بر ندا ریم
گر یک نظرے فتد براں رو یک لحظ طرف دگر نیاریم
دو چشم من است چو ابر باراں از روئے بتاں چو نو بہاریم
یکبار اگر بلطف بیند یکبارہ چہ صد ہزار باریم
خود را برہ گذر چو اسپے خاکی شدہ تن بدو سپاریم
اے مرغ تو عاشق ہوائی مائیم و ہوائے آں نگاریم
ایں خود نہ بس است جاہ و عزت پیش در تو فتادہ خواریم
دیدم لب آں نگار میگونش ہموارہ بنوشش در خماریم
ما پیر شدیم و مو سپیدیم اے وائے کہ ما سیاہ کاریم
گر از در خویش باز راند ما ہیچ درے دگر نداریم

بوالفتح صفت باہ و زاریم
زیرا چہ سگے گناہ گاریم

گم کرده سرآنچه ہست مائیم — ہیچیم که ہیچ را نشائیم
بر ما نظرے که ما غریبیم — بنما کرمے که ما گدائیم
از ہر دو جہاں یکے نداریم — ما مفلس و مانده بے نوائیم
ما را تو بگو سے غائبانه — ما خود ز کجا و خود کرائیم
از ہر دو قدم بروں فتاده — نی آں خدائے و مصطفائیم
جز درد بدست خود نداریم — فارغ ز طبیب و از دوائیم
مرغیم نه آشیان و چینه — ہمواره پریدن ہوائیم
بوالفتح قرار نیست ما را — آواره چه ابتر و فدائیم
از دشمن و دوست فارغانیم — ما را چه بقا که در فنائیم
ہرگز بحساب در نگنجیم — گاہے بشمار در نه آئیم
رنجور و شیم و زار مانده — ما را چه دوا که عین دائیم
اے فضل خدا تو رحمتے کن — بر ما چه بلا که خود بلائیم

اے خواجه چه لا زنی تو ما را
لا را ہرچه پرسیم که لائیم

(ن ۳: از ہرچه پرسیم)

ہر آں روزے که در مستی گذارم — مبارک باشد آں روز نیکارم
غم فردا و دی از دل بدر شد — بنقد وقت خوش دل می سپارم
سرافرازم بہر جا تاج داریست — که خود آں بندگانش می شمارم
مرادانی خدا دولت چه دادست — ز زخم روزه سر روزے نگارم
زہے دولت زہے عزت که حق داد — فتاده بر درا و خوار و زارم
مرا مستی و ذوق افزود امروز — مرا گفته است فلانے ترسارم
ندارم من از و خواہش دگر چیز — تمنا ہست بوسے با کنارم

(ن ۳: باشدم آں روزگارم)

گرفته میروم پس کہ سر ینے | ضرورت گشتہ ہر سو سنگسارم
زہے وقتے برانم من بباز آ | بدستے جام و دستے زلف یارم
چو دیدم ابروانش عین قبلہ | بسمت او نمازے میگذارم
چو من دیگر نیابی عشق بازے | کہ من در عشقبازی مرد کارم

دریں میداں محمد راست جولاں
کہ شہبازے و پیکے شہسوارم

وصف لب او دگر چہ گوئیم | من عاشق مبتلاے اویم
گردم چو حبابِ تازہ از سر | گر من دل و تن بمے بشویم
معشوقہ ہمہ شب است با من | در بادیہ حرم چہ پوئیم
فردا کہ شود نشور مردم | من قالب خویش را بجویم
گر بوے ترا دراں نیابم | منکر شدہ لعنتش بگویم
من عکس نیم کہ عین شخصم | بیرون و درون کجات جویم
بر من چہ نہی گرانی جور | مسکینم و بکیسم فرویم
باریک کمر کشادہ سینہ | ای حبذا در از نیک خویم
در رہ گذرِ تو خاک گردم | در آتش و باد و آب رویم
ایں پیرہن وجود یکتاست | صد پارہ شدہ است ایں دو تویم
من آبم و تو مداں سبوے | دریا ام تو مداں کہ جویم
قدت کہ بلند راست سرو ست | ز اندیشۂ آنست سرفرویم

بوالفتح خلاص رہنموں نیست | قرار ستا
در بند فتادہ چہ گویم

آں شہ کہ قبا بہ بست محکم | بس کژ کلہاں شدند درہم

شکالہ و دلفریب و خوش خو — میخوارہ و خوش مزاج بے غم
صبحے کہ جبین او بہ بینی — آں روز تو روشن است و خرم
لعل لب او چو برگ تنبول — دندانش چو لولوئے منظم
رفتارش سرو دید استاد — طوطی شدہ پیش نطقش ابکم
عالم ہمہ مبتلائے خوبانست — بیچارہ و کمترینہ من ہم
بر ریش دل من از لب تو — یکبوسہ بہ از ہزار مرہم
ہم عشق بتاں و پارسائی — ہر دو نشوند جمع باہم
بوالفتح بگوے حجتے راست — برخواں تو حدیث زید اسلم
مارا تو ز عاشقی مکن عیب
کایں کار محمد است و آدم

رفتار تو دید سرو استاد

دلے دارم شکستہ زار و مغموم — تنے دارم قوی رنجور و محموم
رفیقاں دوستاں یار او داعے — کہ رحلت عنقریب است گشتہ معلوم
بدرد عشقبازی گر بمیرم — بحسن العاقبت شد کار مختوم
مرا با تو بے افتادہ است خوش حال — تو راہ خویش گیر اے شیخ مخدوم
نہ بیند کہ ہر کہ روئے خوب امروز — شود فردا ز حور العین محروم
لباں چوں حلقۂ پر کار گشتہ — کشیدہ در میانش خط موہوم
ازیں یک دو نمودن ایہا الشیخ — بشد اسرار از تو سین مفہوم
اگر ہست نیست الا عشق بازی
دگر جملہ ابو الفتح اند معدوم

معلوم
بحسن عاقبت

شراب بیخودی در کار کردیم — ہمہ عالم فدائے یار کردیم
ز توبہ توبہا کردیم بسیار — نہ وقت ورد استغفار کردیم

مے صافی ندارم تا کنم غسل — تیمم بر در خمار کردیم

ز آب دیدگاں کردیم وضوے — نمازے جانب آں یار کردیم

بسے بر زاہداں سخرے نمودیم — کرامت ہاے شاں را خوار کردیم

بکنج زہد خود ایشاں چہ دیدند — کہ ما رسوا بہر بازار کردیم

بزہد و پارسائی شہرہ بودیم — کنوں بیزاری و انکار کردیم

خمار از روے خوباں برگرفتیم — کشادہ پردۂ اسرار کردیم

صباحے بر در خمار شستیم — دو سہ جامے ازاں در کار کردیم

کلہ را بر سبوے مے نہادیم — بجاے سبحہ ہم زنار کردیم

محمد رخت ہستی را ببستیم

براق نیستی را بار کردیم

شراب عشق در پیمانہ کردیم — سمبر درد را افسانہ کردیم

کنیم آہنگ سادہ نغمۂ را — سرود خوش نوا فرغانہ کردیم

اگر بر شمع رخ پروانہ واریم — ضرورت ہر او پروانہ کردیم

ز لعلش جرعہ گر دست افتد — مجاور بر در میخانہ کردیم

سر سوداے سر ساماں نداریم — سر زلف بتاں را شانہ کردیم

کہ تا گردیم قوت مرغ عشقش — بصحن دل فتادہ دانہ کردیم

کہ ما با آشنائی یار کردیم — ز خویشاں وز خود بیگانہ کردیم — بحر عشق ۳

چو ما اندر صف مرداں ستادیم — ضرورت پاشدی مردانہ کردیم

چو می بازیم نرد عشقبازی — دغا را مہرہ سر خانہ کردیم

اسیر جعد خوباں گشتۂ تو — کہ افتد در گلو دیوانہ کردیم

محمد عشق را آنجا رسانیم

که در اقلیمها فرزانه گردیم

من عاشق جوانی مغ زاده شده ستم — اکنون نماند چاره الا که می پرستم
از هر کجا که باشد می را بکار دارم — گه طاقیه فروشم و خرقه گرو فرستم
ب: باشم
آئین عشق بازی جز اتفاق نبود — دینے که یار دارد من همبر انش هستم
گر یار زهد ورزد من شیخ خانقاهم — ور مست می فروشد آن سو سبو شکستم
رویش چو آفتاب دیدم بگاه صبحی — اکنون شده فریضه تا مهر را پرستم
بر پشت خنگ باده کش در کش است سادہ — شرم از کسے ندارم دیوانه خود ستم

گفتند ای محمد یار تو بیوفا هست
گفتم چنانکه هست او من مبتلاش هستم

سمیر درد و غم را ما بجوئیم — حدیث درد دل با وے بگوئیم
مگر که درد ما درمان پذیرد — مگر که حرف غم از دل بشوئیم
کسی آمد اگر چه پیش جستیم — پس افتادیم اگر چه پیش پوئیم
چه پندم میدهید اے نیک خواهاں — که ما خود عاشق هر خوب روئیم
نظر دادند تا ما خوب بینیم — زبان دادند تا ما حق بگوئیم
چه کار آید مرا حور بهشتی — که در حسن بتان مانده فروئیم
مرا دیوانه می خوانند خلقے — کنون از خویشتن دستے بشوئیم

محمد عاشق است یا آنکه معشوق
ب: عاشقی یا آنکه
بماندم اندریں حیرت چه گوئیم

زهے عزت که پیش یار میرم — بلے افتاده خوار و زار میرم
خیال دیگرے گر خاطر آید — ز شرع احمدی بیزار میرم
اگر گلزار گردم برهنه پا — ضرورت هم بزخم خار میرم

اگر زخمے زند زاں غمزہ آں ترک   شہیدم گر بداں افگار میرم
کسے میرد دریں عالم بیک بار   منم کز غمزہ ات صد بار میرم
بقائے عمر بادت جاودانی   مرا بگذار بر در خوار میرم
خلاصی از غم و اندوہ یابم   اگر بخشد مرام دار میرم
مگر آزاد گردم از دو عالم   اگر در بند زلف یار میرم

نہاد اصل ایماں بر دو نکتہ است
محمد بہر آں اقرار میرم

من آں مستم کہ با ناز و نیازم   من آں رندم کہ در صوم و نمازم
نہ آنکہ سید الفقہاست نامم   ہمارہ در توصل در گدازم
شراب من نہ از انگور و شکر   مرا معشوق نہ لیلی ایازم
مرا یک کودکے شوخے است عشق   نہ او جن و بشر زیں خفیہ رازم
ہمارا میکند دعوی خدائی   ہمی گوید ز ہر کس بے نیازم
محمد احسن الصورت بخواند   منم برابن عمراں سرفرازم
بشوخی گر زنیم سرے برآید   فرو افگندیش بر دل بسازم
چہ باشد لیلی و مجنوں کدام است   نہ من محمود نے ترک ایازم
نہ آنکہ ابروے من قبلہ ہست   ز بہر ماست ہر صوم و نمازم
بروز رخ من فرستم خود بخشم   بسوز ہجر وصلت می نوازم
نہ کہ ملاح دریائیست با من   نہ آنکہ بحر و برم نہ جہازم
مرا خود بر سر کوہ سرا اندیل   امانی بادشاہی در حجازم
مرا تحقیق شد عالم حقیقت   ہمیں معنی در آں صورت مجازم
منم آں گلبنے خوشبوے بے جا   من آں سروم کہ بر گل سرفرازم

محمد بس کند گفتار کردار
نهادم بر لبِ تیغش گازم

زمانے گر ازیں ہستی برآئیم
جمالِ قدس را در خود نمائیم

دمے بر صدرِ عرش دل نشینیم
ورائے قدس قدوسی برآئیم

برہنہ از لباسِ حق گردیم
ردائے کبریا از بر کشائیم

پیاپے جام جاں پرور بنوشیم
سرودِ خود شناسی را سرائیم

ہماں ناقہ کہ ہیچو سیم درجیب
ہماں کس را کہ ہیچ اسیم مائیم

بہ نقدِ وقت خود سازیم امروز
برائے وعدۂ فردا چہ پائیم

محمد با حقیقت آگہی شد
سرابے داں کہ از عکس ہوائیم

اگر ہستیم مثلِ ژالہ ہستیم
اگر اندر گداز یم آب و مائیم

ہمہ روز و ہمہ شب نیست کارے
مگر خود را بمدح خود ستائیم

نباشد با کسے مانند ما را
نمیدانی گر ائیم و چہ مائیم

دل از من بردیار من چہ کنم
جاں بجاں رفت و خشک تن چہ کنم

جاں بجاں رفت
خشک تن چہ کنم
کو باختیار برد

من نخواہم کہ دل دہم بہ کسے
گر بزار ستم بہ برد من چہ کنم

پیش کہ نالم و کنم فریاد
دل من برد او بفن چہ کنم

ہر کجا عشق رفت کرد خراب
درد لم میکند وطن چہ کنم

چونکہ از من نماند با من ہیچ
باز دعوی ما و من چہ کنم

بے یکے سرو قد و لالہ عذار
گشت گلزار در چمن چہ کنم

مہ و خورشید و مشتری زہرہ
نام آں کوکبِ یمن چہ کنم

من امشب در کنار او غنودم | ز فرق و تا قدم محظوظ بودم
دو سه بوسه سبک باگاز کے نرم | بسینه سینه را ہم سخت سودم
مرا از خشم او میداد دشنام | من از بس لذت او را می ستودم
زہے ذوقے کہ آن دشنام او را ست | کہ گوئی نغمۂ زہرہ شنودم
سری و سروری گشتہ مسلم | کہ سر را بر در آں یار سودم
صباحے مطلعے میموں بر آمد | مثال اللہ آمد در شہودم
ز احسن صورت و از امرد شباب | محمد نیست الا یک وجودم

دو بیند گر محمد احمدی نیست
مغے ترسا بود یا خود جہودم

دل را بدرد و سوز غم ما سپردہ ایم | گوے فراق عشق ازیں صحن بردہ ایم
از رفتہ تو بہاست و از آیندہ احتراز | از خوب احترازے و توبہ نہ کردہ ایم
جز نقش خط یار کہ حرف یگانگی است | از نسخۂ وجود سراسر ستردہ ایم
تا شربت بلا و محن را چشیدہ ایم | با صاف ذو ور دساختہ ممزوج خوردہ ایم
از غلطش دو چشم تو بیمار گشتہ ایم | وز غمزہ ہائے نرگس مست تو مردہ ایم
گر ترک غمزہ نہب کند شہر اہل دل | ما خویش را یکے ہم از ایشاں شمردہ ایم

بو الفتح زلف اوست چو ماہے سیہ دراز
از جان و دل بگردش او گرد کردہ ایم

شرابے دہ مرا یارا کزو بے خویشتن گردم | مزید عشق من باشد بیفزاید غم و دردم
زمے مستی است مقصودم کز و صافی است یکسانم | نماندست گر صفا بارے بدہ بگید و قلح دُردم
نہ بودم زاہدے صالح بکنج خلوت آسودہ | نمازے بود و تسبیحے نہ بودہ جز ہمیں کردم
خدا را سالہا باشد بصدق دل پرستیدم | قبول طاعت ایں آمد بعشق درد و غم خوردم

حدیقه بیشتر باشد مرا هم گشت زار سرسبز بجز مهر گیاه اے دل نمی روید درین گردم

بسویم گر زنی تیرے کنم سینه سپر گو زن کشاده تیز تر بینیم درین حرص و هوس مردم

لب لعلت جوانمردے کز و مستی همی بازد ترا چشم است خونخواره بجان و دل بیازردم

ابو الفتحا بده جانرا به پیش در نهاده سر توانگه مرد میدانی ز میدان گوے من بردم

نود ساله شدم اکنوں تو گوئی شردهم ساله چناں در عشق چالاکم تو گوئی کودکے خوردم

بکنج خانه خوش بودم کجا جعد ترا دیدم پریشاں گشت حال من بغارت رفت آں دردم

بگلزاراں نظر کردم ندیدم چوں تو سروے را
نبوده همچنیں هرگز شگفته شد دل دردم

بیا تا لکد گر آسوده باشیم ز بود خویشتن نابوده باشیم

زهے عز و زهے فخر و زهے جاه که جبهه بر درا و سوده باشیم

اگر بازیم جاں را بهر جاناں چه کم آید بلے افزوده باشیم

صفائی صفوی را ار نه بینم بهستی خویش اگر آلوده باشیم

چو خسرو گر لب شیریں به بوسیم نبات وصل را پالوده باشیم بر ۳۱۲

محمد چوں رهیم از درد و اندوه
مگر از بود خود نابوده باشیم

من عشق ترا بجاں گزیرم من درد ترا بدل پذیرم

جز نام تو نیست بر زبانم جز یاد تو نیست در ضمیرم

گر زیم ز بهر یار زیم ور میرم بهر یار میرم

آں را که توئی همه جهانست در هر دو جهاں من آں امیرم

بر خاک درت چو خوار افتم سیدل نکه نشسته بر سریرم تا سیدان که

من عاشق دردمند هستم

جز درد ترا دوا نگیرم

بیا تا یکدگر شطرنج بازیم   دغا را پیشہ بر مہرہ سازیم
رخ آں شہسوار خود بہ بینیم   بساط بیش و کم نا خود فرازیم   را سرفرازیم ن بانود
اگر ماندہ کسے اینجا پیادہ   بفرزیں بند او را ما نوازیم
گرو کان خبر سر خود را نداریم   بسیم و نقرہ و زر ما نسازیم
اگر یک بوسہ یابم اجازت   زبے باکی لبش را ہم گدازیم
دلم را قبلہ ابروے تو پیوست   اگرچہ سمت کعبہ در نمازیم
ہمارہ غرقہ بحر جدائیم   در آں دریا چو سر راہ گدازیم   دراں شوری چو دریا میگدازیم
اگر نیکیم و یا زشت و بدستیم   بجز یکذات را در احترازیم
اگرچہ بے ادب واریم و بے باک   حقیقت را نمودہ در مجازیم

دو سہ روزے کہ ماند از عمر باقی
محمد بالتحقیقت عشق بازیم

گر از آں یار ما کرانہ کنیم   مردن خویش را بہانہ کنیم
قدم عشق را بسر ببریم   نغمہ سوز را ترانہ کنیم   سوز
مے مستی و ذوق بر نوشیم   لعل میگونش را چمانہ کنیم
حالت عشق را حکایت نیست   حاش ہند کز اں فسانہ کنیم

گر پس جعد آں سرے گیریم
لاجرم دست شاخ شانہ کنیم   لاجرم دست شاخ شانہ کنیم

بیا تا یکدگر عیشے برانیم   وجود خود زریم غم فشانیم
گہے عاشق گہے معشوق باشیم   بنقد وقت یکدم خوش برانیم
بوقت خویش خوش باشیم امروز   غم فردا و دی در گوشہ شانیم

غنیمت دار امروز اے برادر — کہ ما مانیم فردا تا نمانیم
نماندہ با کسے صلحے و جنگے — کہ با ہر دوست و دشمن دوستانیم
ہمہ را دست مال و پائمالیم — مداں کہ سرورے و سرورانیم (نسخہ: بدانکہ سروران را سرورانیم)
محمد مرشدی تو حاش للہ — کہ ماگاوان دشتی را شبانیم
مثال سرو سر راکم فرازیم — نہ کہ با خار ہمچوں گلبنانیم
اگر از در براند یار ما را — نہادہ سر بداں در آستانیم
مصلا بر کتف تسبیح بر دست — چہ می بینی مغاں را پاسبانیم
نشان عاشقاں را می شناسیم — ز آہ سرد و روے زرد دانیم
بحمد اللہ چنانستیم یارا — کہ نشناسی کئیم واز کیانیم
لب میگونش را یکدم بجوشیم — مگر کہ جاوداں سرمست مانیم
کجا دیدیم شکل جعد اورا — پریشاں گشتہ دور از خانمانیم
ابوالفتح محمد صدر دین کو — کہ ما سقف بلا را نردبانیم (نسخہ: [illegible])
سرین و جعد اورا تا بدیدم — سرو سینہ گرفتہ پس گرانیم
حدیث بحر را از غرقہ پرسند — مپرس از ما کہ ما دور از کرانیم

فنائے ما بجز صوری نباشد
بسر نور مطلق جاودانیم

مرا در دل نمی آید رود از سینہ درد و غم — مرا از جاں نمی خیزد کہ شینم نے کم و دم (نسخہ: کہ قصید بے کم و بیش دہم)
دلم با خود ہمی گوید تعالی اللہ محال است ایں — کہ فارغ از غم و اندوہ گردم اندریں عالم
ولیکن آں قدر باشد گہ گریاں شود دردم — بنقد وقت خوش باشم بوہمے و گمانے ہم
ز آہ سرد و صدر گرم شد معلوم من ہر دم — نشان عشق باز انست لبہا خشک و چشمے نم
عروس عشق شبہا را نقاب از روے بردارد — اگر از پردۂ ہستی بروں آئی تو ہم یکدم (نسخہ: حسن)

نہ من تنہا شدم عاشق بروے گندمی روے — کہ ایں رسمیست معہودے ہم از جواد از آدم
مرا درویست درماں نے مرا رنجے است داروئے — کہ ریشے پختہ شد در دل ندارد ہیچ آں مرہم
منم تنہا و رنجوری مرا از دوستاں دوری — ندارم مونسے ہمدم ندارم دوستے محرم

محمد چند غم نوشی و تلخے درد آشامی
برو یکبارہ زیں عالم نشیں آزادہ و خرم

شراب لعل او کردہ خرابم — شکال جعد او بردہ ز تابم
سوال بوسہ کردم ز لعلش — بزود و شے وخوش گفتہ جوابم
قفائے زد من از روے پس بدیدم — بخشم از من شد و کردہ عتابم
زبان خویش کرد او در دہانم — بجوشیدم چو شیریں شد لعابم
دہان اوست گوی پر ز شکر — لعاب او شدہ صرف گلابم
محمد تاکہ در صدر حیات است — کشادہ بیں ازیں اسرار بابم

بگو من اگر و تنہا ئی
بسے اسرار ممزوج است ترابم

شبے خفتہ جمال یار دیدم — دو چشم بخت را بیدار دیدم
کنار و بوسہ ہم بود آرے — دگر اسرار در استار دیدم
نہ من بودم نہ او ہر دو یکے بود — یکے اندر یکے در کار دیدم
کمند جعد او سر حلقہ عشق — گرفتاراں دراں بسیار دیدم
شبے گر جعد او افتاد بر دست — دراں شب قدر بس انوار دیدم
حقیقت ظاہری پیداست روشن — شریعت را من از اسرار دیدم
صباح الخیر ماہ من بر آمد — رواج عید در افطار دیدم
نوح حق بندگی را منی کبار — کہ ایں رہ سیرت احرار دیدم

قفای زد من از پس بدیدم

شقوق عشقبازی در عمل شد برنگ زعفران رخسار دیدم
محمد تحفہ بسنگر کہ یک رنگ
درخت و شاخ و خار و بار دیدم

ردیف نون

از چشمۂ لاہوتیم ہر سو رواں نہرے بہ بیں وز قطرۂ ناسوتیم در ہر طرف بحرے بہ بیں
دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر او زاد از خود ایں پسر در ہر سرے سرے بہ بیں
در دیدۂ انسان ما صورت نہ بندد دیگرے در عکس عین شخص ما در نور ما نورے بہ بیں
خورشید ہر روز نیز را ہر روز دیگر مطلعے ایں ماہتاب ہر شبے در ہر مہے بدرے بہ بیں
از غایت قرب اے پسر از ما بماندی دور تر ما ئیم با ہم یکدگر نزدیک را دورے بہ بیں
معشوقۂ پارینہ را امسال دیدم تازہ تر در شکل ہر کبریٰ من است معصود صغرے بہ بیں
اے منکر محشر بیا بیہودہ اینجا ژاژ خا رفتی زمانے باز آ ہر نشور انشرے بہ بیں
طاوس باغ حضرتم بر صورت زاغے مگر سیمرغ قاف قدرتم ہر شکل عصفورے بہ بیں
اینجا محمد احمد است با مرتضیٰ ہمدم قدم
لا بد ازل عین ابد اولیٰ بشد اخری بہ بیں

آفتاب حسن روئے ماہ من بادشاہ خوبرویاں شاہ من
ہر کسے را ملک و مال و سروری خاکپایش تاج و عز و جارہ من
ہر کسے دارد رہے و رہبرے سجدۂ من پیش بت ہمراہ من
تو بخواب غفلت و مست و خوشی نیست آگاہ از بکاء و آہ من
چاہ بابل بہر سحر متبین است کو زنخدان تو بابل چاہ من
عبدا و افسانہ میگفت شب کاسے پریشاں کردہ گمراہ من

چونہ با این ہمہ آشفتگی — خوش چنانکہ داروم اللہ من
نیست جائے سرکشی با زلف یار — بے نیاز است این دو درگاہ من
عشق را شاہ و گدا منظور نیست
بے رضا آنجا رسد اکراہ من

لب بر لب من نہ آزموں کن — بے بادہ خراب و مست گوں کن
یک بوسہ بدہ ہزار بریاں — یک غمزہ بزن ہزار خوں کن
یک چشمک تو دو شیوہ باز د — گہ معجزہ نام و گہ فسوں کن
گر اتفاق وصلت — ورنہ رقیب را بروں کن
بس سینہ بسینہ ام ہمی سائے
او ہام دوئی زدل بروں کن

ترا حسنے است از اندازہ بیروں — مرا اندوہ و غم ہر روز افزوں
ترا در دلبرے لیلی کنیزک — منم در عاشقی استاد مجنوں
بہ پیشت جملہ خوباں در سجود اند — عیاں دیدند وانم سر بے چون د
مثال تو میان خوبرو یاں — صدف اندر میانش در مکنوں
ندیدہ چشم من روے عنودن — ندانم تا کجا می خواند افسوں
ز لعل او ہمہ عالم شدہ مست — سر زلفش جہاں را کردہ مفتوں
ہوائے بوسہ را از دل بدر کن — یقیں دیدم لبش موہوم و مظنون
لب لعلش تو گوی ساقیے ہست — پیالہ پر دہد ہر دم بہر گوں
مبارک مطلعے میموں صباحے — کہ آید یار خوردہ مے و معجوں
بنہ سر در پریشانی محمد
کہ زلف او برآشفتہ است اکنوں

بپیش تو ہمہ خوباں سجود اند
میانش
شدہ عالم ہمہ مست

ے این غزل را حضرت بندہ نواز بروز جمعہ ہفدہم ذی قعدہ ۸۰۲ھ رقم فرمودند

حدیث[1] عشق را بوالفتح کم کن | اگر دستے دہد اینجا قدم کن
زلعل شکریں لطفے بفرما | بپس آں عہد را گیر و ستم کن
تو وعدہ کشتنم کردی ہلا زود | ولیکن ہم بدست خود کرم کن
بروں آ تا وجود جملہ خوباں | بیک نظارہ در کتم عدم کن
اگر مانی بدیدی چہرۂ او | کنوں توبہ ز تصویر صنم کن
ہوائی محرمی یاری نداری | محمد مونس خود درد و غم کن
ہوائے ابر و باران است بوالفتح | شرابے و کبابے را بہم کن
لب او ہم شراب و ہم کباب است | تو بوسہ گاز را یکبارہ ضم کن

نگنجد عشق در تحریر و تقریر
تو کلک قال و قیل از سر قلم کن

شیریں[2] بخسرو آب دہ فرہاد را انگسار کن | وصلت بخاصاں بخش شد ما را خصوص افگار کن
خاطر پریشاں می شود جمع آیدم لطفے بکن | گیسوے پیچیدہ را بکشاے بر ہنجار کن
نشنیدۂ مارسیہ دعوی قتالی میکند | بنما سر گیسوے خود افسوں گری درکار کن
بر طور موسیٰ بودہ ام بر کوہ لبناں شستہ ام | جنباں سر حلقین را پس ہر دو زیر بار کن
خود سرو را آں پا کجا با تو برابر ایستد | گر گل بشوخی رخ کند او را قرین خار کن
گر حسن با احساں بود پیرایۂ زیبا شود | از ما ہمہ جرم و خطا تو رحمتی ایثار کن

تا پرتو چہرہ بری بوالفتح را سایہ فگند
دیوانہ شواے ساحرا بت روم را احضار کن

گر خم خمار کشاید دہن | جملہ جہاں مست شود ہمچو من
گر بت من برقع ز رخ برکند | ہر طرفے گیرد شور و فتن
جرعۂ بے جرعہ چہ بادہ کشی | سنگ بکف گیر و سر خم شکن

ابوالفتح حدیث عشق کم کن
زود تر
غوغای درد
بگفت کن

[1] سید اکبر حسینی ایں غزل را در جوامع الکلم در ملفوظ بعد دو شنبہ نہم ذی الحجہ ۸۰۲ھ رقم فرمودند
[2] در جوامع الکلم در ملفوظ روز پنجشنبہ بست و ہفتم ذی الحجہ ۸۰۲ھ داخل کردہ شدہ

بادہ رود ہر طرفے ہمچو جوے ‌‌‌‌ باش دراں جاے کشادہ دہن
خانہ چوں خانۂ خمار نیست ‌‌‌‌ نغمہ در ور رقص ورود ف بزن
بوے کجا یابم و در گلبناں ‌‌‌‌ سرو کجا جویم واندر چمن
گوہر اگر خواہی درِ بحر جوئے ‌‌‌‌ خوب کجا باشد اندر ختن
یار کجا جویم و در دہر نیست ‌‌‌‌ راز کرا گویم تنہا چو من

پیش ابو الفتح محمد بگوے
بس کند از سوز زیادہ سخن

یک جرعہ مے بجام ما کن ‌‌‌‌ یکبار مے بکام ما کن
ساقی قدحے بدست ما دہ ‌‌‌‌ یک چشمک زن مدام ما کن
گر بر گذری ببام آں شاہ ‌‌‌‌ اے باد یکے سلام ما کن
آہستہ ترے بگوش برخواں ‌‌‌‌ گستاخی کن پیام ما کن
اے شاہ غیب یک کرشمہ ‌‌‌‌ پس ہر دو جہاں بکام ما کن

دشنام دہی تو چا کرانرا
مخصوص بدیں پیام ما کن

بنام[۲]

جواں مست من دیوانۂ من ‌‌‌‌ لب میگون او میخانۂ من
ہمہ شب شورشے زاں شمع رخسا ‌‌‌‌ نگوید ہم فلاں پروانۂ من سوز نشانی
پریشاں بر چہ گردم در چمن ہا ‌‌‌‌ کہ سروے ہست اندر خانۂ من
اگرچہ زندہ مانم تا قیامت ‌‌‌‌ نخواہد شد تمام افسانۂ من
اگر عشاق را پردہ نوازی ‌‌‌‌ سرود نورو زند فرغانۂ من خوش نوا
مرا با عشق باشد آشنائی ‌‌‌‌ کہ شد ہر آشنا بیگانۂ من

محمد شد بروں از ہستی خود

؎ ایں غزل در جوامع الکلم در ملفوظ روز شنبہ بست و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۳ مندرج شدہ است

ضرورت شد جهان ویرانهٔ من

اگر تو عاشقی عشقے بجوئی وصل بے ہجراں | بنقد وقت خوش باشی چه باشد درد بخرد رانی
چنیں چشمے که من دیدم اگر ایں مردمان بینند | چو من افتند سرغلطان و سرمستان و بیهوشاں
بحمد الله چنانستی که خلقے در ثنای تست | صباحت با ملاحت ہم ترا حسنے است با احساں
اگر با ماه روئے تو شبے بغنوده دانے | چه باشد راحت وصلت چه چیز است محنت حرماں

توی بحر صفا یار از اخلق و کرم لیکن
شدم تا آشنائے تو شدم غرقاب اندوہاں

یا صاحب حسن لطف و احسان | حلوائے بس لطیف ہست آں
پیش رخ و زلف آں ستمگر | کفر است کدام و چیست ایماں
ای جان جہاں و جہان جانم | مارا نفسے زما تو بستاں
گر عمر است با بار انار | آں سرو توی دریں گلستاں
از چشم تو باده وام کردند | می غلطم ہر طرف چو مستاں
بر زلف تو تا زدیم دستے | گشتیم خراب و زار و ویراں

ہر جا که کہے بلند دیدم
رفت است ہوائے کہ سر بیناں

جبیں بر پشت پائے یار سودن | سری و سروری باشد فزودن
ہمه شب در خیال خال و زلفے | ندیده چشم من روئے غنودن
بدیں حسنے که تو ہستی بدیں زیب | بدیں صورت توانی دل ربودن
چنانچه از تو سزد دشنامها گو | نباید از منت الا ستودن
اگر لطفے کند یک بوسه بخشد | شود احسان ازاں یکبار سودن
بجز وہم و خیالے ہم دگر ہست | بیقین شد نیست جز گفت و شنودن

محمد بارک اللہ حبیت بہتر
جبیں بر پشت پائے یار سودن

ذوق و طرب فزاید تازہ شود جہاں ۔ از ترک غمزۂ تو اگر باشدے اماں
ابروے تو کمانے و مژگاں چو ناوکے ۔ ترسم ز ناوکے کہ کشاید ازاں کماں
می آیدم بو ہم کز اں لعل می چکاں ۔ یکبوسۂ سوال کنم یا بم از نشاں
اطلاق نام عشق روا نیست بر کسے ۔ کہ از جور یار خویش کند نالہ و فغاں

بو الفتح را بگوے کہ شر مے کند ز خلق
کای پیر چشم باز بخوباں بہیں نہاں

بشرط دوستی کردم وفا من ۔ کہ بر درد و بلا دادم رضا من
بتاں را سجدہ کن حاشا مدہ پشت ۔ معاذ اللہ کہ دارم ایں روا من
مرا دشنام میگوئی خوشت باد ۔ نخواہم گفتنت الّا دعا من
مرا با زلف تو کارے دراز است ۔ مداں کوتہ کنم دست از جفا من
بگرداں مہرہ را ہر چونکہ خواہی ۔ نخواہم کرد از دستش رہا من
بخواہد از تو ہر کس آرزوے ۔ ندارم آرزوے جز لقا من
چرا فارغ نشینم بے غم از غم ۔ کہ یار من ہمیشہ ہست با من
ز درد تو کہ ریشے پخت در دل ۔ نخواہم از خدا ہرگز شفا من

ہر وجہے کہ دیدم اے محمد
ندیدم در جہاں الّا خدا من

ساقی قدحے شراب پر کن ۔ زیں روئے خوشے تو تازہ تر کن
چوں مستی بادہ را چشیدی ۔ پر کردہ سبوے بادہ سر کن
ہر منکر عشق را کہ بینے ۔ نامش تو ستور و گاو و خر کن

ازغمزه اگر کشاده تیرے　　چشم و دل خویش را سپر کن
ابروے بتے اگر بدیدی　　از صخره بگرد و قبله بر کن
معذور بدار گرچه پس رفت　　بر جعد و سرین او نظر کن

بوالفتح بنوش باده خوش باش
از غیر خدا وے حذر کن

منم آں رفته زخویشم اللبناں اللبناں　　فارغ از مذهب و کیشم اللبناں اللبناں
نه مرا صبحے و شامے نه مرا صیدے و دامے　　نه مرا پخته و خامے اللبناں اللبناں نه مرا صبح نه شامے
نه مرا مالے و جاهے نه مرا باغے و چاهے　　نه مرا رهبر و راهے اللبناں اللبناں
نه مرا ملکے و ملکے نه مرا بحرے و فلکے　　نه مرا دردے و شکے اللبناں اللبناں ملک نه ملکے
نه مرا نقره و سیمے نه امیدے و نه بیمے　　نه مرا پاره گلیمے اللبناں اللبناں نه ملکے نه بیمے
نه مرا چینه و دانه نه مرا صحنے و خانه　　نه مرا موے و شانه اللبناں اللبناں
نه مرا دروے و درماں نه مرا سروے و ساماں　　نه مرا کفر نه ایماں اللبناں اللبناں نه مرا درد نه درماں
نه مرا ننگے و نامے نه مرا صحنے و بامے　　نه مرا خواجه نه غلامے اللبناں اللبناں نه مرا ننگ نه نامے
نه مرا شرمے و عارے نه مرا کارے و بارے　　نه عزیزم و نه خوارے اللبناں اللبناں
نه مرا ریش و نه ابرو نه مرا سبلت و نے مو　　نه مرا کچلک خوشبو اللبناں اللبناں نه کوبلک خوشبو
نه مرا فردا و دینه نه مرا سنت و شبینه　　نه مرا صلحے و کینه اللبناں اللبناں
نه مرا خرقه و کینک نه مرا کاسه و صحنک　　نه مرا تنک و تنکنک اللبناں اللبناں
نه مرا فوطه و لنگے نه مرا نامے و بانگے　　نه مرا کیسه و دانگے اللبناں اللبناں
نه از آدم و حوا نه من از پستی و بالا　　نه من اینجا و نه آنجا اللبناں اللبناں
نه مرا صافی و دردے نه مرا سبحه و وردے　　نه صلاحے و نه دردے اللبناں اللبناں
نه مرا گلشن و گلخن نه مرا دوست نه دشمن　　نه من با تو نه تو با من اللبناں اللبناں

نہ منم عاشق صادق نہ منم فاسق ذایق — نہ منم زاہد فایق اللبناں اللبناں
نہ منم خواجۂ واثق نہ منم بندۂ رایق — نہ منم سابق ولاحق اللبناں اللبناں
نہ مرا بود وجودے نہ مرا جود شہودے — نہ مرا نارے ودودے اللبناں اللبناں
نہ منم سید شیدا نہ توی سید وشیدا نہ نواز مای وبا ما — نہ ابوالفتح نہ ابوالفتحا اللبناں اللبناں
زرقے نہ مرا ذوقے ودلقے نہ مرا خرقہ وخرقے — نہ مرا وصلے وفرقے اللبناں اللبناں
نہ منم شاہ وگدائے نہ مرا فکرے ورائے — نہ مرا مہرے وماہے اللبناں اللبناں

نہ مرا قیلے وقالے نہ مرا وقتے وحالے
نہ مرا بال وبالے اللبناں اللبناں

ای جواں گر عشق بازی جو دکن — شاہد بازار را خوشنود کن
بر درش گرا یستادے بایدت — ہرچہ او بایش بود موجود کن — بایش
دل بیاز و جان بباز و دین بباز — پس زسودائے محبت سود کن
صرفہ جاں میکنی در عشق اگر — نام خویش وہم لقب مردود کن
بر خوری از عاشقی تو آنگہے — خویشتن را نیست کن نابود کن
خویشتن را ہیچ و ترسو ز — تا شوی خوشبوے عین دود کن
از وصال او تو آنگہ بر خوری — ہرچہ یار تو ترا فرمود کن

اے محمد نیست نابود ار شوی
شایدت پس نام خود محمود کن

آمد بدرت غریب و مسکین — بیچارہ دردمند وغمگیں
بار ہیچ کسے ندارد الطفے — بنمودہ ملطف یار تسکیں
ہر جا کہ رود کسے نہ پرسد — بر ہر کہ شود کنند نفریں
رخسارہ خراش زآب دیدہ — در سینہ تراش رنجہا ایں

اورا نہ حریف و یار محرم | اورا نہ قرین و دوست ہمدیں
گر تیغ بہ فرق او برانی | او گوید شاد باش و تحسیں
اورا نہ حسد نہ حقد باکس | پاکست دلش زآں و ازایں
وا ماندہ و بیدل است و بیکس | اوراتو مراں بخشم چندیں
سہل است شکستہ را شکستن | بر مردہ کنی چہ تیز مسکیں
تو روشن زآفتاب و ماہی | پروا چہ کنی بسوے پروین
ای ارحم الراحمین چہ دانی | آمد بدرت غریب و مسکین

کن رحمے کہ بر درت فتادہ است
بوالفتح سگے است نیک گرگیں

دیوانہ و عاشق شدم بر لعل آں شیریں سخن | سازم فدا بر پاے او ازدل ہمیں این جان و تن
گر بوسہ بر لب زدم ازبی رضائی خشم چیست | کینہ بکش خشمے بکن یکبوسہ را تو دہ بزن
باسینہ ام سینہ بسا لب را بنہ ہم بر لبم | گر تو نیابی لذتے دشنام دہ سیلی بزن
خوباں ہمہ نجمے شمر تو درمیان شاں قمر | درمجمع یاران ما باشی تو شمع انجمن
ازتو مرا روشن شدہ ای آفتاب مہرباں | کز تو ہمہ نور و خوشی و ز مہر خیزد سوختن
من دی شرابے خوردہ ام ماندہ خمارش در سرم | گر بوسہ بخشی مرا آسودہ گردد جان و تن
ہرجا کہ خوبے دیدہ ام کو کحل بیدادی کشد | درچشم مردم را کند او بیہش و بے خویشتن

بوالفتح عاشق کہنہ نو نو گزیند مہ رخے
ہردم ملا منہا کشد ازہر کہ باشد مرد و زن

شکایت یار ہم بر یار گفتن | چہ خوش باشد نہ کہ ہر بار گفتن
اگر یارے جفاے کرد باتو | نمی شاید بر اغیار گفتن
شبے با ماہ روے گر بخفتی | نباید قصۂ ایں کار گفتن

حدیث قصهٔ مستی و مستاں حرامت باد بر ہشیار گفتن
اگر صوفی شدی شرمت نیاید حساب تنکه و دینار گفتن
گله از جام مے واز خمارش ترا منع است بر خمار گفتن
ابوالفتح محمد را نشاید
سخن از وصل در بازار گفتن

آں جواں ہم جان و ہم جانانِ من عشق او ہم درد ہم درمان من
ظلم بر خود میکند بر یار ہم او نہ آنِ خود شود نے آن من
او میانِ گلبناں شگفته گل او میان سرکشاں سلطان من
من دراں خلوت که با یار خودم نیست روح القدس خود دربان من
من بروں از خویش بودم تا یکے شد یکے اندر یکے اثنان من
گر عیاں را با بیان جمع آورم منتے بر من نہد منان من
اے ابوالفتح محمد باز آے
باز آمد نیست در امکان من

غمزه بزن تو دل ببر منت بنه بجان من جان و جہانم آن تو درد و غمت از آن من
بوسه اگر زدم چه شد ناز و کرشمه چیست ایں لعل لبت ہمه گمان است گم شده آن نشان من
ہر چه کنی ترا سزد یفعل ما یشاء توئی قہر مکن کرم بکن زیبدت اے جوان من
کیست دلاله و رقیب نیست دوی چه در میاں من تو تو من یکے عین تو شد عیان من
شخص تو در خیال من بود تو در نہاد من نقش تو در ضمیر من نام تو بر زبان من
دیده شده بعینه مردم چشم من توئی نیست بجز تو دیگرے ہیچ به جسم و جان من
ہر که محمد احمد است و احمد را احد بخواں ہرگه
آه حجاب من شده ہیمے که درمیان من

باشد کسے ز عشق مرا امید نشان　　　آنکو ز خویش بیخبر است باخبر ہماں
اطلاق نام عشق روا نیست بر کسے　　　کز جور یار خویش کند نالہ و فغاں
رفتم بگشت باغ کہ بینم مثال یار　　　سروے دگر کجاست چو کبک دری رواں
گویم بدید ہر کہ لبش را خراب شد　　　ما را عجب کہ چون نہ بدید است در گماں
مردم دریں ہوس کہ بمیرم بہ پیش تو　　　کارم بجاں رسیدہ و آخر شدہ تواں
عاشق شکم پرست نباشد جوان من　　　روحانی نباشد محتاج آب و ناں

چوں من خراب از بحر عشق یار نیست
بو الفتح را مپرس بحراں دگر نشان

خوب رویا تو کرشمہ ناز کن　　　عشقبازا عجز و زاری ساز کن
ساقیا یک جرعۂ در کام ریز　　　مطربا یک نغمہ آغاز کن
سرو قدا باش با ہمت بلند　　　گلعذرا خار را انباز کن
شاہدا تو خود پرستی را بباش　　　غمزہ زن از سیم و زر اغماز کن　(باسیم و زر انبار کن)
گیرمے تو شیخ وقت و مرشدی　　　رل مع الاسلام کشتی باز کن
پیش کندوری بکش لقمہ بدہ　　　اینگہے بر مردمان در باز کن
نقد را بالنسیہ تو یک جا نبہ　　　می شود قصہ دراز ایجاز کن
بوسہ را گر او اشارت میکند　　　خویش را مستان بباز و ساز کن
نیست معقودے و موجودے مگر　　　واحدٌ فی واحدٍ اعجاز کن

اے محمد بت پرستان کافر اند
حق پرستی را یکے ابراز کن

قدم حسن را خراماں کن　　　درد و اندوہ را بدرماں مکن
جعد را شانہ زن فراہم آر　　　خاطر جمع را پریشاں کن

آن سیہ زلف را ز رخ برگیر — کفر ما را بدل بایمان کن
مشک دعوی طبیب کرد دمے — جعد بکشا و بس پشیمان کن
بوسۂ التماس گر بکنم — کرم خویشتن و چندان کن
گر تو داری بباغ دل گردی — گل و میوہ بجیب و دامان کن
ای ابوالفتح ستر باز بگو
زیرہ را ہم بسوے کرمان کن

جفاے یار را اے دل وفا داں — اگر دردی دہد آں را صفا داں
اگر تیغے زند بر سر زہے لطف — اگر تو دم زنی جہل و خطا داں
اگر عاشق شود زاں لعل مستان — دراں حالت زند بوسہ روا داں
ز جور یار در دل گر خراشے است — تو در رویش راعین وداد ان
چہ پندم میدہی اے زاہد وقت — تو ما را بد بگو واں را دعا داں
محبت مایۂ رنج است و محنت
محمد حسن خوباں را بلا داں

ردیف واو

مرا یارے است در خاطر اگر گویم کدام است او — جہانے مبتلا گردد بلائے خاص و عام است او
زبادہ زباد لعل میگونش جہانے مست می گردد — شگفت آید ہمہ کس را ندانم تا چہ جام است او
صبا از جیب و دامانش دہد بوے بگلزاراں — صباح از تابش عارض نگہ کن مہر دام است او
پیالہ را مثل باشد دو چشم مست غلطانش — وے مے پر بہ پاید گر ساقی مدام است او
ز رخسار و جبین او ہزاراں مہر می تابد
قد و بالاش اگر بینی ہمی سرو تمام است او

مرا افتاده است باآں دو گیسو نہادم دین و دنیا را بیک سو
شدم از قبلهٔ اسلام بیزار چو دیدم عین محراب است ابرو
اگر عاشق شدی جور و جفا کش نہ آنکہ نیکوئی باشند بدخو
مرا در دل نباشد ہیچ شخصے در آں محضر کہ نیست الا کہ یاہو
اگر یک بوسہ خواہم سبک تر نہ بخشد آں مکار شوخ بے رو
اگر بر بوئے عاشق شد سیتی بکن از خویش و از بیگانہ یک سو
ندیدہ دیدہ ام روے غنودن مگر آں چشم فتنہ کرد جادو
میان چشم و دل میرفت گفتے کہ عاشق من منم یا آنکہ تو تو

ابوالفتح از رہ انصاف گفتہ است
محمد راست میگوید کہ ہر دو

آں یاری یار و محرمی کو از صدق و صفا و مردمی کو
آں طیب و طرب نگار در بر آں مشرب و عیش و خرمی کو
مے خوردن و مبدم پیاپے آں مستی و ذوق و خرمی کو
آں وقت جماع خوبرویاں آں مجمع عشق و ہمدمی کو
آں رقص و سرود و دف و دستک واں خندہ بلا بے بہ کمی کو
آں ساقی سادہ بادہ بخشا با ناز و کرشمہ مردمی کو
آں بوسہ واں کنار و آں گاز واں رنجش و صلح درہمی کو
یاراں کہ بیکدگر در افتند آں حال مستی و درہمی کو

بوالفتح بدرد و سوز مے بر
آں یاری یار محرمی کو

عشقبازی اگر ببازی تو کار دنیا و دین بسازی تو

ور بدرد و غمت قرارے شد — خوش بزی مرد بے نیازی تو

نه تو در خور نه یار در بر تو — بر چه زئی و با چه سازی تو (نه تو بر در)

رخ آں شمع را کجا بینی — گر چو موم می نمی گدازی تو (یا آن)

نیست در عشق گر کسے انباز — فرد باشی و سر فرازی تو

مرداں را که میکنی پامال — قد بلندی و مو درازی تو

صوفی با صفا و صافی باش — چند بر زہد خویش نازی تو

گر خدا را بحق شناس شدی — بہر چه ہر جانبے گدازی تو

ای ابوالفتح خوار و زار بزی

بایدت ہر نفس گدازی تو

می بینی آں بخواں خوش خو — آں قد بلند و دراز گیسو

آں ماه جبین زهره رخسار — با هیچ یکے نکرد یک سو

با جمله جهاں نفاق بازد — گوید تو منی و من همیں تو

چوں نیک نگه کنی بدانی — اسرار کشیر آں دو ابرو

آں چشم کشاده چشمکے زد — بر بست خیال سحر و جادو

آں جعد نگر که مار خانه است — واں پنجه که کفر راست بازو

آں لعل شکر که خوں بنوشد — واں خال که کافر است هندو

بوالفتح مدار استوارش

آں ظالم کافر است بدخو

گرچه پیری و یا جوانی تو — عشق را باز تا توانی تو

عشق را پیشوائے خویش بساں — کم نگردی و کم نمانی تو

لعل میگونش راکه بوسه زنی — وانکه در وهم و در گمانی تو

ـــ حضرت خواجه ایں غزل را بروز یکشنبه بست و ششم ذیقعده سنه ۸۰۲ رقم فرمودند

عشق را نقد وقت خود می‌سا　　باش باقی بدار فانی تو
گر خیال لبش بدل داری　　روز و شب مست و شادمانی تو
گر شوی دُرد نوش و غم آشام　　ایمنی خفته در امانی تو
وانمی لحظهٔ بخشش شد
ای محمد چه ناتوانی تو

ردیف ھا

یارا جمال شمع رخے را تو دیدهٔ　　پروانه وار گرد چراغے پریدهٔ
خامی تو ہیچ دود چراغے نخوردهٔ　　خوردی تو گرم و سرد جہاں را ندیدهٔ
ذوق خمار و راحت مستی گرفتهٔ　　گاہے بناز آں لب میگوں مکیدهٔ
باشرط عشق را بکسے باختی گہے　　ذوق وصال و درد فراغے چشیدهٔ
وقتے بپاے تو نشکسته است خار ہجر　　گاہے بوصل آں تن گلگوں رسیدهٔ
معشوقهٔ تو گاه بخشم از تو رفته است　　وانگه بصلح آمده در بر کشیدهٔ
بوالفتح راستی که جہاں را ندیده
نی راحتے چشیدی و نے غم کشیدهٔ

منم[1] در عشق بازی پیر گشته　　ولایت درد و غم را میر گشته
نہم در سر پریشانی ضرورت　　که زلفت پاکشان زنجیر گشته　　زلفش
مگر حبل کش بپیچد در گلویم　　شدم دیوانه و تزویر گشته
وضوے عشق را بر قول عشاق　　زخون دیدگاں تقدیر گشته
جوانی عشق در پیری فراغت　　تو گوئی مشک بوده سیر گشته
مرا عمرے است در خوباں گذشته　　بتقویٰ و عبادت دیر گشته

[1] حضرت خواجه بنده نواز ایں غزل را روز جمعه سوم شوال ۸۲۵ھ رقم فرمودند۔

مگر دارند خوباں استوارم
شود وصلے بدیں تدبیر گشته

کدام آں دل که دلبر بر گرفته | کدام آں سر که آں سر در گرفته
خوش آں عاشق که با معشوق پیوست | پس آنگه عشق را از سر گرفته
زہے دردے که در ماتش تو شاہی | زہے یارے که کارے بر گرفته
چه کار آید نبات و انگبینش | کسے کز لعل نوشکر گرفته
ز ناز و کرشمه شد زیادت | نہال عشق ما ہم بر گرفته

ببازی گفت ریزم خون اورا
محمد ایں نکو اختر گرفته

آں ساده که ہست خواجه زاده | دین و دل من بباد داده
اورا ہمه روز نیست کارے | جز گشتن باغ و نوش باده
آں مغ بچه را ہر آنکه دیده | زنار ببسته بر کشاده
ایں دولت ہم شود میسر | من گردم خاک در فتاده
گر عاشق پارسا است زاہد | او منحرف از طریق جاده
بوالفتح اگر تو عشقبازی | بر بند گلوے خود قلاده
وانگاه بدست یار بسپار | ہر سو که برد ببر و کشاده

در کعبه و در کلیسیا ہم
اخلاص و ورع بباد داده
رباعی

عمر را کرده اند اندازه | نیست از وے گذشت اندازه
عمر را بر مثال حصنے دان | لیکن آں حصن را نیست دروازه
ای جواں ایں گماں مشت در خود | ہر دم ایں درخت میشود تازه

ن ہر دمے الخ مثنوی

ایں غزل در جوامع الکلم در ملفوظ روز پنجشنبه بستم ذی الحجه سنه ۸۰۲ مرقوم شد

بلکه هر روز در زبول زوال　　لیک رفته است قسمت اندازه
ای محمد نوو نمود است روی
در نوذ باز خاست آوازه

توکرده زلف را شانه جهانی گشته دیوانه　　بروی همچو شمع تو دل من باد پروانه
نه چون تو دلبری باشد نه چون من عاشقی بیدل　　دوائی من جفای تو شده است ای یار افسانه
رخ تو کعبهٔ جانم خم ابروی تو قبله　　لب میگون تو یارا دل ما راست میخانه
چرا با دوستان خود بلطفی پیش می نائی　　چرا از آشنائی خود شوی بیجرم بیگانه
الا ای یار سیمین تن وجود از من چه می پوشی　　که یک جان و تنم آخر مشو از من جداگانه
نهان شب میخوری و روز بر سجاده بنشینی　　محمد شیخ تزویری نه اینست کار مردانه
نبرد عشق بازی شو براں زرد و غاخانه
توخامی ای پسر جائی نخوردی پخته یکدانه

نقش نگار خانم دل را نگینهٔ　　لعل لب و دهانش می را دفینهٔ
هر چند مفلسم ز نقد وصال یار　　از درد هجر است بسینه دفینهٔ
زیبد که سر فرود نیارد بسروران　　آنکه ز بندگان تو باشد کمینهٔ
از جور و از جفاش هر دم چه می کشیم　　کز درد سوز اوست بجانم خزینهٔ
یعنی چنین بود که گہی آن نگار من　　ناگاه از درم بدر آید شبینهٔ
چون آشنای عشق بغرقاب اوفتد　　جز درد سوز رنج ندارد سفینهٔ
آن آه سرد هر نفسی بر هوا رود　　ترسم اگر برآید از سوز سینهٔ
لعلش اگر ز لطف مرا بوسه بداد　　آن مهر غمزه بر چه خشم است و کینهٔ
بو الفتح وار باش بدنبال نقد وقت
فردا ز نار حمله بانکار دینهٔ

ونیار

زلف تو کند ستم ہمارہ — غمزہ بکند جگر دو پارہ
تنگ دہنت شکر فشاند — لعل تو کند شراب خوارہ
پستان ترا چنان مکیدم — گوئی نبات ہست دو پارہ
پس کوہ سرین ہر آنکہ رفت است — می باید کرد سنگسارہ
آں ماہ مرا بدست ناید — پیچیدہ برمن ایں ستارہ
اے جعد دراز و خورد ہمت — لب لعل تنگ مکن دوبارہ
آں منکر عشق را چہ گوئی — گاوے و خرے و سنگ خارہ
در عشق نہ اگر تو میری — بارے کہ بباش یک سوارہ
بین پیرہن و جود کردم — در عشق بتاں ہزار پارہ تن
گر ممکن نیست وصل خوباں — می کن تو زدور یک نظارہ
گر دست نمیرسد بجعدش — دیوانہ بباش سنگسارہ
بوالفتح اگر وصال جوئی — چارہ نہ بود ز مکر و چارہ
گر عشق نبازی اے محمد
تو کیستی و چہ و چکارہ

جوان مست من سینہ کشیدہ — خراماں میرو و گفت آنکہ دیدہ
جہانے زو شدہ دیوانہ ہر سو — چنیں صورت خداوند آفریدہ
تمثل کرد او از نور قدوس — مجسم نیست ایں صورت گزیدہ
اگر سروے است ما ندہ ایستادہ — وگر باغیست بر مردم دمیدہ
وگر پری است حاشا ساق سیمین است — وگر حوری است در دنیا رسیدہ
خیال جعد او مستانہ دارد — زہے بادہ کزاں گونہ چکیدہ بہشت
وگر گلبن بود خالی نیابند — ازیں خاشاک و از خارے خلیدہ نباشد

چنین صورت مسلمانان بدانید | نه چشمی دیده نی گوشی شنیده
اگر ابروی او خود مین قبله است | جهانی هر طرف سمتش خمیده

ملامت عشق بازان را نشاید
محمد راست این وصفی حمیده

جان را بحق سپارم با سینه کشاده | مست و خراب باشم لب را بلب نهاده
حمدی خدای گویم شکری بجای آرم | شد عاقبت حمیده باب الکرم کشاده
گر رحمتی بباید باشد نشسته بر در | ور مرد نیست ما را باری بدر فتاده
بر حال غریب گوید سخنی غریب و نازک | می تب نوای جوانمردانیک منم نهاده
جنت بکار ناید حور و قصور و فرزن | یک غمزه بباید باغ و حریف ساده

گیسو دراز را اگر کاین قصه مختصر کن
می باش بر در او روز و شبان ستاده

ن س گر زر نشستن بباید بام
ن س مے تیتوا ے
ن س حور و قصور جز این

ردیف یا

بهار آمد بگلزاران خرامی | بروی شاهد و ساقی سلامی
بروی باغ و صحرا خوش برآییم | بیک دوری دو سه پر خورده جامی
دمی یاران همدم را خبر کن | ببر بر مطرب و میگو بیامی
کنار و بوسه گر شد میسر | مگو آنجا حلالی یا حرامی
اگر دستی نداد آن خواجه زاده | بیا پس رو به پیشش شو غلامی
ازان تنگ دهن زان لعل باریک | سخن کم کن نمی گنجد کلامی
اگر در دلبری تو چیره دستی | منم در عشق بازی خود تمامی

محمد در خرابات و خرابی

نکو کردی بر آوردی تو نامے

نوبت عاشقی است یک چندے / باز بندیم دل به دلبندے
یار مهمان رسد چه پیش آریم / جان و دل خود شد است اسپندے
بر زبان نیست جز که نام فلان / میچکد هر چه هست در آوندے
عاشقان بت پرست و بیدین اند / گمرهان را چه میدهی پندے
زاهدے دید روے بت رویان / فاسقے بت پرست شد رندے
باغبان قامتت اگر دیدے / بیخ و بنیاد سرو بر کندے
سرورے بودے اے محمد تو
زلفش ار در بلا نیفگندے

نے جاے تحمل است و زاری / گر یار نکرد با تو یاری
مطرب غزلے که دل نوازی / ساقی قدحے که غم گساری
اے نازک و آفریده از ناز / اے قطره ابر نو بهاری
اے سنگدل و شوخ بدعهد / این نیست طریق دوستداری
آخر کم ازانکه باز پرسی / اے سخت کمان چه سست یاری
رسمے است قدیم این بتان را / اے دل تو مگر خبر نداری
بو الفتح اگر تو عشق بازی
مسکینی و عاجزی و خواری

بحمد الله نگارینا چنان موزون و زیبائی / که ممکن نیست جانے راز تو یکدم شکیبائی
خطاب لاشریک لک سزاے کبریای است / توئی پیرایهٔ خوبی ز تو زیباست زیبائی
جنانت دوست میدارم که مخفی دوستی گشتم / دل و جانم همه عشق است منم باعشق یکتائی
بگفت دیو مردم من ز بت روان نظر دارم / منش لاحول میگویم که احمق تر از من مینمائی

مرا در دل نمی آید روا ز سینہ عشق تو مرا از جان نمی خیزد کہ شینم بے تو ہر جائی
کشادہ رازمیگویم مرا دل بستگی با تست من ایں عقدِ دل خود را نمی خواہم کہ بکشائی
ترا آراستہ صانع چنانکہ باید ت ہستی وے افسوس می آید بسے خودکام و خود رائی

محمدؐ آں جوانمرد است کہ در پیری نظر بازد
تعالی اللہ ابوالفتحا خدائی را تو می شائی

مسلم نیست عشق و پارسائی محقق نیست صدق و خود نمائی
ترا با عاشقاں نسبت نباشد کہ تا از خویشتن بیروں نیائی
زہے کم ہمت و رسوا کہ باشی بگفت خویش گر خود راستائی
الا اے دلبر چابک توانے دہی ما را از بند غم رہائی
محمد تا توئی در بند ہستی میسر نیست کز غمہا برائی
حدیث عشق در گفتار ما نیست چہ بیہودہ تو چندیں ژاژ خائی

چنیں گوئی جہاں ہم وخیال است
خیال خوش خیالِ دلربائی

آسودہ دمے ستودہ جانے با یار نشستہ یک زمانے
وز خود قدمے زنند با خود ملکے است و گرد گر جہانے
بردار زرخ نقاب یکبار از عالم عشق دہ نشانے قدس
اغماز زرو سے خوب حاشا خود را تو ز خود مکن زمانے

از خال و لبش سخن محمد
کردار مکن دگر زبانے

سروصل ما نداری ز کجائی و چرائی اینجا کہ نیست جائے آواز کہ شد ہائی کرائی
میناز و می نمائی ہر لحظہ در فزونی فریاد از تو ما را نظارہ می ربائی

گرازمی بہاری

گہ ناز نے نیاز سے گاہے نیاز سازی | گاہے بخشم و جنگ گاہے بغمزہ آئی
چوں وقت کار آید گوید کہ حاش للہ | با تو مرا چہ نسبت با ما چہ آشنائی
من آں فلاں فلانم سلطان وقت خویشم | تو کیسی کرائی زیں مفلسی گدائی
سیمرغ قاف قربم از آشیان قدسم | از لامکان نہ استم تخصیصم ہر کجائی
ہر جا کہ یار جوئی آنجا حضور یابی | اما وصال با ما حاشاک تا ز خائی
بوالفتح را نگوئی تا پرسد از محمد | اورا جواب گوید فریاد ازیں جدائی

گر ایں سخن نشنید و رجان طالبانم
من از میان بخیزم ماندہ رہ خدائی

میاں بخیزم

اے یار عزیز می توانی | ما را زبلائے ما رہانی
یک بوسہ زلعل خویش بخشی | مستانہ کنی زغم ستانی
حاشا کہ مرا میسر آید | ہے یار عزیز زندگانی
گیرم کہ بخلوتے نیائی | بارے اورا ز ور نزانی
اے نازک و آفریدہ ازناز | اے مایۂ عیش و شادمانی
بیش و بس تو نگفت کس بلند | اشکم سبک و سریں گرانی
سروی تو دے چو کبک رفتار | ماہی تو کہ مہر میفشانی
با قد بلند تو درازی | با سینہ کشادہ تنگ دہانی
تاریکی شب زعکس زلفت | از خندہ تست صبح ثانی
آں یار مراست چشم سرمست | یا خواست زخواب ناتوانی

از بوسہ شود لب تو احساس
بوالفتح یقین است درگمانی

اے باد نوبہاری از راہ لطف یاری | در گوش بلبلاں گو از گل خبر چہ داری

کے باز می بیاید آں فصل تازہ روے | کے در کنار شیند بر ما برسم یاری
کے بوے گلعذارے یا بم ز جیب و داماں | با جد او نہ بیچم مانم ز بیقراری
آں گل کہ دینہ گم شد امروز باز یابی | امروز مست گردی فردا شوی خماری
دی رفت باز ناید فردا کہ گفت آید | بر نقد وقت سازی امروز در شماری
بے از خیال وصلے حاشا کہ عشق باشد | بے برگ رنگ و بوے چون گنج کان بیاری

بو الفتح را فتوحے از غیب شد نصیبے
گر یار تیغ راند سر را تو بر نیاری

[۱] مگر او خاستہ از قعر چاہے | ز دستت یار زد از سینہ آہے
مگر از آشیانِ جفت دوری | توی قمری کہ می نالی پگاہے
چو من می باش در دشنام و خونخوار | کہ من ہم زین ندارم کلاہے
ترا من دوست می دارم دگر ہیچ | نکردستم جز این دیگر گناہے
چہ بد افتد ترا ای شاہ خوباں | اگر باشد گداے نیک خواہے
اگر خوانی و گر رانی تو دانی | ندارم من جز این رہ ہیچ راہے
محمد جز درش دیگر درے نیست | ندارم من جز این دیگر پناہے
روم اکنوں کجا آوارہ ایدل
بکردہ مو سپید و روسیاہے

[۱] گر آواز خاست
[۲] ز دست درد مند
[۳] مبتلاے

[۲] دلبرے نیست چوں تو یک پسرے | بیدلے نیست ہمچو من دگرے
ہر کسے روے خوب دارد دوست | اہل دل را بود دگر نظرے
نقد ما را بدل بہ نسیہ مکن | درد نقد است وصل در خطرے
قصۂ عشق احسن القصص است | فہم این سر کے کند بشرے
مادرش را ہمی ازل نام است | مثل عیسی ندارد او پدرے

[۱] بروز جمعہ بست و نہم ذی قعدہ سنہ [illegible] رقم فرمودند [۲] این غزل را نیز بروز جمعہ بست و نہم ذیقعدہ سنہ [illegible] رقم فرمودند

عشق در اجتہاد نعمان نیست　　شافعی را نشد از و خبرے
ماہ را قامتے بلندے نیست　　سرو را نیے برے است نے کمرے
سرو من ماہ رو بلند بر است　　دلبرے نیست ہمچو او دگرے

ای محمد بسے عزیزی تو
دلبرے نیست چوں تو یک پسرے

دلم[1] را ابتلا شد با جوانے　　زغمزہ اش ندارد کس امانے
بیک چشمک بسازد شیوہ چنداں　　فرو بالا کند ہر دو جہانے
لب لعلش بہ بیں خوں نوش کردہ است　　جگر خوار است ہر دم دلستانے
صدف را در شکم دو سلک لؤلؤ　　لب و دندانش ہستند در فشانے
دلم از دست تنہائی بجاں شد　　چگویم بلکہ افتادم بجانے
غیور من و ہرجائی است یارم　　کجا جویم ندارد او مکانے
ز چشم مست او غلطید خلقے　　برآمد ہر طرف ازوے فغانے

محمد پیر گشتی توبہ کن
نظر بازی ز عشق آرد نشانے

جان[2] و دل من بے جوانے　　در ہر خم موے او جہانے
مقتول بسے و قاتلش کم　　بر لعل لبش مرا گمانے
بر لعل لبت سیاہ خالے است　　از موت و حیات من نشانے
برخور د ز عمر نیک بختے　　با یار عزیز یک زمانے
گر آیدت خلوتے میسر　　با ذوق و فراغت امانے

بو الفتح مدام بادہ می نوش
گر ہستی پیر و یا جوانے

[1] درجوامع الکلم در ملفوظ روز شنبہ ۳۰ ذی قعدہ سنہ ۸۰۲ھ مندرج کردہ شد [2] بروز یکشنبہ غرہ ذی الحجہ سنہ ۸۰۲ھ رقم فرمودند۔

محمد[1] عشقبازے خوش خصالے — شب و روز آں خیال خد و خالے
غم فرزند و زن یکسو نهاده — نمانده در دلش میلے بمالے
اشارت بوسه کردن چه مقصود — عفاک الله خیالے هست فالے
همه شب یاد زلف ماه روے — بهر صبحے دو چشم پر حبابے
چنیں سروے بدیں حسن و نمک زیب — نباشد در گلستانے نهالے
لب او در خیال و وهم ما نیست — ولیکن نیست جائے قیل و قالے

محمد بوسه زد آواز کے خاست
نبودت در میان جز احتمالے

سر[2] و را استاد بهتر چو تو رفتارے کنی — طوطیاں را به خموشی چو تو گفتارے کنی
هر چه بر ما میکنی میکن همه مطلوب ماست — لیک ما را می نشاید گر تو گر یارے کنی (بادگر)
یار گر فرمود لطفے بوسه را گشتی مجاز — حفظ حرمت را تنک گازے و آزارے کنی
هر که در کوئے تو آید گاه و بے گه بے ادب — حق و انصاف فرمودست سنگسارے کنی
عقد ملحی بر سر و بس دعوئ عشق ایاز — آه محمود ایں بلا از عشق بیزارے کنی
اے ابوالفتح جوانمرد است با عز و جمال — سر نهد بر آستانت ور ترا خوارے کنی (بوالفتح آں جوانمرد است)
جعد را خوش بر سرے افگنده اے خوش نگار — چند کس را پسر وایں کار در کارے کنی (بیں بوالفتح آں جوانمرد است / تو ورا)
اے پسر لب را بپوش و برقعه بر رو بکش — چند مرد و زن بدر را سرگشته بیچارے کنی
عشق آں صورت ندارد نقش آں فانی کند — عشق در هر صورتے با فیض اظهارے کنی (شود)

اے محمد عشقبازی را یکے رمزے بگو
ماه در خود ننگری بس عکس انوارے کنی

تو[3] از سر تا قدم حسنی و نازی — فریضه گشت ما را عشق بازی
همه عالم اسیر جعد تو گشت — ترا زیبد نگارا سر فرازی

[1] بروز پنجشنبه پنجم ذی الحجه سنه ۲ در ملفوظ جوامع الکلم درج کرده شد۔ [2] در ملفوظ روز یکشنبه هفتم صفر سنه ۳ در جوامع الکلم درج کرده شد۔ [3] در جوامع الکلم در ملفوظ روز شنبه بیستم ربیع الاول سنه ۳ درج شده است

سراں و سروراں را پرورت سر — ضرورت خاست از تو بے نیازی
ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر — سزد بر شکل خوبے خود بنازی
نباشد زیورے زیبا تر اے یار — برائے دلبرے از دل نوازی
محمد را نظر جز بر خدا نیست — ندانی عشق بازی و مجازی ۲ ونسخ مجازی
محمد را مداں محمود غزنی — تو خود را ہم مپنداری ایازی
محمد را محبت فیض آنجا ست — تو از سر تا قدم حسنی و نازی ۲و۳ قصد و انسخ است
رسد بر مہ کنی کبر و کرشمہ — سزد بر سرو بستانے کرازی

قمر بالاست بالائی ندارد
کجاست آں سرو ایں سرکنازی

ترا حق داد روے پرجمالے — مرا بخشید عشق پرکمالے
ز حسن خویش انگہ برخوری تو — کہ عشق من ز تو خواہد وصالے
بدیں حسن و نمک ناز و کرشمہ — نباشد مرد را دیگر مثالے
ترا ناز و کرشمہ داد چنداں — کہ ما را برد از جائے بجائے
لبت باریک بس نازک تنک تر — ندارد احتمال قیل و قالے
اگر کردے اشارت بوسہ لعلش — یقین گشتے نماندے احتمالے
سوال بوسہ از لعل آں شاہ — محالے ہست بل فرض محالے
درخت سرو و نخل و نیشکر ہم — نباشد ہیچ بالایش مثالے ۲و۳ نسخ سرو و شکر ہم

محمد در جبلت غمباز است
نمی آید از و دیگر خصالے

صباحے دلربائے مرحبائے — مبارک مطلعے میموں لقائے
لب میگون او یارب چہ لعلے است — کہ ہر دم میچکد از وے صفائے

ے - در جوامع الکلم در ملفوظ روز شنبہ بست و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۳ مندرج شدہ است۔

اگر تو پند گوئی نیک خواہی — مزید درد ما را کن صفائے
بخواں الحمد و بر دل زن بفرما — مبادا درد ایں دل را دوائے
ہمیشہ بودہ ام معشوق خوباں — کنوں عاشق شدم دیدم بلائے
ہمارہ نالہ از درد ہجراں — وصالش را نمی یابیم بقائے
سر افرازم بصد ناز و کرشمہ — اگر دستے رسد ما را بپائے
بہ یکبوسہ دو صد جاں می فروشم — عزیزاں رائیگان است بے بہائے

نمی خواہد خدا وندا محمد
کہ بیند عشق خود را انتہائے

من آں نہ ام کہ تو دیدی نواں نہ کہ تو بودی — مزید درد من کردی تو حسن خویش افزودی
نوید کشتنم کردی براں بشارت شادم — مگر مراد مزیدے بر آمدست بزودی (ن: گر مرادم بودے)
وے زعادت نحتم ز رسم کار تو دانی — بہر کہ وعدہ کردی تو روئے خلق نمودی (ن: درزنم نمودی)
گراں سر ینے کر دست ز آب چشم غرق — فرود آمد کشتی نوح بر کہ جودی
دراز باد عمرش کہ بر دجانم از تن — دو گیسو کہ کشادی ز عقل و ہوش بر بودی
نہفتہ عشق نبازم شوم فضیحت و رسوا — ز مشک بوئے نیابی مگر کہ نافہ کشودی

بوالفتح عاشق گشتی مدار باک ز دردم
بگیر ذوق محبت مباش آنچہ کہ بودی

بیا ساقی بدہ پر کردہ جامے — مگو زنہار حلے را حرامے
براقے ہمچوں برقے را مکن زیں — منہ بر سر قلادے را لگامے (ن: قلادے)
ندارم منزلے از خویشتن دور — بپائے خویش رانم بکدو گامے
بیک گامے گذارم ہستی جاں — بدیگر گام گوید حق سلامے
کجا جبرئیل تا سوزد ز تابش — کجا عرش است نا سازیم بامے

صباحے یا مسائے نیست با ما / نشاید صبح اینجا نیست شامے
نہ من زنار بے تسبیح سازم / نہ ام خواجہ نہ من ہستم غلامے
من او یم او من و لیکن بہ کونین / ہمیں مرغے است نے دانہ نہ دامے

محمد رفت از خود وہ دریغا
ازو باقی نہ ماندہ جز کہ نامے

جاناں تو بحسن خویش بخشائے / از جرم و گناہ ما تو باز آئے
یک بوسہ التماس آمد / یا دو سہ بزن و یا بفرمائے
اے ہر کہ ندید روے خوبت / اے وائے بروہزار صد وائے
گر عشق بقہر خویش تابد / کس را نبود قرار برجائے
بوالفتح بہر طرف چہ پوئی / ما ہر دو نفر شدیم یکپائے

اے سید پاک زادہ شہباز
زیں گفت و شنود خویشتن باز آئے

نہ نوشم جز شراب عشقبازی / نہ پوشم جز لباس کارسازی
نیارم سر فرو جز پیش ہر وے / نیاموزم ہنر جز ترک تازی
نخواہم کرد کیسے جز کہ دل را / نبازم بازی جز عشق بازی
چہ باشد حال کس مسکیں گرفتار / کہ با وے ہر نفس در کبر و نازی
مرا جز عجز و زاری نیست کارے / ترا ہم نیست الا سرفرازی
ترا گیرم نداری احتیاجے / نشاید کرد ایں حد بے نیازی
یکے بیچارہ افتادہ میرد / تو در عیش و خوشی و ناز بازی
محمد پیر شد در خدمت تو / بصد خواری و زاری و گدازی

دگر تحفہ مرا ہر بار گوئی

کدامستی کہ باعشق بازی

مرا از خوبرویاں شد نصیبے گہے اندوہ و غم گہ لطف و طیبے
بر نجے مبتلا کرد ست خدایم کہ از وے ہست عاجز ہر طبیبے
اگر در سایۂ بام تو یارا شود آسودہ مسکینے غریبے
ز جاہ و وعز تو یعنے چہ کم شد جوان مرد اتوئی آخر لبیبے
نہ بیند چشم روئے خواب و راحت بدل باشد اگر مہر حبیبے
مدہ پندم کہ بازآ از محبت
محمد راست از خوباں نصیبے

اے یار اگرچہ بے نیازی بزرگ شرفے است دل نوازی
آں عشق حقیقی است بیشک آنرا کہ تو گفتۂ مجازی
می سوزم و میرم از اندوہ گویند کہ اینست عشق بازی
اے عاشق مستمند چونی در ہر نفسے تو در گدازی
اورا سبر وصل نیست با ما مارا نہ دے صبور و رازی
پاینده نماند حسن ہر کس بر یک دو نفس چہ سرفرازی
از بند وصال ہجر وارہ
بوالفتح اگر تو پاکبازی

اگر تو سرگذشت من بدانی مرا جز بیدل و مسکیں نخوانی
بکن ہر چہ کنی زیباست شاید سرت گردم مرا از در نرانی
چہ تلخیہا کز اں غمزہ کشیدم بش وار دوے شیریں زبانی
مرا ابروے تو پیوستہ قبلہ بسوے کعبہ و صخرہ چہ رانی

چہ چندیں در سرت حرص و ہوسہا

محمد گشتۂ تو شیخ فانی

گہے گہے گر بکوے ما گذری — باشدے ایں طرف دمے نگری
غمزہ اش ناوکے کہ پرواز د — عمر جان خستہ را کند سپری
اے کہ منکر ز شیوۂ عشقی — نیستی آدمی کہ رو تو خری
اے ندکر چہ پند خواہی داد — تو کہ از سرّ عشق بے خبری
چوں تو خوبے کسے نشان ندہد — ملکی وصف و چہرہ چو پری
سرو قدی و راست طبعی ہم — گل قبا پوش و سیب سبز تری

اے محمد تو عشق باز کنوں
نیست کایں اوست تو دگری — ن ۳ اکنون

کمند جعد تو بر حلقہ دامے — خم ابروے تو محراب عامے
لب انگور تو بادہ چکانے — خد و خال تو باہم صبح و شامے
ہمہ آزادگی خواہند از حق — ترا خواہم شوم کمتر غلامے
بسے مقتول و قاتل نیست پیدا — ولے بر لعل خون خوارا تہامے
سریں چوں کوہ کمر بہ مثل کاہے — عجب کاہے بود کہ را قیامے
اگر دنبالۂ جعدش گرفتی — بلاؤ کرد را مسکیں سلامے — ن ۳ بلادکور
منم گر پس رو زہاد و عباد — ولے در عاشقی ہستم امامے

محمد نیستی مرد ملامت
نہ در عاشقی مرد تمامے

ترا داد ند روزے چند شماری — چرا بر خویش خود را می گماری
برو خوبے بہ بیں و بادہ را نوش — گہے سرمست باش و گہ خماری — ن ۳ می نوش
چہ برخوردی ز عمر خویش یارا — دمے با خوب روے بر نیاری

بکوے می فروشاں رو بگشتے | بکن با خوبرویاں عہد یاری
ترا با خیر و شر کس چہ کار است | بنقد وقت شو گر مرد کاری
ترا از مے نشد گر آبروے | بنزد عاشق ہنجوارہ خواری

محمد گر نبازی عشق بازی
تو آنگہ ابلہ و گاو و حماری

مرا با کس نماندہ صلح و جنگے | مرا افتادہ از سر نام و ننگے
مرا معذور دارید اے رفیقاں | دلم بردہ جوانے شوخ و شنگے
منم سرمست ہر بازار و کوئے | نخوردستم اگرچہ مے و بنگے
خوشم زانچہ رسد از تو نگارا | زلب بوسے و از غمزہ خدنگے
کنم من جان سپاری چون نہ سازم | گر از برگ نوا بازیم رنگے — ن: کہ از برگ و نوا
بجاں بازی مرا فرمان دہی گر | ببازم در زماں نبود درنگے

محمد نیست نابودی مگر تو
ترا با کس نماندہ صلح و جنگے

بشکل غم وفادارے ندیدستم دگر یارے | بقا بادا ترا اے غم توئی یار وفادارے
مرا یاراں ہمی خوانند سوئے باغ و بستانہا | مرا بے گل رخے رستہ ببینہ چند نو خارے
من آنکس را کہ می خواہم اگر با من نباشد او | چہ گردم من بہ گلزاراں چہ کار آید چمن پارے
مسلمانان مسلماناں ازاں بی درد فریادے | دلش با مردماں با من چنانکہ بار بردارے — ن: ار بر بارے
خیال جعد او کردہ مرا رسوا بہر خانہ | پریشاں ساختہ بلکہ بہر کوے و بازارے
دلم بربود دلدارے ستمگارے و خونخوارے | سرین اوست کہسارے بر آں جعدش یکے مارے

جہاں چونہ بسر آید محمد مونسے باید
بشکل غم وفادارے نیابی در جہاں یارے

بیا که بر همه خوبان شہر سلطانی — سزد که پیش تو خوبان کنند ثناخوانی
اگر تو ناز کنی ہمگناں نیاز کنند — وگر تو سر بفرازی رسد که شایانی
بیک کرشمه و چشمک دل از جہاں ببری — سزد که سحر گوئیمش و معجزه خوانی
ہزار توبه بکردم ز عشق سیم تناں — ترا بدیدم و آمد به پیش حیرانی
چه دردہاست که دارم ازیشاں بر دل — چه داغہاست که دارم بسینه پنہانی

اگر ز عشق کنی توبه مرد دیں نئی
ورائے عشق بود ہرچه باشد آں فانی

کمند جعد تو بر حلقه دامے — اسیر اوست ہر خاصے و عامے
نوائے درد مطرب می نوازد — ز غصه ساقیم نکند سلامے
مرا یاراں نمیدادند یاری — مرا شاید نمی گوید پیامے
صباحے خنده بر بخت بدخود — به گریه میگذارم نیز شامے
حدیث عشق نطق را بسته — نمیدارد روا گویم کلامے
ہزاران درد و غم را اختیار است — بقائے درد را با د انتظامے
وصال خوبرو وہم و خیال است — سماں سوی ہست دل را اہتمامے
توئی شہرت بحسن خوبروی — مرا در عشق بازی ہست نامے
اگر خواہی که دانی عاشقی چیست — محمد را شوائے خواجه غلامے
مه نو مردماں را انتظار است — نما تو روئے از بالائے بامے
بیا که خوب روئی نیک نامی — تو صید عقل را ہستی چو دامے
اگر تو دل ستانی باز ندہی — توئی در دلبری پخته نه خامے

مرا مردن روانه بود محمد
مرا شاید کشد با صاف جامے

امروز مراست روزگارے — امروز مراست کاروبارے
از گلبن او بلبل خلید ست — اے یار شفیق تیز خارے
الحمد خدائے آسماں را — بخشندۂ ذوق در فگارے
دیوانہ و مست او شدہ بیں — ہر جا کہ یکے است بادہ خوارے
آں بادہ کہ از لبش چکیدہ است — واللہ کہ ندارد او خمارے
از درد دلم بہر کہ گوئی — گویند کہ راست ہست کارے
عشق من و حسن اوست مشہور — دلہا را بریں شدہ قرارے
غمزہ زن و گوے باز و سرکش — چوں تو نبود دگر سوارے
ای کج کلہ و بلند ہمت — فتراک ترا چو من شکارے

زیبا نبود بخاک پایت
بو الفتح چہ کس کدام بارے

مرا حق وا دیارے دل پسندے — ظریفے خوب روئے نقشبندے
بتے آشوب دلہا عشق بازے — یکے زیں لالہ رخ سرو بلندے
یکے جوز اکمرا بروہلالے — یکے زہرہ سرائے مست ورندے
نخواہد جان من بروے مگر کہ — بسوزد بر سرش ہم چوں سپندے
تو منکر عشق را یارا چہ خوانی — عزیبے احمقے بلکہ کلندے ن
مرا خویشاں و یاراں نیکخواہاں — زراہ دوستی بدہند پندے
نمیدانند ایں مشتے ستوراں — مرا حق کردہ است خود ارجمندے
اگرچہ دوسرین او شد ستند — مرا لے دو سنانم پائے بندے
نہ من تنہا گرفتارم بدامش — کہ چوں من ہر طرف ہستند چندے
دلم را نیست از دو آزار ہر گز — مگر از زخم غمزہ دردمندے

منم کز دیدگان خود بر شکم   روا دارم بهر گردن کمندے
محمد شکر حق را کن بجودے
ترا حق وا دیارے دلپندے

اگر خواہی کہ ذوق درد گیری   نہاں می باز عشقش تا بمیری
حکایت کردن و نالہ گزیدن   دوائے درد باشد دل پذیری
شہید بدر باشی ای جواں مرد   بدرد ماہ روئے گر بمیری
نہانہ عشقبازی ذوق دارد   ہوا ہا خوش بر آں لیکن بسیری
ملامت نہ غرامت نہ نہے ذوق   امیری بظاہر گرچہ پیری
وقار و وقر و عزت با تو باقی است   اگرچہ خواجہ باشی یا وزیری
زہے خمرے خمارے نے سلامتی   زہے دردے کہ دارد دلپذیری   نہ سلامت
محمد عشقبازے کہنہ ہست
ترا باید کز وایں فن گیری

بہ لوح دل مرا نقش و نگارے   مرا ہست از خیالات روزگارے
بہر جا کہ یکے مرغ ہوائے است   ہوائے عاشقاں بوس و کنارے
ہمہ کس دوستے را برگزیدست   گزیدستم جفا کارے نگارے
مرا معشوق من ہمسایۂ شد   بحمد اللہ کہ شد معشوق جارے
چہ طعنہ میزند در عشق زاہد   مرا ہم بود روزے روزگارے
بدیدم تا مغے میخوارۂ را   مرا افتاد بادے کاروبارے
سرے بنہادہ ام پیش چلیپا   سجودے میکنم بر وفق یارے
مرا آں عزت و دولت کہ داد است   کہ گردم بر در او خاکسارے
پرستم ہر چہ یار من پرستد   اگرچہ بت بود یا سنگ خارے

جواں مرواز بہر حق مرا گو   گرفتارم نماید پیر کارے   نماند بہ تدبیر کارے

محمد در میان دردمندان

ترا ہم میکند ہر کس شمارے

چہ خوش باشد در ایام جوانی   میان ماہ رویاں مہربانی

کند ہر یک دگر را لطف و یاری   زہے عیش و خوشی و کامرانی

میسر خلوتے گر با جوانے ست   ہماں ساعت شمار از زندگانی

مرا زاں لعل شیریں تلخ میگو   کہ نزد ماست آں شکر فشانی

ترا آں دولت و عزت کہ داد است   کہ بر یار عزیز خوار مانی

دو چشم مست او غلطانست ہر سو   دو صد رنجور را بے ناتوانی

الا احد دراز اکہ سر سینا   زدم دستے کہ دانم دل گرانی

خیال لعل تو مستانہ دارد   نہ ام مست شراب ارغوانی

نہ کہ تزویر باشد چاہ جوئی

محمد عشق می بازد نہانی

اگر میرم بدرد مہربانی   مرا باشد حیات جاودانی

سرے بر در نہادہ ماندہ ام من   تو دانی گر بخوانی یا برانی

اگر خندہ زنی گلہا بہارد   وگر گریہ کنی دُرے چکانی

نمک حسن تو دلالہ است مارا   کند ناز و کرشمہ پاسبانی

میان ما نگنجد جز کہ ذوقے   اگر داری تو حسنے پس بدانی

ترا ابرو دواست و ہر دو محراب   فریضہ شد نماز مادوگانی   تبدّ

دمے با وے اگر گردد میسر   تو آں دم را شمار از زندگانی

اگر بوس و کنارے ہم بہ بخشد   زہے عیش خوشی و کامرانی

بدرد غم چناں آسودہ ام من | نیاسایم چنیں در شادمانی
زچشم مست غلطانت رسید است | نصیب من بلا و ناتوانی
اگر تیرے زنی اے ترک غمزہ | رواں از سینہ و جاں بگذرانی
سرینے کاں نگار نازنین است | کہ نبود بریں شکل و گرانی

محمد نظم میگوئی تو یا نثر
نباشد نظم کس را ایں روانی

ولہ ۳ از خودادی

منی از حسن و خوب روئی | زیرا کہ بعینہ تو اوئی
تو از سر تا قدم جمالی | تو موے دراز و مشک بوئی
در تابش ہمچو آفتابی | جوزا کمری و ماہ روئی
لطف و کرم است در تو بسیار | در تو صفتے است از حد افزوئی
وصف دہن تو بست یارا | ہر جا کہ زبان زگفت و گوئی
تو منزل ما و من نیابی | بوالفتح بہر جہت کہ پوئی

آراستہ چنانکہ باید
افسوس کہ نیک زشت خوئی

زمہر شمع رخ پروانہ داری | بسوزم گر کند ایں بخت یاری
بیک بوسہ دل ما را تو خوش کن | تقاضائے چند برگردن شماری
بحمد اللہ مرا عزے و فخرے است | کہ میرم بردر یارے بخواری
سگ دیوانہ ام کو را گزم من | کند با خاک کوئے یار یاری
تو از برگ نوا رنگے نداری | تو چونہ مسکنی جان را سپاری

محمد عشقبازے کہنہ تو
ہمارہ تشنہ و بر غرق کاری

جوان مرد اندازی وصف جودی | مگر لب بر لبم یکبار سودی | ن: نداری
همه شب در خیالے زلف و خالے | بوہم خویش ای دل خوش غنودی
مرا گوئی چه دشنامم گرفتی | زدی چشمک بخنده دل ربودی
چه گویم چشم تو چه شوخ دیده است | ز مردم عقل و دیں را و اربودی
ز مجنوں عشق و از لیلی نظرہا | حدیث لیلی و مجنوں شنودی
بجز جور و جفا دیگر نبازی | تو ہمیں درد غم بر ما کشودی
مرا تو وعدهٔ کشتن بکردی | کریماں را بود وعده بزودی
شراب درد را پر پر به پیما | مرا ہشیار مگذار از جہودی

محمد عشق را افسانہ باش
ہمارا محنت و غم را فزودی

ندیدم در جہاں یارے بمثل در غم خوارے | نباشد در جہاں شخصے بشبه غم وفادارے | ن: بمثل
علیٰ ہذا چنیں آمد که شخصے نیک بختم من | مرا یارے وفادارے و دلدار است غم خوارے
وفاے میمودی گر بمثل غم مرا شادی | زہے یارے زہے کارے زہے کارے زہے یارے
نشانِ عاشق صادق اگر گوئی ترا گویم | یکے از سوخته رفته یکے زارے تر از زارے
ز رشک و غصه می میرم مرا معشوقه ہرجائی | از اں ہر یک نشان گوید مرا گل گشته است خارے | ن: از او
ترا اے سرو در سر ہست که با قد بلند ستم | اگر چه راست میگوی ولیکن بے گل و بارے

محمد را ہوس در سر که او در سوز غم میرد
نه چوں پروانه یک لمحه ولیکن جاوداں آرے

اے ساقی مست من صفائے | واے مطرب خوش نوانوائی
اے ساده بیا بوسه و کناری | واے شاہد خلوتی جفائے | ن: ساده بوسه
اے صاحب کشتی و باغے | اے یار درختی و ہوائے

اے شیخ و قلندر و مُوَلّہ — اے کوچک و نغز و باصفائے
ما را سر سروری نباشد — مائیم سرے و خاکپائے
اے زاہد مستجاب دعوت — تسبیح بگو بخواں دعائے
از بہر مزید عشق و دردم — یک فاتحہ خواں بالتجائے
باشم ہمہ روز در خیالے — من مانم و غرق آشنائے
ہر روز برم خیال وصلے — ہر شام بگریۂ و وائے
ایں خستہ وجود است خالی — الا کہ دوست ہوائے
بوالفتح دل از جہاں تو برگیر — جائے نغم و بلاست ولائے
اے مونس روزگار مسکیں — تو درد مرا بکن دوائے
روز دو سہ ہست ایں شمردہ — نے مانم و من نہ تو بجائے
میدار غنیمت اے جوانمرد — شو صوفی صاف باصفائے
اے خواجہ نشد مرا میسر — ہر روز بمنزلے و جائے
ایں اہل و ولد مرید و فرزند — گشتند مرا چو بند پائے
مرغ دلم از قفس فتادہ — روح قدسی اسیر سائے
کے باشم من ز خود برآیم — پرواز کنم دراں فضائے
من باشم و او دگر نباشد — باشیم درو ورا ورائے
الحمد خدائے آسماں را — داریم صواب بے خطائے
ما را تو مداں کہ ما فقیریم — در ملکت قدس پادشائے
طاؤس صفت بہ شکل زاغے — باقی تو مداں جہاں خدائے
ایں جان من است وجود آں شد — جز من مطلب بہر سرائے

بوالفتح بنقد وقت خوش باش

جائے نغم و بلاست (حاشیہ)
روح القدسیم (حاشیہ)
عشق (حاشیہ)

گرداری عقلی درائے

وے دارم اسیر و مبتلائے ۔ تنے دارم گرفتار ہوائے
ہمہ کس را خیال عز و جاہ است ۔ نماندہ خاطرم را ابتلائے
مگر گرد و سر من خاک آن در ۔ تنم پیچیدہ پارہ بوریائے
مرا ریشے میان سینہ پختہ است ۔ طبیبا گر توانی کن دوائے
گرفتم نبض خود دیدم رگ جان ۔ نماندہ ست در من امید بقائے
مگر یک بوسہ بخشد مرا یار ۔ ز حسن لطف بہ نماید بقائے
جہانے تازہ یابم جانکے نو ۔ نہ بینم ہیچ گہ روئے فنائے
ندارد سینۂ من آرزوئے ۔ مگر میرم سرے در زیر پائے
وے رنجور دارم تپ ہمین است ۔ کنم از غیر حق من احتمائے ن ۳ ادا

محمد از ہمہ غمہا برستہ است
نماندہ در دلش اندک ہوائے

الا اے ساقی خوش خو صفائے ۔ الا اے مطرب خوش گو نوائے ن ۳ شاہد
چہ پندم میدہی ای زاہد وقت ۔ مزید درد ما را کن دعائے
قمار عشق بازی او فزہ برد ۔ کہ با معشوقہ می باز دو غائے
ابو الفتح از بے دولت اگر او ۔ دہد دشنام و من گویم ثنائے
اگر چہ نیست ممکن وصف یارے ۔ مرا بر باد میدارد صبائے
توئی گیسو دراز دست کوتاہ ۔ کہ اندر ملک عشقی پادشائے

ز من از صدر دیں پہ سید گویم
خرابے ہست رندے خود ستائے

فرہادمنم تو کہ شیرینی ۔ با کوہ گرفتہ ام قرینی

گر عاشق کس شدی ضرورت | با محنت و درد ہم نشینی
من عاشق تو تو یار معشوق | مہتاب منم تو شمس دینی
شیریں لب تست تلخ گفتار | شکر دہنی و زہرہ سینی
ابروت بعینہ است قبلہ | وان غلطش چشم را نہ بینی
گوئی کہ دو وشہر یار ہست | دل زندہ یکدیگر کمینی
یک بوسہ زدم بغیر اذن ار | چندیں چہ ہنی تو طاق بینی

بوالفتح خیانتے نداری
الحق کہ مودبی امینی

مثل تو نہ دیدہ ام جوانے | شیریں شفتے شکر دہانے
از ناز و کرشمہ نیک دارد | میباز د خود بخود نہانے
او سرو قدے است گلعذارے | باریک کمر سریں گرانے
او ماہ جبیں ہلال ابروست | جادوگرے ہست سحر دانے
او باغ و بہار تازہ روئے است | بالاش قیامت جہانے
زیں چابک دست شہسوارے | زیں تیز روے قوی کمانے
با جعد دراز موے ابنوہ | بر خانۂ اوست نرد بانے
تا بر سر عشق بر تر آیند | بینند جمال جادوانے

میگردد چشم ہمچو مستے
می افتد ہمچو ناتوانے

بستیم نطاق کامرانی | گشتیم طواف شادمانی
خہ خہ کہ خوشیم و شادمانیم | نوشیم شراب ار غوانی
با چنگ و رباب و نائے و دف | با رقص سرود گل فشانی

اندوه زاہد ورکردی | اے غم تو سیاہ روبہانی
دوری است زاہد دوری | از قرب ہمیدہد نشانی
معشوقہ مرا برہمارہ | درعد وشمار نیست ثانی
از کاہش وازدریغ افسوس | بیزار شدم چنانکہ دانی
عشق ومن ویارہرسہ یکجاست | دربوسہ ودرکنار مانی

ہریک زدگر جدا نباشد
بوالفتح ہمین است زندگانی

خوش بادعشق درجوانی | آسودہ بوصل یار جانی
اوازتونصیب خویش گیرد | وزوے تونصیب خودستانی
خاصہ کہ بوذنگار خوش خو | اومست تومست عیش رانی
گرپیرتوئی تواوجوانے | باشد زتواو ملول دانی
ازلعل لبت نصیب باشد | مستی شراب درفشانی
مے خوردن شدمرا عادت | رفتہ است خمارسرگرانی
ازچشم تودیدہ شد اثرہا | جادوگری وطلسم خوانی
ازچشم خوشت پدید آمد | غلطیدن خاست ناتوانی
تعلیم بلند ہمتے شد | اے ماہ بلند سروثانی

بوالفتح شدی توپیر توبہ
تاچند اسیر کودکانی

اے پیر بہ از جوانے | بین نازہ وتر دگر جہانے
باریک لبے است وخندہ بازے | شیرین وہنے شکرفشانے
بادام بعینہ است چشمش | لب پستہ وشے است خوش روانے

باشد زنہانی | شوی
بدید
از علم شوی

ماهیست ولیک با ملاحت — سرویست ولیک خوش روانے
سرویست وے ہلال ابرو — شمعے است ولیک بے دخانے
نخلے است ولیک کبک رفتار — باغے است ولیک نے نہانے
دینے است ولیک دین احمد — آسیتے است ولیک از قرانے
کفرے است ولیک کفر فرعون — موسی است وے زحق نشانے
او یوسف ثانی است ہیہات — از وحدت ہمی کنند بیانے
بو الفتح بگو کہ اے محمد — ہزل کشا دہ زبانے
او تنگ لب وکشادہ سینہ — پستانش مثال نار دانے
روے تو بہشت را نمونہ — کز دو زرخ ہمید ہدا مانے
دریاست وے بر آب حیواں — اوراست حیات جاودانے
جعدے است دراز ہمچو مارے — ، حیّہ است وے حیات جانے
او عاشق خویشتن ہمیشہ — میداند ہمچو او جوانے

گر ہستی آں جہان نباشد
اوہست فلانہ کہ یا بانے

مرا در دل خیال زلف وخالے — دل من گشتہ از جاے بجاے
مرا دردی بہ پیمانہ صفادہ — بجام زر بکن یا در سفالے
مرا مقصود بیہوشی ومستیست — گرفتہ وقت من در دل ملالے
لب میگون او و ہم وخیالے — لبم بر لب رسد باشد محالے
دو سہ دشنام دہ در مجمع خلق — مرا شہرت شود عز وجمالے
اگر تو پردہ از رخ باز گیری — جہانے بیخبر گردد جلالے
میان مردمان افتد نظرہا — کسے گوید فلان است کس بخیالے

گوے تکا
ہشیار ہشدار
فلان کہ یانے
فلانہ وکیانے
کہین

زند قرعه برائے کشتن من　　ز من هم می شود زین کوش فالے
محمد بر نفس امید دارد　　که چشم او کند باوے قتالے
بزخم خنجرش پاره کند دل
شهید عشق گردم بے مثالے

خوشی و خرمی و کامرانی　　فراغ و عیش و عشرت جاودانی
ن۳ مقرر　میسر می شود بلکه مقدر　　اگر نوشی شراب ارغوانی
ترا حسن و نمک هر روز افزون　　مرا افزود هر دم مهربانی
ن۳ یا　اگر باکه سر سینے خاطرت خواست　　ترا از پیش او تو پس بمانی
بخلوت با بتے فارغ نشستن　　ابوالفتحا همین است زندگانی
محمد این همه گفتار تو چیست
یکے اندر یکے شد نیست ثانی

جوان مردا صباحے را صفائے　　کنار و بوسه را دارم هوائے
من از لعل لبت دارم خراشے　　بجز بوسه دگر نبود دوائے
ن۳ آمده　بلب جان آمدست یکبوسه فرما　　قریب الموت را فرما بقائے
ن۳ زنون زلف شد تاریک عالم　ز نون زلف تو شب گشته تاریک　　بیک خنده جهان را شد جلائے
تبسم کرد عالم نام او شد　　ز یک چشمک دو صد گونه بلائے
مرا در زیست بی دردان دریغ است　　که می گویند هر درد دوائے
اگر درد اوفتد عاشق صبور است　　ندارد صبر را هم احتمائے
محمد لامکانست زانکه او را　　نباشد هیچ تعیینے بجائے
گهے در میکده وابستر سینے
گهے در زهد و تقوی پیشوائے

لعل شیرین تو شکر بارے | لب من طوطی شکر خوارے
زلفِ تو تار ور شب یلدے | جعدِ تو ور شب سیہ مارے
ہیچ سروے بمثل قامت تو | من ندیدم بہ بوستان بارے
دین و دنیا مرا چہ کار آید | نیست جز عاشقی مرا کارے
بوسۂ لطف کردہ چو مرنج | گر ز دستیم گاز کے بارے
گشت گلزار و باغ خوش باشد | نیست خالی ز زحمت خارے — ن۳ زنجیر
در جہاں ہیچ چیز بہتر نیست | جز کہ یک لحظہ صحبت یارے

گر بہ پرسی محمد است عاشق
ہمہ گویند یکزبان آرے

جوان من جوانے خود نمائے | سوار من سوار بادشاہے
حریفِ من حریف خوب طبعے | قرین من قرینے دلربائے
نگار من نگار نقشبندے | ندیم من ندیم با صفائے
بود گردم غبار خاک آں در | نماند است در سرم جز ایں ہوائے
سر من زیر پایش باد چوں خاک | ندارد درد من دیگر دوائے
بدرد عشق اگر میرم ز ہے کار | شہید عشق را باشد روائے
اگر بارے کشید ہر تیغ آید | بنہ سر پیش او گو مرحبائے — ن۳ بارے
دل و جان و سر و تن دین و دنیا | کنم در زیر پائے او فدائے

محمد خویش را عاشق نہد نام
نہ دیدم آں چناں یک خود نمائے

دیدم بہ کلیسیا نگارے | زیں درد کشتے شراب خوارے
مد من خمرے خراب شکلے | دیوانہ وشے نزار و زارے

گفت از سر وقت خویش حالے — بنشیں و شراب نوش بارے — در حال
آنگہ بصفائے مے نگہ کن — بیں عکس جمال روئے یارے
بر لوح وجود نیست نقشے — جز صورت نسخہ نگارے
مجنوں چہ کس است کیست لیلی — گل چیست کجاست زخم خارے
خسرو کہ بود کدام فرہاد — شیریں بچہ گشت خوشگوارے
بہر چہ زن عزیز مصر است — از کردۂ یک غلام خوارے
از چہ سبب است ہاں گرفتار — یعقوب کہ بود رستگارے
خود چاکر و بندہ چرا شد — محمود کہ بود شہریارے
زیں حال کسے خبر ندارد — جز بیخبرے شراب خوارے

بیشک بخدا محمد اینجاست
چوں احمد پاک حق گذارے

الا اے شاہد مہ رو لقائے — الا اے مطرب خوش خواں نوائے
الا اے صاحب شیریں کلامے — الا اے ساقی سادہ صفائے — در بادہ
الا اے زاہد مقبول دعوت — مزید درد ما را کن دعائے
الا اے شیخ بر سجادہ جادہ — نفس زن تا بدام افتد ہمائے
عفاک اللہ یا شیخ المشائخ — بروئے خوبروئے ابتلائے
رسیدہ با نہا عمرم ولیکن — ندارد درد عشقش انتہائے
بدریائے شدم غرق ای رفیقاں — نبودست ساحلش را آشنائے
طبیبا زحمت خود را بدر بر — کہ درد عشق را نبود دوائے

بحمد اللہ محمد عارفی تو
شناسی قدر بیدل مبتلائے

بچشمک صید جاں کردی بخندہ دین و دل بردی — بضرب بوسہ خوش کردی بزخم غمزہ آزردی
اگر خوباں بدل بردن بدعوی آمدہ یکجا — جوان مست و چالاکی کزیں میداں تو گو بردی
زمے مستی است مقصودم بدہ پر پر پیاپے ہم — جوان مرانہ بینی تو کہ صافی ہست یا دُردی
مرا در سر ہوائے تو دل و جانم فدائے تو — ہمہ عالم برائے تو بحسن خویشتن فردی
بوقت خویش خوش بودم نماز و خلوت و وردم — مرا اے بت زمن بردی کنوں تو سبحہ و وردی
محمد گر نہ عاشق کہ چیست آں نالہ و گریہ — تنے زار و نزارے ہم بہر دم باد م سردی

گر آید عمر پایانے نیابی عشق را غایت
نہ پیری تو نود سالہ بدانکہ کودک خردی

ترا دادہ ستمگاری مرا مسکینی و زاری — زہے لطفے کہ حق کردہ ترا عز و مرا خواری
نگارا خوبروئی تو جوانے خوب شکلی تو — و لے افسوس می آید کہ بارے بس جفاکاری
رموز سحر را دانی توئی استاد جادوگر — بشدی ماہر بدل بردن جگر خواری چو کفتاری
ہوائے گل رخے مارا بگرداند بگلزاراں — ہوائے کہ بسر ینے ہم مرا کردست کہساری

سیہ رونقست
سیہ روی است این چشمم بہر جا دید خوبے را
گرفتہ نقش در خاطر کشد و نبالہ اش خواری

مادر دہر چوں تو فرزندے — گر بزادہ نبود دلبندے
لعل شیریں تو شکر بارے — دہنت پر ز شہد آوندے
بدرد میرند
عاقبت عاشقاں بدرد میرند — زاہدا بیہودہ مدہ پندے
پیر گشتیم توبہ بشکنیم — عشق ہا باختیم یک چندے
نیست از سیم و زر اگر نقدے — ہر یکے جرعہ باز سر بندے
جعد شبگوں شکل پنجۂ آں — پائے مارا نہد سیہ بندے
بت نیست
لب تو نیست بلکہ برگ ترے است — واں سریں نیست ہست الوندے

اے محمد بدانکہ مادر دہر
کم بزاد ست چوں تو فرزندے

عاشقاں گر کنند تدبیرے | دار معذور کانست تدبیرے
توبہ ور زند زہد بنمایند | تا فرود آورد سبتے نشیرے
لعل شیرین او چہ تیز زبان ست | شہد آمیز کرد تقریرے
اے محمد ترا میسر نیست | راہ حق بے عنایت پیرے
مبتلا را ہر چہ دست دہد | نکند در رہ تو تقصیرے

حید او پائے بند بوالفتح است
این چنیں رفتہ است تقدیرے

مرا افتادہ در خاطر کہ برآیم ازیں ہستی | گر نیم کرسی علوی نمانم من بریں پستی
کہ اے طاؤس جان من تو مرغ باغ فردوسی | چہ چوں زاغ و غلیواز بے مردارے خوشاں شستی
تو اے سیمرغ با ہمت چرا چوں صعوہ کردی | بدام و دانہ افتادی تو ریش عقل بگسستی
بسوی گلستان بنگر بروے گل کہ میخندد | نشاط بلبلاں ہم بیں چہ می بازند از مستی
بہاراں گلبنے خندد بہاراں بلبلے گرید | نبار و ابر نیسانی نشد تازہ گل مستی ہستی
بر فتارے نہادی پا بحیرت ایستادہ خلق | بگفتارے کشادی لب زبان مرداں بستی دہان
شدہ دلالہ خود بیروں رقیب و پاسبان خفتہ | دگر معشوق ہم خوش خو چرا فارغ بماند ستی
گہے در آشتی شادی گہے در خشم دلجوئی | گہے ہر دو یکے گشتہ ہمہ ذوق است و لطف خود رستی خودرستی

محمد ہمچنیں باشد مراد من رود کارے
ز بد بختی خود دانم کہ خواہم مرد از سستی

نگارا سرو قدا گلعذاری | تو با ما راست گو در دل چہ داری
بخواہی کشتنم از درد ہجراں | زہے دولت بوصل آزردہ داری

ترا در سر همه ناز است و شوخی — تعالی الله که چون تحفه نگاری
جهانے گشته سرگردان ست بر تو — تو فارغ از همه بیزار داری
ترا جز ناز و غمزه شیوه نیست — مرا عجز است و مسکینی و زاری
نماند چارهٔ الا که میرم — پس دیوار و پیش در بخواری
شدی گر در پس کوه سرینے — ضرورت هر طرف پس سنگساری

محمد عشقباز ان راست شرطے[۱]
نباشد عاشقے از درد عاری

بر لعل لبت سیاه خالے — افزوده جمال بر جمالے
اے قد بلند و پست زلفین — اے صورت قدس راستالے
یک خنده زدی و عشوه دادی — گشتیم از وز حال و حالے
تنگ دهنت که پر شکر هست — بیرون است زو همے و خیالے
بر هم لب من لب تو جاشا — کاین است محال در محالے

بو الفتح بوقت خویش خوش باش
مگذار هوائے جاه و مالے

بحال و حالے

مثنوی

محمد چون تو در عالم ندیدم — نه از کس مثل تو جائے شنیدم
درین دوران تو تنها بے نظیری — تو سلطانی نه محتاج وزیری
توئی مستے خرابے عشقبازے — توئی رندے لوندے سرفرازے
توئی پیر مغان پیشوائے — توئی در بت پرستی رهنمائے
ترا در عاشقی نام بلند است — ترا در خود روی راهے پسند است

تو خود بیگانہ از خویش و خویشاں — تو خود دیوانۂ گشتہ پریشاں
یکے خود کامۂ بد خو کسیسے — یکے پس ماندۂ کم از خسیسے
ترا نے نام و ننگ و جاہ و جاگیر — ترا نے عقل و ہوش و راہ و تدبیر
تو خوباں را بیاموزی کرشمہ — نہی بر روے مہرویاں تو وسمہ
نہال بت پرستی را تو بنیاد — نمائی راہ گمراہی تو استاد
ہمیشہ بر در خمار نشستہ — نہ خم را لب با پاک شستہ
کنی بر قاضی و مفتی تمسخر — کنی از زاہد و عابد تنفر
جرس بانگ موذن را برابر — کنی تو کفر را با دیں سراسر
ترا پیوستہ ابروے بتاں شد — بجاے قبلہ ایں ایمان جان شد
بہر وجہے تو رو از بت نتابی — گہے صافی شوی گاہے کبابی
چرا دادی تمکن روے بتاں را — ز شخصت یافتی عکس و نشاں را (شخصت)
ترا روے بتاں شد آئینہ سار — بہ بیں عین الیقیں مقصود سربار
صفاے بادہ را نظارہ کردی — بدستے نسخۂ سادہ بہ بردی
تو عین و عکس را یکجا نہادی — تو سر غیب را از سر کشادی
تو خود را از وجود خود بدر کن — پس آنگہ سوے بت رویاں نظر کن
چہ باشد لیلی و مجنوں کدام است — زلیخا ہم و یوسف غلام است
محمدؐ عیسیٰؑ و موسیٰؑ و آدمؑ — یکے اندر یکے شد اسم اعظم
رہ آدم اگر ابلیس میزد — بگو ابلیس را کہ میکند رد
خدایا ایں بلا و فتنہ از تست — کہ تخم ہر بلا از دست تو رست
بر آمد آفتاب ماہمان است — خلاف مطلعش سرے نہان است

زباں را تو ازیں گفتار گرد آر

تو رخت خود ازین بازار بردار

رباعیات

پروانه چراغ دید شد دیوانه　　　از خویش بشد هیچ پروانه
از خود به برید هستی خویش بدید　　　شد عین چراغ آتش و پروانه

پروانه چراغ دید گفتا که منم　　　با آتش عین هست جان و تنم
گر روزے چند صورتے بود جدا　　　بالحق حقیقت است کان جمله منم

در کوئے[1] خرابات مغان را پیرم　　　در مجلس طامات جوانے میرم
من هرچه کنم رواست ولیک　　　شیخی است محمد بے تزویرم

بے[2] شمع رخے اگر نه سوزم چه کنم　　　صد پاره دلے شده ندوزم چه کنم
چوں عکس مهے ز مهر در چشم آید　　　اے مردم اگر نمی فروزم چه کنم

از درد[3] فراق اگر ننالم چه کنم　　　روز و شب اگر نه در خیالم چه کنم
میگوئی با توام نه ام هرگز دور　　　در عین حضور بے وصالم چه کنم

دل[4] در پے دلبرے نپوید چه کند　　　از درد فراق جاں نجوید چه کند
دل آئینه عکس بت در و شد پیدا　　　دل خود را عین بت نگوید چه کند

---

[1] بروز یکشنبه بست و سوم ذی الحجه ۱۲۰۲ھ بقلم آورده شد [2] بروز جمعه بست و هشتم ذی الحجه ۱۲۰۲ھ فرموده شد
[3] ایضاً [4] ایضاً۔

بیدرد مباد ہیچ فردے　　نامرد مباد ہیچ مردے
بیدرد مباد ہیچ وقتے　　بے وقت مباد ہیچ دردے

معشوقہ اگر کتاب داری　　معشوق دل سیاہ داری
معشوقہ بود کتاب حاشا　　بازنگی و بربری چہ یاری

معشوقۂ من کتاب من شد　　بستہ دل من بدو کشاد است
گوئی کہ مرا بہ عاریت دہ　　معشوقہ بعاریت کہ داد است

تمام شد

دیوان عاشق شہباز سرافراز مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصادق سید محمد یوسف الحسینی الملقب بہ گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کہ مسمیٰ انیس العشاق است۔

غلطنامہ دیوان انیس العشاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	دلک	ذلک	۶۷	۲۱	سودا	سودہ
۳	۸	دوتا کردو	دوتا کردہ	۷۰	۱۵	نگار	فگار
۳	۱۲	نماند	نماند	۷۲	۹	دیوانۂ	دیوانہ
۳	۱۶	مصطنوی	مصطفوی	۷۶	۲۰	روا بے نور	رو بے نور
۴	۳	بجرد و مطالعہ	بجرد مطالعہ	۷۷	۲۱	سرد	مرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۲۱	بے ذکار	بے اذکار
۹	۱	باری	بارے
۱۰	۱۳	بمیرم	بمیریم
۱۴	۶	رعجب	درعجب
۱۶	۲۰	یکے شد	یکے شد
۱۸	۲	باشدی ہم	باشدے ہم
۲۰	۱۷	نذل	بذل
۲۱	۶	سوختہ	سوختہٗ
۲۲	۱۴	مسے	مستے
۲۳	۱۱	بیر	بیرے
۲۴	۱۳	گردادہ حق قرا	گردادہ حق ترا
۲۵	۵	آں بہ پیرہن	آں پیرہن
۲۶	۱۷	شدہ	شد
۲۷	۱۶	کہ سرینی	کہ مہرینے
۲۷	۲۱	پے	بہ
۲۸	۱۵	بے نگار	بے فگار
۳۰	۱۰	انعایے	انفعائے
۳۵	۱	بلائے	بلائے
۴۱	۱	ستنند	شستند
۴۲	۲	ابوالفحال	ابوالفحاجال
۴۳	۲۱	ک	کہ
۴۴	۱	آزار	آزاد
۴۴	۷	نمیدانم	نمیدانم
۴۸	۵	بیگونست	میگونست
۵۱	۱۶	رسد	رسد
۵۲	۶	بلے	بلے
۵۷	۷	چہ دارد	چہ لطف دارد
۶۳	۹	بوے	جوے
۶۶	۱۳	کہ	کہ
۷۹	۹	پنہانے	پنہانی
۷۹	۱۱	ضعف	ضعف
۷۹	۱۴	بوسہٗ	بوسہ
۸۳	۱۶	بیتم	منیم
۸۷	۱۷	خزنیم	حزنیم
۸۷	۱۸	بیسے	بسے
۸۷	۲۰	رای شتابد	رامی شتابد
۸۹	۲۰	فصل	فضل
۸۹	۱۵	بخش خواہ	بخش وخواہ
۹۰	۱۳	معلے	مفلے
۹۲	۱	درمر	درہر
۹۶	۵	بیرازی	بیزاری
۹۷	۱۹	میرم	میرم
۹۸	۷	ہیرآں	ہمرآں
۹۸	حاشیہ	میگذارم	میگدازم
۱۰۳	۱۳	گراتیم	گرانیم
۱۰۶	۱۲	دلبرے	دلبری
۱۰۸	۸	بے	لبے
۱۱۷	۱۱	محرومی	محرمی
۱۱۹	۱۰	فراخے	فراقے
۱۲۲	۸	میری	میرے
۱۲۳	۱۰	گر	گو
۱۲۵	۱۹	کردآر	گردآر
۱۲۷	۶	نفتوسے	فتوحے
۱۳۵	۹	لوسے	بوسے
۱۳۹	۸	یار عزیز	یارے عزیزے
۱۴۱	۱۶	اے	بارے
۱۴۱	۲۰	کناری	کنارے
۱۴۵	۴	چنانکہ	چنانکہ

تمت

ش ٥ ص ۲۴۷/۱ ۴

حافظ محمد حامد صدیقی

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف نے

عہد آفرین برقی پریس (حیدرآباد دکن)

میں چھپوا کر دفتر کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شایع کیا

ملنے کا پتہ

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین۔ گلبرگہ

قیمت کتاب عہ ۱۲ ۵۰ پیسے

ان من البیان سحراً وان من الشعر حکماً

دیوان

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الکاملین ولی الاکبر الصادق

مخدوم بندہ نواز حضرت

صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

المسمّٰی بہ

انیس العشاق

بسلسلۂ مطبوعات کتب خانۂ روضتین گلبرگہ شریف

بہ انتظام و توجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر دام اقبالہم

و بہ تصحیح و بہ اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام اے بی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در عہد آفریں برقی پریس (حیدرآباد دکن) طبع شد

شوال المکرم ۱۳۶ھ